www.novelsclubb.com
زنجیر
ناولز کلب
از قلم نیہاناز
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

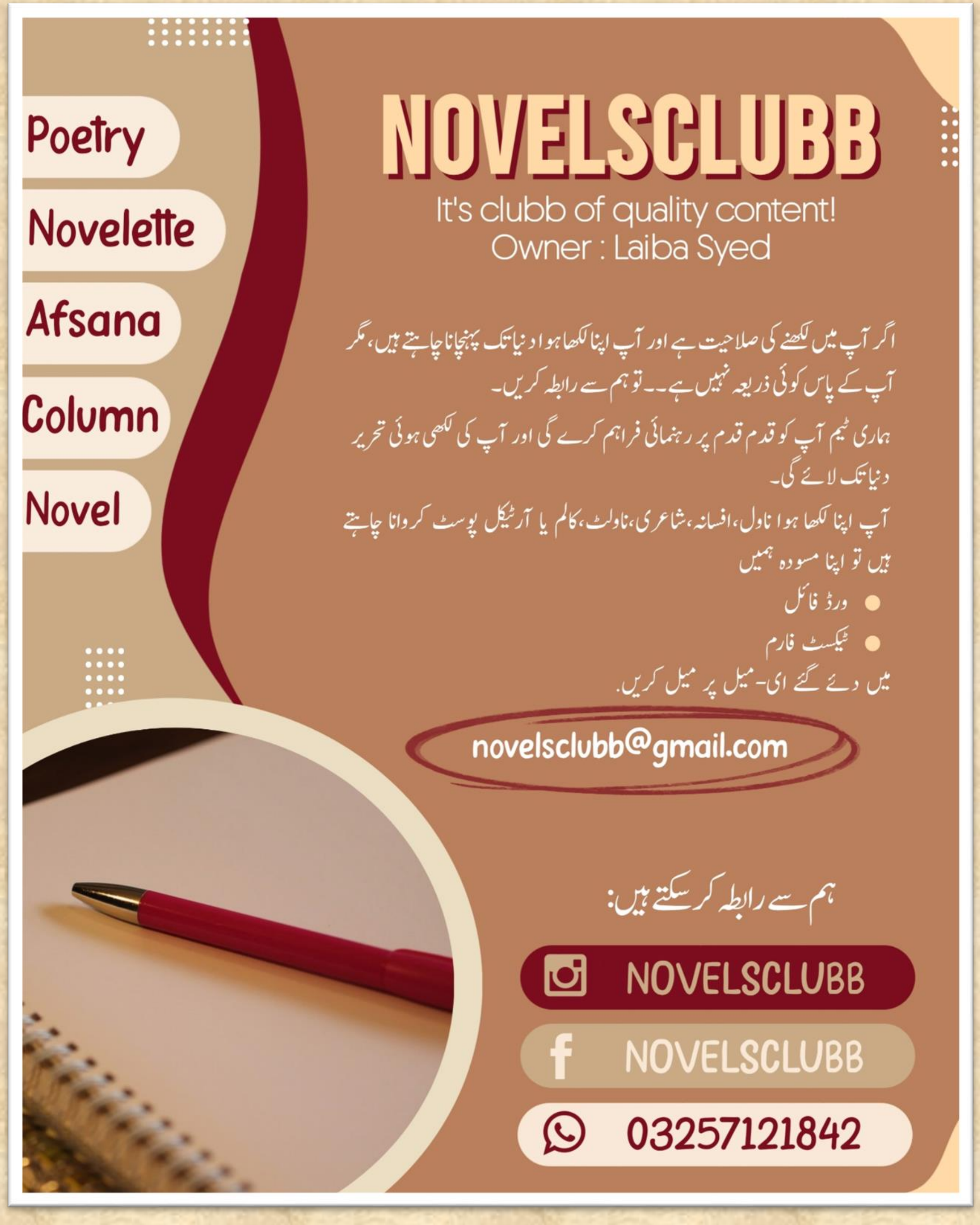

NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

زنجیر

از قلم

نیہا ناز

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ناول "زنجیر" کے تمام جملہ حق لکھاری "نیہا ناز" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

باب نمبر دو

(پچھلے باب میں عائزل کے گھر والے پرانی رنجشیں ختم کر کے ہشمت پور واپس لوٹتے ہیں۔ مگر عائزل اور ہارون کے درمیان کشیدگی برقرار رہتی ہے۔دوسری طرف ہارون اپنی ٹیم کے ساتھ اپنی منزل کے ایک قدم مزید قریب ہو جاتا ہے۔)

رفتہ رفتہ جینے کی وجہ اور مل گئی

کہ ہر کلی صورتِ زہرہ اور کھل گئی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پھر دل وقوعِ محبت سے ہوا آشنا

پھر تعبیر ہر رؤیا کی اور مل گئی

شوخیاں برقرار، کیوں بے قرار دل

کھو گئی حقیقتیں یاد اور مل گئی

آثار تو نہ تھے اختتامِ سفر پہلے پہل

پھر ہوئے دوراہ ہم، منزل اور مل گئی

اب راہیں ڈھونڈتی ہیں راہ گزر اپنے

بے راہ روی میں ہم نوائی اور مل گئی

اب نہ ہوئے خوش فہم کہ فہم آئی کام

تیری لالہ انگیزی کی پھر رمز اور مل گئی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہجرِ طبیب کا اب نہ رکھ مایا ملال تو

دست کو از خود مسیحائی اور مل گئی

(از قلم مایا)

سترہ سال قبل

فاروق منزل اپنے رعب کے ساتھ کھڑی تھی۔ حویلی میں ہر طرف جلدی کا سا سماں تھا۔ خدیجہ بیگم کچن میں کھڑی خود سے بیگانہ نظر آتی جلدی جلدی کھانا بنانے میں مصروف تھی۔ ساتھ ساتھ ملازموں کو ہدایت دے رہیں تھی۔ سکینہ بی لکڑی کے بنے تخت پر گاؤتکیہ لگائے نیم دراز سی ٹانگیں سیدھی کیے ہوئے بیٹھی تھی۔ جنہیں ایک ملازمہ سر جھکائے دبا رہی تھی اور ہاتھ میں تسبیح گھما رہی تھیں۔ ان کے تخت کے ایک پائے کے ساتھ پانی کا گلاس رکھا ہوا تھا۔

چھوٹی سی عائزل ہلکے گلابی رنگ کی فراک پہنے، ایک کاپی اپنے چھوٹے سے ہاتھ میں کھولے نظریں اس پر گاڑھے، دوسرے ہاتھ میں پینسل اپنے ہونٹوں میں دبائے چلی آرہی تھی۔

جب سیدھی چلتی وہ سکینہ بی کے تخت سے ہلکا سا ٹکرا گئی اور فرش پر رکھا پانی کا گلاس اس کا پاؤں لگنے کی وجہ سے گر گیا۔

"ستیاناس ہو خدیجہ تیری بچی کا! دیکھ سارا پانی گرا دیا" فرش پر بہتے پانی کو دیکھ کر سکینہ بی بلند آواز میں بولی۔

خدیجہ بیگم حواس باختہ سی کچن سے باہر آئی۔ ڈوپٹہ سر پر رکھتے جلدی سے عائزل کے پاس جا کر کھڑی ہو گئیں۔

"بڑی بی غلطی سے لگ گئی ہو گی" خدیجہ بیگم نے پریشانی سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تم لوگوں کی غلطیاں آخر کبھی ختم بھی ہوئیں ہیں۔ ایک تو آگے تم اتنی کام چور ہو صبح سے ایک کام بھی ابھی تک پورا نہیں ہوا اوپر سے یہ تمہاری اولاد ہے کہ مزید کام بڑھائے جا رہی" سکینہ بی نخوت سے ملازموں کی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر کہا۔ یہ تو وہاں کا معمول تھا۔ سکینہ بی کا سر دبانے والی ملازمہ نے خدیجہ بیگم سے نظریں چرائی تھیں جیسے یہ اس کی غلطی تھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

۔عائزل کی موٹی موٹی سیاہ آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے تھے خدیجہ بیگم کے اشارہ کرنے پر وہ ان کے کمرے کی جانب چلی گئی۔

"میں صاف کروا دیتی ہوں" خدیجہ بیگم نے سر جھکائے کہا اور جانے لگیں۔

"میرے بیٹی آرہی ہے اتنے دنوں بعد اور ان کے تماشے ہی ختم نہیں ہو رہے" بڑبڑاہٹ اتنی اونچی تھی کہ بآسانی سنی جاسکے۔

"رضیہ باہر جو پانی گرا ہے وہ ذرا صاف کر دو" خدیجہ بیگم نے کچن میں کام کرتی ملازمہ سے کہا اور اپنے کمرے کی طرف چل دی کمرے میں آکر دیکھا تو عائزل صوفے پر بیٹھی سر جھکائے بے آواز رو رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ ان کے بڑوں کے مہربانی ہی تھی کہ اتنی کم عمر میں ہی وہ اپنی ہچکیوں کا گلا گھونٹنا سیکھ گئی تھی۔ کیونکہ وہاں خدیجہ بیگم کی لڑکیوں کی اونچی آواز پسند نہیں کی جاتی تھی۔ خاص طور پر فاروق صاحب کی غیر موجودگی میں۔

خدیجہ بیگم ایک گہری سانس لیتی ہوئی اس کے قریب آکر بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا" اس کے ہلکے بھورے بالوں میں ہلکے سے ہاتھ پھیرتے انہوں نے پچکارا۔

عائزل نے روئی روئی آنکھیں اٹھا کر خدیجہ بیگم کو دیکھا۔

"ماما دادو ہمیشہ ایسا کیوں کرتی ہیں پھپھو جب بھی آنے والی ہوتی ہیں دادو آپ پر اس طرح کیوں چلانے لگتی ہیں اور وہ ہمیں بھی ڈانٹتی رہتی ہیں۔"

"نہیں عائزل وہ تو پیار کرتی ہیں بس کبھی کبھی انہی غصہ آجاتا ہے تو وہ ڈانٹ دیتی ہیں" خدیجہ بیگم اسے اپنے ساتھ لگاتی بولی۔

"لیکن ماما ردا اور ہارون کو تو وہ کچھ نہیں کہتی ان سے تو اتنے پیارے بات کرتی ہیں۔"

عائزل نے سر اٹھا کر پھر سے ایک اور شکوہ کیا۔

"بیٹا وہ تو کبھی کبھی آتے ہیں۔ مہمان ہوتے ہیں مہمانوں کو تھوڑا ہی نا کچھ کہنا ہوتا ہے"

خدیجہ بیگم نے اس بار نظریں چرا کر کہا تو عائزل بھی چپ ہو گئی۔

وہ شروع سے ہی حساس واقعہ ہوئی تھی۔ اس لیے صرف سات سال کی عمر میں ہی اس نے اپنی ماں کی خاموشی کو سمجھنا شروع کر دیا تھا۔

کچھ دیر وہ یوں ہی خدیجہ بیگم کے ساتھ لگ کر بیٹھی رہی آہستہ سے خدیجہ بیگم اسے الگ کرتے ہوئے بولی۔

"کیا دکھانے آرہی تھی مجھے" ہلکا سا مسکرا کر اس کے ہاتھ سے وہ کاپی پکڑی جو وہ کب سے ہاتھ میں لیے بیٹھی تھی۔

"یہ مجھ سے ایک سوال حل نہیں ہو رہا تھا آپ سے پوچھنے آرہی تھی" عائزل جلدی سے وہ صفحہ کھول کر دکھانے لگی۔

خدیجہ بیگم نے پینسل پکڑی اور اسے سمجھانے لگی۔جب سمجھ کر وہ جانے لگی تو خدیجہ بیگم نے پیچھے سے پکار کر کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"عائزل ہارون اور ردا تمہارے کزنز ہیں۔تمہاری ایک اپنی جگہ ہے اور ان کی ایک اپنی جگہ، اپنے کزنز کے ساتھ کبھی مقابلہ نہیں کرنا"

عائزل ہلکا سا مسکرا کر سر ہلاتی چلی گئی۔

تبھی باہر سے شور بلند ہونے لگا۔البتہ وہ مہمان آگئے تھے جن کے آنے کی تیاری صبح سے ہو رہی تھی۔

خدیجہ بیگم نے ایک سرد آہ خارج کی۔یہ تو ثابت تھا کہ فاروق منزل کی دیواروں میں صرف خدیجہ کی بیٹیوں کی آوازیں دبائی جاتی تھیں۔

انہوں نے بے بسی سوچا اور باہر کی جانب قدم اٹھا دیے۔ابھی انہیں بہت کچھ سننا تھا۔وہ خود کو ابھی سے تیار کر رہی تھیں ں۔

باہر شمیم اپنے بچوں کے ساتھ کھڑی سکینہ بی سے مل رہی تھی اور ساتھ میں آنسو بہا رہی تھی۔

ساتھ رضیہ کھڑی شمیم کا بیگ پکڑ رہی تھی۔

"ساتھ والی گلی سے آنا ہوتا ہے اور سامان ایسے لے کر آتی ہے جیسے امریکہ سے آئی ہو" وہ دل ہی دل میں تبصرہ کرتی ان ماں بیٹی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

خدیجہ بیگم بے بسی سے وہ منظر دیکھا۔ان کی نند پورے دو ہفتوں بعد اپنی ماں سے ملنے آئی تھی اس لیے ان کے آنسو بند نہیں ہو رہے تھے۔خدیجہ بیگم نے یاد کرنا چاہا کہ وہ کب ملنے گئی تھی اپنی ماں سے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہاں وہ پورے چار سال پہلے گئی تھی جب ان کی ماں بیمار تھی وہ بھی صرف ایک دن کے لیے اور شام کو ہی وہ واپس آگئی تھی کیونکہ پیچھے ان کے کرنے والے کام بہت تھے۔

خدیجہ بیگم اپنی ساری سوچوں کو ذہن سے نکالتی شمیم بیگم کی طرف بڑھی۔

"اسلام علیکم شمیم! کیسی ہو؟" ہلکا سا شمیم کو اپنے ساتھ لگاتی بولی۔

شمیم نہ قریب ہوئی اور نہ ہی بازو خدیجہ بیگم کی طرف بڑھایا۔

"شکر ہے آپ بھی اپنے کمرے سے نکلی ورنہ جب دیکھو اپنے کمرے میں ہی ہوتی ہیں"

طنزاً کہتی وہ آگے بڑھ گئی۔ خدیجہ بیگم بس سانس بھر کر رہ گئی وہ کبھی ان کو خوش نہیں کر سکتی تھیں۔

Clubb of Quality Content

رضیہ جو صبح فجر کے بعد سے کچن میں لگی خدیجہ بیگم کے ساتھ کام کروا رہی تھی شمیم کی بات پر کڑوا منھ بنا کر رہ گئی"۔ پتہ نہیں چھوٹی بیگم ان کی باتیں برداشت کیسے کر لیتی ہیں" وہ ہمدردی سے سوچتی بیگ اٹھائے شمیم کے پیچھے چل دی۔

"اسلام علیکم ممانی جان کیسی ہیں آپ" ہارون چہکتا ہوا خدیجہ بیگم سے آکر لپٹ گیا۔

شمیم نے پیچھے مڑ کر نخوت سے یہ منظر دیکھا۔وہ اپنے اندر کے حسد اور نفرت اپنے بچوں کے اندر نہیں بھر پائی تھی۔

خدیجہ بیگم نے پیار سے اس کے بال بکھیرے "کیسے ہو ہارون اور تم ردا ادھر آؤ" ہارون سے کہہ کر ردا کو اشارے سے بلایا جوان کی طرف دیکھتی ہوئی ہچکچا رہی تھی۔

ردا ہارون سے بڑھی تھی مگر شرمیلی تھی۔اور ہارون اتنا ہی شرارتی اور بے باک۔

خدیجہ بیگم کے بلانے پر وہ قدم قدم چلتی ہوئی ان کے پاس آگئی۔

خدیجہ بیگم نے نرمی سے ردا کو اپنے ساتھ لگایا اور دونوں کا ہاتھ پکڑ کر اس طرف آگئی جہاں سب لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔

"شہر بانو نظر نہیں آرہی" شمیم نے گردن گھما کر ادھر ادھر دیکھتے کہا۔

"کالج گئی ہوئی ہے۔آج آخری امتحان ہے اس کا اس پڑھائی سے فارغ ہو تو اس کی بھی شادی کر دینی ہے" سکینہ بیگم سنجیدہ سا بولی تو شمیم نے سر ہلا دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

خدیجہ بیگم جو ایک سائڈ پر رکھی کرسی پر ہارون کو گود میں لیے بیٹھی تھی سکینہ بی کی بات پر آہستہ سی آواز میں بولی۔

"مگر بڑی بی وہ ابھی چھوٹی ہے صرف اٹھارہ سال کی ہے ابھی اتنی جلدی کس بات کی ہے"

لو جی اب ان کو بھی بولنا آگیا ہے" شمیم استہزائیہ ہنسی تو خدیجہ بیگم ضبط کر کے رہ گئی۔ وہ برسوں سے ضبط ہی تو کر رہی تھیں۔

"کتنی بار کہا ہے کہ گھر کے معاملوں میں نہ بولا کر جب تیرے مشوروں کی ضرورت ہو گی تو پوچھ لیں گے تجھ سے بھی اب جا کچن دیکھ" سکینہ بی خدیجہ بیگم کو دفعان کرتے ہوئے بولی۔

خدیجہ بیگم نے سر جھکا کر گود میں بیٹھے ہارون کو اتارا اور کچن میں چلی گئیں۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

ہارون نے خدیجہ بیگم کی طرف دیکھا ان کو اس طرح جاتے دیکھ اسے برا لگا تھا۔ وہ بارہ سال کا تھا مگر اپنی عمر سے زیادہ بڑھی باتیں کرنے آتی تھیں۔

"نانو آپ کو اس طرح بات نہیں کرنے چاہئے تھے ممانی سے" ہارون کمر پر ہاتھ رکھ کر ماتھے پر بل ڈال کر بولا سکینہ بیگم قہقہہ لگا کر بولی

"اچھا چھوٹے سرکار اور کیسے کرنی تھی"

شمیم اپنے بیٹے کی اس طرح کی حمایت پر اندر سے جل گئی تھی۔

"جیسے میری دادو میری ماما سے کرتی ہیں اور میری ماما تو گھر کے ہر معاملے میں بولتی ہیں بلکہ سارے فیصلے ہی ماما کرتی ہیں" ہارون بھرے بھرے گالوں کو پھلائے بولا۔

سکینہ بیگم اس کے اس بات پر چپ ہو گئی جبکہ شمیم طیش کھا کر رہ گئی۔

"جاؤ ہارون عنایہ عائزل کے ساتھ جا کر کھیلو یہ باتیں تمہارے کرنے والی نہیں ہیں اور ردا کو بھی لے جاؤ"

ہارون عنایہ عائزل کے نام پر خوشی سے ان کے کمرے کی طرف بھاگ گیا اور ردا بھی اس کے پیچھے جانے لگی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دیکھ لیں امی خدیجہ نے اپنی بیٹیوں کا زرا سی بھی تمیز سکھائی ہو کہ گھر میں ان کی پھپو آئی ہے آ کر مل ہی لیں۔ مگر کہاں" ہارون کی بات کا اثر زائل کرتے شمیم اب ایک اور قصہ کھولنے لگی تھی۔ جب عنایہ معیز کو اٹھائے خوش اخلاقی سے چلتی شمیم کے پاس آ کر ملنے لگی۔

"اسلام علیکم پھپو کیسی ہیں آپ" مسکرا کر کہتی وہ شمیم کے ساتھ لگ گئی۔

شمیم نے اس کے بات کا جواب دیے بغیر اس کی گود سے معیز کو پکڑ لیا۔

"آہ میرا چاند کیسا ہے" عنایہ اس طرح نظرانداز ہونے پر بھی مسکراتی رہی۔اس کی عادت تھی یوں جواب نہ دیے جانے کی۔

"عائزل کو بھی سکھا دینا تھا کسی سے ملنا" سکینہ بی دانت پیستی ہوئی بولی۔

"جی دادو" عنایہ تابعداری سے بولی۔

تبھی پیچھے سے ردا کی آواز آئی۔

"آجاؤ عنایہ ہم کھیلتے ہیں"

عنایہ جانے لگی کہ پیچھے سے سکینہ بی کی وہی کڑک ٹون میں آواز گونجی۔

"اب ان کو کھیل میں لگا کر نہ بیٹھ جانا کھانا بھی کھانا ہے انہوں نے"

جاتی ہوئی عنائی ان کی آواز پر پلٹ کر دیکھا اور کہا۔

"جی دادو"

مسکراہٹ وہ اپنے ہونٹوں سے جدا نہیں ہونے دیتی تھی۔پتہ نہیں وہ کیسے کر لیتی تھی۔

شمیم نے اس کی طرف دیکھا

لمبے سیاہ بال عنایہ کی پشت پر بکھرے اور سفید دودھیا رنگت۔ تراشیدہ خدوخال، وہ بہت خوبصورت تھی۔ اور اس کا اخلاق اور سمجھداری اسے سب پر غالب کرتا تھا۔ شمیم نے ایک نظر اپنی بیٹی کو دیکھا۔

بھورے بال اور ہلکا سا سانولہ رنگ اور تیکھے نقوش کی مالک بچی تھی وہ خوبصورت تھی۔ بہت دلکش۔ اس کی معصومیت اس کو مزید پیارا بنا رہی تھی۔ مگر شمیم نے اسے ہمیشہ معاشرے کے پیمانے پر پرکھتی تھی۔

اب بھی وہ کینہ توز نگاہوں سے وہ عنایہ کو جاتے ہوئی دیکھ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

●●●●●● ●●●●

شہر بانو آتے ہی شمیم سے ملی اور وہیں بیٹھ گئی۔ یونیفارم بھی نہیں اتارا تھا۔

خدیجہ بیگم کچن میں شام کی چائے کا انتظام کر رہی تھی اور بچے سارے مل کر کھیتوں میں گئے ہوئے تھے سکینہ بی اس وقت نماز پڑھنے میں مصروف تھی۔

"تو کیسا رہا آپ کا ٹوور باجی" سامنے پڑے خشک میووں سے ایک میوہ اٹھاتے ہوئے شہر بانو عام سے انداز میں بولی۔

"ہاں سہی رہا اتنے عرصہ بعد ہم سب گھر والے گئے تھے امتیاز کے ساتھ ورنہ ان کو کہاں ٹائم ملتا ہے کہ اپنے کام سے" شمیم ہلکا سا مسکرا کر کہتے ہوئے بولنے لگی۔

"شہر بانو اثبات میں سر ہلانے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ چھوڑو تم یہ بتاؤ کہ تمہارے امتحان اب ختم ہو گئے ہیں، اماں کہہ رہی تھی کہ تمہاری شادی کر دی جائے" شمیم غور سے شہر بانو کی طرف دیکھتے بولی۔ اندر کہیں کمینی سی مسکراہٹ چھپائی تھی۔

کمرے کے اندر آتی خدیجہ بیگم نے شمیم کی بات سن کر شہر بانو کی طرف دیکھا۔

شہر بانو نے ناسمجھی سے شمیم کی طرف دیکھا۔

"اتنی جلدی۔۔۔کیوں؟" پھر چائے کی ٹرے رکھتی خدیجہ بیگم کو دیکھا خدیجہ نے لاچار نظروں سے شہر بانو کو دیکھا اور وہیں شہر بانو کے ساتھ آکر بیٹھ گئی۔

"تو کیا ساری عمر یہیں رہنا ہے کیا؟" ابروا چکا کر بولی۔

"ساری عمر کا کیا مطلب ہے ابھی صرف اٹھارہ سال کی ہوں میں" شہر بانو خفگی سے بولی سلام پھیر کر سکینہ بی اب بیڈ پر بیٹھی تسبیح ہاتھ میں گھما رہی تھی شہر بانو کی بات پر اونچا سا بولی۔

"ہمارے زمانے میں لڑکیوں کی شادی جلدی ہو جایا کرتی تھی۔۔" ابھی وہ بات کر رہی تھی کہ شہر بانو ان کی بات کاٹ کر درشتی سے بولی۔

"اماں آپ کے زمانے میں تو لڑکیوں کو زندہ دفن بھی کر دیتے تھے تو آپ مجھے بھی کرنا چاہتی ہیں کیا"

"شہر بانو یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا" شمیم اس کی بات پر حیران سا بولی جبکہ سکینہ بی تو اس کے انداز پر بھونچکا رہ گئی۔

"شیری بیٹا آرام سے، تحمل سے" خدیجہ بیگم شہر بانو کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تو بھابھی آپ بتائیں نہ ان کو کہ مجھے پڑھنا ہے ابھی وکیل بننا چاہتی ہوں یہ کیوں کر رہے ہیں میرے ساتھ ایسا" شہر بانو اسی طرح بلند آواز میں بولی۔

خدیجہ بیگم کچھ کہنے کے لیے لب کھولنے لگی کہ شمیم بول پڑی۔

"یہ کس لہجے میں بول رہی ہو تم ہاں۔ یہ خدیجہ ہی ڈالتی ہے نہ تمہارے ذہن میں اس طرح کی باتیں، خود بھی پڑھ لکھ کر اپنی زبان چلانا سیکھ لی، اب تمہیں بھی اسی پٹی پر چلا رہی ہے۔ اسی لیے اس کے پلو سے چپکی رہتی ہو سارا سارا دن۔" شمیم غصے سے پھٹتی آواز میں بولی جبکہ سکینہ بیگم کو تو بات کرنا ہی بھول گیا تھا۔

شہر بانو کب ایسے بات کرتی تھی ان سے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"باجی میری شادی میرا مسئلہ ہے جب مجھے کرنی ہوگی میں بتا دوں گی۔ آپ اپنے گھر کو دیکھیں" شہر بانو بھی اسی کے انداز میں کہہ کر چلی گئی۔ شمیم نے اس کی پشت کو جاتے ہوئے دیکھا۔ وہ کھلے الفاظ میں شمیم کو اس معاملے سے دور رہنے کا کہہ کر گئی تھی۔ شمیم کو اس کے الفاظ اپنے منہ پر چماٹے جیسے لگے تھے۔ کچھ دیر کے لیے تو وہ بول ہی نہ سکی۔

"شمیم اس کی بات کا غصہ نا کرو میں سمجھاتی ہوں اسے بچی ہے ابھی" خدیجہ بیگم کہہ کر شہر بانو کے پیچھے گئی شمیم کی چبھتی نظروں نے تب تک اس کا پیچھا کیا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی۔

اماں یہ ساری پٹیاں آپکی بہو کی پڑھائی ہوئی ہیں شیر ی کو، آپ دیکھ لینا میں اس کی شادی اگلے دو مہینے میں نہ کروائی تو میرا نام بھی شمیم نہیں" سکینہ بی کی پاس آکر تخت پر بیٹھتی اپنا غصہ ضبط کرنے لگی۔

"تو چھوڑ اس کو شمیم، کر لے گے اس مسئلے کا حل" سکینہ بی اس کو بہلاتے ہوئی بولی۔

"نہ اماں نہ، اب اس کی شادی ہو گی، دیکھ لینا آپ۔ اس کو تو میں اچھے سے وکیل بناؤں گی" شمیم نے اس کمرے کی طرف جس میں ابھی خدیجہ اور شہر بانو گئے تھے گھورتے ہوئے دانت پر دانت جما کر کہا۔

" سمجھتی کیا ہے یہ خود کو اس کے حکم کو انتظار کریں گے ہم اب" شمیم اب بڑبڑا رہی تھی سکینہ بی پریشانی سے اس کو دیکھ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ شہر بانو کے انداز سے ڈر گئی تھی شہر بانو کبھی ایسے بات نہیں کرتی اگر کی ہے تو اس کا مطلب یہ ہی ہے کہ وہ ایسا کبھی نہیں ہونے دے گی۔اس میں اس کی باپ کی ضد تھی۔ایک طرف ان کی بڑی بیٹی اور ایک طرف چھوٹی بیٹی۔دل ہی دل میں وہ اب حماد صاحب کو بلانے کا سوچنے لگی نہ جانے شمیم اب کیا کر بیٹھے۔

●●●●●● ●●●●

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"شیری یہ کیا ہو گیا ہے تمہیں کس لہجے میں بات کر رہی تھی تم بڑی بی سے" خدیجہ جب کمرے میں داخل ہوئی تو شہر بانو کمرے میں پڑی چیزیں غصے سے اٹھا اٹھا کر پھینک رہی تھی بیڈ پر لگا تکیہ اٹھا کر وہ ایک زور سے فرش پر پھینکنے لگی تو خدیجہ بیگم نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے پکڑ لیا۔

"شیری پرسکون ہو جاؤ لمبی سانس لو" شہر بانو کے کندھوں سے تھام کر بیڈ پر بٹھایا اور خود بھی ساتھ بیٹھ گئیں

"بھابھی آپ نے دیکھا نہیں کیا وہ کیا کہہ رہی تھیں" وہ غصے سے بولنے لگی جب خدیجہ بیگم نے اسے ہاتھ اٹھا کر بولنے سے منع کیا۔

"لمبی سانس لو اور پرسکون ہو کر بات کرو مجھ سے"

شہر بانو منھ پھلا کر بیٹھ گئی اور دوسری طرف نظریں پھیر لیں۔

"شیری" خدیجہ بیگم نے ذرا کھینچ کر نام لیا تو وہ بے اختیار ایک سانس بھر گئی۔

"ایک بار اور" خدیجہ بیگم کے کہنے پر اس نے دو بار ڈھیر ساری ہوا اپنے اندر کھینچی۔

جانتی تھی کہ تین بار تو خدیجہ بیگم نے کروانا ہی تھا۔

"اب بتاؤ کیا بات تنگ کر رہی ہے تمہیں" خدیجہ بیگم بیڈ پر ٹھیک سے بیٹھتی ہوئی بولی۔

"بھابھی مجھے ابھی شادی نہیں کرنی مجھے وکیل بننا ہے" شہر بانو رندھے ہوئے لہجے میں بولی آنکھوں میں نمی سی گھل گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو یہ بات تم پر سکون ہو کر بھی تو کہہ سکتی تھی اس میں اتنا غصہ میں آنے والی کیا بات تھی" خدیجہ بیگم نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا۔

"تو اور میں کیا کرتی میری عمر تو دیکھیں بھابھی اتنی چھوٹی عمر میں کون کرتا ہے شادی" شہر بانو بے بسی سے بولی۔

"تمہاری عمر میں اس گاؤں کی لڑکیوں کے دو دو بچے ہو چکے ہوتے ہیں ہیں اس گاؤں کی لڑکیوں سے شادی کرنے سے پہلے پوچھا نہیں جاتا مگر خیر ہم ان لوگوں جیسے تھوڑی ہیں اس گاؤں کی لڑکیاں کبھی پرائمری سے اوپر نہیں پڑھتی مگر تم کالج میں ایف اے کر چکی ہو اور تمہیں اب بھی لگتا ہے کہ فاروق صاحب اپنی لاڈلی بیٹی کی شادی اس کی مرضی کے بغیر کر دیں گے" خدیجہ بیگم نے مسکرا کر پوچھ رہیں تھیں۔شہر بانو نے استہزائیہ سر جھٹک دیا۔

"لاڈلی بیٹی ہہنہ! مجھ سے زیادہ لاڈلی تو شمیم باجی ہیں۔ان کی کوئی بات منع کی ہے انہوں نے آج تک" شہر بانو بڑبڑاتی ہوئی خفگی سے بولی۔

"تو وہ کونسا تمہارا برا چاہتی ہیں شیری، اگر ایسے کوئی بات ہوتی تو وہ تم سے کیوں پوچھتی" خدیجہ بیگم نے آنکھیں چھوٹی کر کے کہا "اگر تم اس طرح بڑوں کے سامنے اونچی آواز میں

بات کرو گی تو ظاہری بات ہے وہ ضد میں ہی آیئں گے نا تمہیں تحمل سے بات کرنی چاہیے تھی" خدیجہ بیگم سنجیدہ لہجے میں بولتی ہوئیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"میں کیا کروں غصے میں مجھے سمجھ نہیں لگتی کہ میں کیا بول جاتی ہوں" شہر بانو منہ پھلا کر شکایتی انداز میں بولی

"جو کر چکی ہو وہ بدلہ نہیں جا سکتا جو ہونے والا ہے اس کو بدلنے کی کوشش کی جا سکتی ہے اب جاؤ اٹھ کر معافی مانگو بڑی بی اور شمیم سے" خدیجہ بیگم بیڈ کے کنارے سے لگی کھڑی تھی۔

"میں معافی مانگوں؟" شہر بانو اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایسے بولی جیسے اسے پہاڑ اپنی جگہ سے ہلانے کے لیے کہا ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیوں تمہیں لگتا ہے یہاں کوئی تیسرا بھی بیٹھا ہے جسے میں کہہ سکتی ہوں؟" اس کے جواب میں سوالیہ انداز سے ابرو اچکا کر پوچھا۔

"تم جا رہی ہو ابھی معافی مانگنے اگر شمیم کو تم نے ضد دلا دی تو تمہاری شادی اسی مہینے میں ہو سکتی ہے" خدیجہ بیگم نے ہلکا سا ہنس کر باہر کی طرف قدم اٹھا دیے۔

"اللہ اللہ نہیں جا رہی ہوں بابا" شہر بانو ڈوپٹہ ٹھیک کرتے سکینہ بی کی کمرے کی طرف چل دی۔انا گئی تیل لینے وہ شادی نہیں کر سکتی تھی۔

"میں اندر آجاؤں" سکینہ بی کے دروازے کے باہر کھڑی وہ آہستہ آواز میں بولی۔

شمیم نے شہر بانو کو کھڑا دیکھ کر تنفر سے منھ پھیر لیا۔

"آگئی تمیز یاد تمہیں" سکینہ بیگم اثبات میں سر ہلا کر اجازت دیتی آنکھیں دیکھاتی ہوئیں بولی

۔

"وہ میں معافی مانگنے آیئ تھی مجھے باجی سے اس طرح بات نہیں کرنی چھاہیے تھے باجی معاف کر دیں یار" سکینہ بیگم سے کہتے ہوئے آخر میں شمیم کے گرد بازو پھیلاتے ہوئے کہا۔

"بس کرو یہ مسکے اپنی بھابھی کو لگاؤ جا کر جس کی زبان تم بولتی ہو" شمیم اس کا حصار کھولتی وہ ناراضگی سے بولی۔

"باجی انہیں کے کہنے پر معافی مانگنے آیئ ہوں اور آپ کیا ہر وقت ان کے خلاف ہی بولتی رہتی ہیں" کمر پر دونوں ہاتھ رکھتی وہ زرا خفگی سے بولی۔

Clubb of Quality Content

"بڑا دکھ ہو رہا ہے تمہیں۔اماں دیکھ لو" شمیم کہتی سکینہ بی کی طرف شکایتی انداز میں بولنے لگی کہ سکینہ بی اس کی بات کاٹ کر بولی۔

"اب بس بھی کرو تم دونوں کیا آپس میں لڑ رہی ہو معافی مانگ لی نہ اس نے بات ختم کرو"

شمیم منھ پھلا کر بیٹھ گئی۔

"اچھا اب جانے بھی دو باجی میری پیاری باجی نہیں آپ" شہر بانو پھر سے شمیم کے گرد بازو پھیلاتے ہوئے بولی تو شمیم بھی نرم پڑ گئی مسکراہٹ دباتے ہوئے اس کے بازو خود سے ہٹائے۔

"اب مسکے دیکھ لو اس میسنی کے اماں" سکینہ بی مسکرا دی شہر بانو قہقہہ لگاتی ہوئی بیڈ پر بیٹھ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اے خدیجہ بات سن "سکینہ بی صحن میں بیٹھی اونچی آواز سے خدیجہ بیگم کو بلا رہی تھی جب ساتھ بیٹھے فاروق صاحب نے ناگواری سے انہیں دیکھا۔

"سکینہ آپ کو کتنی بار کہا ہے کہ خدیجہ کو پیار سے بلایا کرے یہ کونسا طریقہ ہے گھر میں اتنے ملازم ہیں اچھا لگتا ہے کہ اس طرح بلایا جائے اپنی بہو کو"

"آپ تو رہنے ہی دیں جب دیکھیں ایک ہی بات۔ارے آرام سے ہی تو بلایا تھا"سکینہ بی ناک بھوں چڑھاتی بولی تو فاروق صاحب سر ہلا کر رہ گئے اتنی دیر میں خدیجہ بیگم بھی پہنچ گئی۔

"جی بڑی بی بلایا آپ نے "سلیقے سے سر پر ڈوپٹہ جمائے انہوں نے مدھم آواز میں کہا۔

" کبھی جلدی بھی سن لیا کرو جب تک میرا بلا بلا کر گلا نہ بیٹھ جائے تم نے تو قسم کھا رکھی ہے کہ میرے بات نہیں سننی "سکینہ بی فاروق صاحب کا غصہ اس پر اتارنے لگی تو فاروق صاحب نے بے زاری سے سکینہ بی کی طرف دیکھا۔

"بس بی کر دیا کرو سکینہ کبھی"

خدیجہ بیگم نے چور نظروں سے فاروق صاحب کی طرف دیکھا تو وہ ہلکا سا مسکرا دیے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جاؤ خدیجہ شیری کو بلا لاؤ کچھ بات کرنی ہے اس کے ساتھ" فاروق صاحب شیریں لہجے میں بولے تو سکینہ بی نے تلخی سے سر جھٹکا خدیجہ بیگم کے جاتے ہی فاروق صاحب شروع ہو گئے۔

"سکینہ مجھے تو آپ کی سمجھ نہیں آتی ہو کیا جاتا ہے آپ کو کیوں کرتی ہیں خدیجہ کے ساتھ ایسا ۔ایک ہی تو بہو ہے آپکی اور اس کے ساتھ بھی یہ سلوک" فاروق صاحب اپنی ازلی نرم انداز میں گویا ہوئے۔

"میں کیا کروں مجھے اس کی طرف دیکھ کر ہی غصہ آنے لگتا ہے خون ابلتا ہے میرا اس کو دیکھ کر" سکینہ بی سخت لہجے میں کہنے لگی کہ فاروق صاحب نے انہیں بیچ میں ٹوک دیا۔

"مگر خدیجہ نے ایسا کچھ نہیں کیا کہ آپ اس کے ساتھ اس طرح کا سلوک کریں کوئی وجہ بھی تو ہونا"

"کیا یہ وجہ کم ہے کہ اس نے ہمارے گھر میں لڑکیوں کا انبار لگایا ہوا ہے وہ تو میرے دعائیں تھی کہ اللہ نے ہمیں معیز دے دیا ورنہ۔۔" سکینہ بی کے الفاظ ابھی منھ میں ہی تھے کہ فاروق صاحب صدمے سے بولے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سکینہ یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔ آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ بیٹے تو اللہ دیتے ہیں مگر بیٹیاں کوئی اور دیتا ہے کیا۔ اور یہ جو آپ کیدو بیٹیاں ہیں شمیم اور شہر بانو، کیا یہ خدیجہ کی بیٹیوں سے مختلف تھیں" ان کی دھیمی آواز میں بھی اس وقت رعب در آیا تھا۔

"نہیں میں نے ایسا بھی نہیں کہا" سکینہ بیگم فوراََ سے مدافعانہ انداز میں بولتی اٹھ بیٹھی تھی

"جیسا بھی کہا آئندہ میں ایسا کچھ نہ سنوں آپ کے منھ سے اگر آپ کو میری پوتیاں اتنی بری لگتی ہیں تو بتا دیں میں حماد کے پاس بھجوا دیتا ہوں خدیجہ کو" فاروق صاحب نے دوٹوک انداز میں کہا تو سکینہ بی چپ سی ہو کر بیٹھ گئی خدیجہ اب شہر بانو کے ساتھ آ رہی تھی۔

ان کو آتا دیکھ فاروق صاحب نے اپنے چہرے پتر غصے کی لکیریں درست کر لیں۔ فاروق صاحب کی فطرت میں شامل تھا وہ گھر کی عورتوں سے جتنا پیار اور محبت سے ملتے تھے اتنی ہی عزت کرتے تھے۔ عورتوں پر چیخنا چلانا تو دور انہوں نے کبھی اونچی آواز میں بلایا تک نہیں تھا۔

"آؤ شہر بانو میری لاڈلی بیٹی" شہر بانو کو دیکھتے اپنے ہاتھ وا کر دیے شہر بانو چہکتی ہوئی ان کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی سکینہ بی ہلکا سا مسکرا دیں جو بھی تھا ان کو اپنی اولاد عزیز تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

خدیجہ بیگم جانے لگی تو فاروق صاحب نے پیچھے سے پکارا۔

"خدیجہ بیٹا آپ کہا جا رہی ہو؟"

"میں آپ سب کے لیے چائے بنانے جا رہی تھی" خدیجہ بیگم نے مڑ کر مسکرا کر جواب دیا

"بعد میں بنا لیجیئے گا چائے پہلے ادھر بیٹھئے کچھ بات کرنی ہے" خدیجہ بیگم کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے وہ پر جوش سے بولے۔

"خدیجہ بیگم نا سمجھی سے چلتی ہوئی آ کر چارپائی پر بیٹھ گئیں۔ایک نظر سکینہ بیگم کو دیکھا تو وہ چبتی ہوئی نظروں سے انہیں ہی دیکھ رہی تھی خدیجہ بیگم نے اپنی نظریں فاروق صاحب کی طرف کر دی۔

Clubb of Quality Content

"سکینہ آپ بھی ذرا سیدھی ہو جائیں"

شہر بانو اپنی چہکتی ہوئی آواز میں بولی "ابو اب بتا بھی دیں کیا پہیلیاں بجھوا رہے ہیں"

شہر بانو کے انداز پر فاروق صاحب ہلکا سا قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے۔

"بتا رہیں ہیں بھائی بتا رہیں، وہ بات یہ ہے کہ شہر بانو کا ہونے والا سسرال شادی میں جلدی کا کہہ رہے تھے" فاروق صاحب کے منھ سے ادا ہونے والے الفاظ پر شہر بانو کی ساری مسکراہٹ پل میں غائب ہوئی تھی۔

"بابا" اس کے لب خاموش سرگوشی میں ہلے کہ اس کو خود بھی اپنی آواز سنائی نہ دی۔ وہ حیران تھی۔ اس کے دل پر وزن بڑھنے لگا تھا

فاروق صاحب اس کے ردعمل سے بے نیاز سکینہ بی کی طرف دیکھتے ہوئی آگے بتا رہے تھے مگر شہر بانو کو کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا خدیجہ بیگم نے افسوس سے شہر بانو کی طرف دیکھا۔

"شیری! شیری" اس کے گم سم سے انداز پر فاروق صاحب نے اس کو کندھے سے پکڑ کر ہلایا۔

"جی ابو" شہر بانو کے حلق سے آواز نکلی جیسے کسی کنویں سے بول رہی ہو۔ آنکھوں میں حیرت لیے وہ فاروق صاحب کی طرف دیکھ رہی تھی اور فاروق صاحب کہہ رہے تھے۔

"میں پوچھ رہا تھا کہ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے نہ"

Clubb of Quality Content

شہر بانو نے اپنے باپ کے ہنستے ہوئے چہرے اور چمکتی ہوئی آنکھیں دیکھی۔اس کا دماغ کہہ رہا تھا کہ وہ ابھی اسی وقت کھڑی ہو اور انکار کر دے کہ ابھی اسی شادی نہیں کرنی۔اسے وکیل بننا ہے۔

"میری لاڈلی کو کوئی مسئلہ ہے کیا" فاروق صاحب نے شہر بانو کی خاموشی پر تھوڑا سنجیدہ سا ہو کر پوچھا شہر بانو کی آنکھوں میں آنسو بھرنے لگے تھے مگر اس نے ان کو بہنے نہیں دیا۔

"شیری مجھے بتاؤ کوئی مسئلہ ہے کیا" اب کے فاروق صاحب نے زرا فکر مندی سے پوچھا

شہر بانو کی نظریں ان کے بوڑھے چہرے کے جھریوں کا طواف کر رہی تھیں۔اس نے ایک نظر خدیجہ بیگم کی طرف دیکھا خدیجہ بیگم نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں حوصلہ دیا۔

شہر بانو کی نظر بے اختیار سکینہ بی کی طرف اٹھی ان کے چہرے پر ایک خوف سا تھا کہ شہر بانو انکار نہ کر دے۔

شہر بانو کی سماعتیں اب بند ہو چکی تھیں اب اس کے اندر کچھ اور ہی چل رہا تھا۔

"میری بیٹی میرا فخر ہے تم دیکھنا میرا سر کبھی جھکنے نہیں دے گی" کسی زمانے میں فاروق صاحب نے بھری محفل میں کسی رشتہ دار سے کہا تھا جو شہر بانو کی پڑھائی سے خائف تھا۔

"میری بیٹی مجھے کبھی انکار نہیں کر سکتی اس کے لیے اس کا باپ سب سے اہم ہے کیوں شیری ؟" فاروق صاحب نے بڑے مان سے شہر بانو سے کہا تھا اور آگے سے شہر بانو نے بھی زور سے اثبات میں گردن ہلائی تھی۔

"شیری مجھے بتاؤ اگر تمہیں کوئی اعتراض ہے تو" فاروق صاحب کی آواز اسے حال میں واپس کھینچ لائی تھی

اس نے خالی خالی نظروں سے اپنے باپ کے بوڑھے چہرے کی طرف دیکھا پھر اس نے خود کو کہتے سنا

"جیسے آپ کو مناسب لگے ابو"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ سنتے ہی فاروق صاحب کے چہرے پر ایک سکون سا چھا گیا سارے وسوسے خدشے دور ہو گئے۔

سکینہ بی کے چہرے پر اب پھر سے تمکنت چمکنے لگی تھی خدیجہ بیگم نے افسوس سے اس کو دیکھا اس کی آنکھیں ایک پل میں کی ویران ہو گئی تھیں۔

"اس مہینے کی تاریخ مانگی ہے ان لوگوں نے میں ہاں کر دیتا ہوں اور خدیجہ بیٹے اب تم چائے لے کر آؤ ساتھ میں کچھ میٹھا بھی" فاروق صاحب آخر میں خدیجہ بیگم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے تو وہ سر ہلا کر چلی گئی۔

فاروق صاحب سکینہ بیگم کے ساتھ شادی کے حوالے سے باتیں کرنے لگے شہر بانو کو اپنا سانس اٹکتا ہوا محسوس۔ ہوا گلے میں پھندے لگنے لگے تھے وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی وہ سب کے سامنے رو نہیں سکتی تھی اور اس وقت اسے رونا ہی تھا۔

خدیجہ بیگم نے کچن مین کھڑے ہو کر بے بسی سے یہ منظر دیکھا وہ بہت کچھ کرنا چاہتی تھیں مگر وہ کچھ نہیں کر سکتی تھیں۔ وہ خود اپنے لیے کچھ نہیں کر پائی تھیں تو شہر بانو کی خاطر کیا کر سکتی تھی۔ انہیں اپنا دل خالی ہوتا محسوس ہوا تھا۔

Clubb of Quality Content

شام کو خدیجہ بیگم بچوں کو سلا کر شہر بانو کے کمرے میں آ گئیں۔وہ کسی ویران اجڑی ہوئی حویلی کی طرح بیڈ پر گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے بیٹھی تھی۔سیاہ آنکھیں خشک تھی بالکل خالی۔خدیجہ بیگم آہستہ سے اس کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی۔

"شیری تم نے ہاں کیوں کی؟"خدیجہ بیگم آہستہ سے اس کے بال سہلاتے ہوئے پوچھا۔

"میرے پاس اور کوئی راستہ تھا کیا؟"اسی انداز میں بیٹھی ہوئی بولی۔

"تم ابو کو منع کر سکتی تھی کہہ سکتی تھی کہ ابھی پڑھنا ہے تمہیں کچھ بننا چاہتی ہوا بھی تم۔مجھے یقین ہے ابو تمہیں منع نہیں کرتے اور نہ ہی ان کو کسی قسم کا دکھ ہوتا"خدیجہ بیگم اسی طرح دھیمے لہجے میں بولی ان کے انداز میں کوئی غصہ کوئی ٹونٹ نہیں تھا بس وہ سادگی سے کہہ رہی تھی۔

ان کی بات پر شہر بانو نے سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا۔

"آپ کو پتہ بھابھی جب میں کالج جانے کے لیے ابو سے کہا تو انہوں نے فوراً اجازت دے دی۔ہمارے ادھر ایک رشتے دار آئے ہوئے تھے انہوں نے ابو سے کہا کہ میٹرک کروا لیا اتنا ہی بہت ہے کیا کرنا ہے اتنا پڑھا کر ویسے بھی شہر کا ماحول ٹھیک نہیں ہوتا۔ابو نے تب اس

عورت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تھا کہ میری بیٹی پڑھنا چاہتی ہے تو پڑھے گی مجھے اپنی بیٹی پر یقین ہے۔" شہر بانو کے لہجے میں ہلکی سی نمی گھل گئی

"لیکن شیری وہ الگ بات تھی اگر تم منع کر بھی دیتی تو انہوں نے سمجھ جانا تھا" خدیجہ بیگم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا مگر وہ خدیجہ بیگم کی بات نہیں سن رہی تھی وہ بس اپنی سنانا چاہ رہی تھی۔

"ایک بار میں میلے پر جانے کی ضد کر رہی تھی دوستوں کے ساتھ میں اماں نے سو دفعہ منع کیا مگر میں اڑی رہی کہ میں نے جانا ہے ابو نے ایک بار، صرف ایک بار مجھے کہا کہ میں ادھر نا جاؤں تو میں وہاں نہیں گئی" خدیجہ بیگم خاموشی سے اسے دیکھتی رہی جانتی تھی اس کی بات مکمل نہیں ہوئی۔

"باپ بیٹی کا رشتہ شروع سے ہی یقین اور مان کا ہوتا ہے۔ باپ کو بیٹی پر یقین ہوتا ہے اور بیٹی کو اپنے باپ پر مان ہوتا ہے۔ لیکن آج میں نے اس یقین پر دراڑ آتے دیکھی بھابھی تو مجھے لگا کہ کوئی میرا دل نوچ رہا ہے میں کیسے انکار کر دیتی بھابھی میں بابا کی آنکھوں مین بے یقینی نہیں دیکھنا چاہتی تھی" ایک آنسو ٹوٹ کر اس کی آنکھ سے بہہ نکلا۔

Clubb of Quality Content

خدیجہ بیگم نے اس کی طرف نا سمجھی سے دیکھا "شیری تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا، تم ابو کو نہیں جانتی کیا وہ کبھی ایسا نہیں سوچتے ان کا اس بات سے بھلا یقین کیسے ٹوٹا تھا۔ وہ سمجھ جاتے تمہیں، وہ تمہاری خواہش کو ترجیح دیتے" خدیجہ بیگم اس کی بے وقوفی پر ماتھا پیٹ کر رہ گئی۔

"آپ کو ایسا لگتا ہے بھابھی مگر آپ نے بابا کی نظروں میں وہ ڈر نہیں دیکھا جو میرے خاموش ہونے پر ان کی آنکھوں میں آگیا تھا" شہر بانو اپنے گال سے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔

"شیری تم اتنی بڑی بے وقوف بھی کر سکتی تھی مجھے نہیں پتہ تھا" خدیجہ بیگم خفا لہجے میں بولی

۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ سب شمیم نے کیا ہے بھابھی" شہر بانو گیلی سانس لیتی اپنے آنسو خشک کرتے ہوئے بولی

۔

"اب شمیم بیچ میں کہاں سے آگئی" خدیجہ بیگم نے اب بے زاری سے پوچھا وہ بات کہاں سے کہاں لے جا رہی تھی۔

"پچھلے ہفتے جب وہ آئی تھی اس دن میں نے آپ کی سائیڈ لی تھی نا ان کے سامنے، بس اسی بات کو انہوں نے دل میں رکھا۔ان کا مسئلہ پتہ کیا ہے وہ باتوں کو دل سے نہیں نکالتی اپنی انا کا مسئلہ بنا لیتی ہیں"

"شہر بانو مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا تم کیا کہہ رہی ہو، کھل کر بتاؤ کیا کہنا چاہ رہی ہو" خدیجہ بیگم فکر مندی سے بولی۔

"میں نے شمیم کو بات کرتے سنا تھا ابو سے وہ میرے بارے میں ابو کو شکایت لگا رہی تھی وہ کہہ رہی تھی کہ مجھ پر نظر رکھا کریں میں بتمیزی کرنے لگی ہوں اماں کی بات نہیں سنتی اکیلی بیٹھ کر ہنستی رہتی ہوں اور پتہ کیا کہا انہوں نے" استہزائیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا تو خدیجہ بیگم پھٹی نگاہوں سے ہونقوں کی طرح اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"انہوں نے کہا کہ اتنے اتنے مہینے گھر سے باہر اکیلے رہ کر آتی رہی ہوں کیا پتہ باہر کہیں چکر چلا رکھا ہو اسی لیے شادی کے لیے منع کر دیا" شہر بانو جس جذبات سے عاری لہجے میں کہہ رہی تھی خدیجہ بیگم نے بے اختیار اپنے سینے پر ہاتھ رکھا اور نفی میں سر ہلانے لگی۔

"اب آپ بتاؤ بھابھی کوئی اور یہ بات کہتا تو ابو اس کا منھ توڑ دیتے مگر ان کی ایک بیٹی ان کی دوسری بیٹی کے بارے میں ایسا کہے گی تو وہ کیسے اس کی باتوں میں نہ آتے۔پہلے مجھے لگا کہ ابو ان کی بات کا یقین نہیں کریں گے مگر آج ان کا مجھ سے پوچھنا اس بات کا ثبوت تھا کہ اگر انہوں نے یقین نہیں کیا لیکن ان کے دل میں شک ضرور آگیا تھا۔اور اگر میں آج انکار کر دیتی تو ان کی باتوں پر مہر لگا دیتی میں نے صرف چند پل کے لیے ابو کی آنکھوں میں بے اعتباری دیکھی تھی ساری زندگی کے لیے نہیں دیکھ سکتی تھی"آخر میں اس کا لہجہ پھر سے رندھ گیا خدیجہ بیگم ابھی تک بے یقینی کا شکار تھی۔

"شیری ہو سکتا کوئی غلط فہمی ہوئی ہو۔۔ہو سکتا شمیم نے کچھ اور کہا ہو اور تم نے کچھ اور سمجھ لیا ہو۔۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے بھی یقین نہیں آیا تھا بھابھی کی میری اپنی بہن اپنی انا کی تسکین کے لیے میرے ساتھ ایسا کرے گی مگر اس نے کیا،اس نے آپ سے دشمنی نبھانے کے لیے میرے ساتھ۔۔اپنی بہن کے ساتھ اس نے ایسا کیا میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گی کبھی نہیں اس نے مجھ سے میرا خواب چھینا ہے میری زندگی کا رنگ چھین لیا۔آہ اللہ اس کے زندگی سے اس کی تمام

خوشیاں ختم کر دے" درد کی شدت سے اس کی آواز پھٹنے لگی تھی اپنا سارا ضبط توڑتی وہ خدیجہ بیگم کی گود میں سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی وہ جتنا مرضی خود کو مضبوط ظاہر کرتی مگر آج وہ بکھر چکی تھی۔ وہ خاندان کی سب سے نٹ کھٹ چنچل لڑکی تھی۔ کبھی کسی کے سامنے روئی نہیں تھی مگر آج اس کی اپنی بہن نے اس کو توڑ دیا تھا۔ اس نے اپنی ہر ضد پوری کی تھی لیکن بات اب اس کے کردار کی تھی۔ اور اس کی اپنی ہی بہن نے اس کے کردار پر وار کیا تھا۔

آج اس کے آنسوؤں کا سبب اس کی اپنی ماں جائی بنی تھی۔

خدیجہ بیگم کی گود میں سر رکھے وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی اور خدیجہ بیگم نم آنکھوں سے بس ایک ہی بات سوچے جا رہیں تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"شمیم میرے حسد میں اتنی آگے بڑھ جائے گی کہ وہ اپنی ہی بہن کی خوشیوں کو بکھیر دیں گی۔۔۔ مجھے اس وقت خاموش رہنا چاہیے تھا جب شمیم بڑی بی سے شیری کے رشتے کی بات کر رہی تھیں۔ میں نہ بولتی تو وہ ضد میں نہ آتی، میری وجہ سے اس معصوم کی خوشیاں ادھوری رہ جائیں گی" اپنی سوچوں میں گم وہ ہر بار کی طرح کسی ناکردہ جرم کا الزام اپنے سر لے رہیں تھیں۔

●●●●●● ●●●●

"مجھے تو شہر بانو کی بہت یاد آ رہی ہے شمیم "سکینہ بی نے اداس سا منھ بنا کر کہا۔

"لو اماں ابھی پرسوں رخصت کیا ہے اسے "شمیم سر جھٹک کر بولی ایک کباب کا چھوٹا سا ٹکڑا منھ میں رکھا۔

"بہت جلدی شادی کر دی اس کی ہم نے شمیم بھلا دو ہفتوں میں بھی کوئی ایسے بھاگم بھاگ شادی کرتا ہے جیسے تمہارے ابو نے کر دی "سکینہ بیگم ایک سرد آہ بھر کر بولی۔

"اماں آپ ایسے ہی غم کری جا رہی ہو۔جو ہوا اچھا ہوا شادی تو کرنی تھی نہ اس کی، اب کر دی یا سال بعد کر دیتے کیا فرق پڑتا تھا "شمیم ایسے ہی بے فکر لہجے میں بولی مگر سکینہ بیگم کے سینے میں ایک ہوک سی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ یوں ہی پریشان ہو رہی ہیں آپ نے دیکھا نہیں وہ کتنا ہنس رہی تھی بھلا دلہنیں بھی کبھی اتنا ہنستی ہیں" شمیم اپنے بیگ سے لپسٹک نکالتے ہوئے بولی۔

چائے لے کر آتی خدیجہ بیگم کے چہرے پر ایک استیزائیہ مسکراہٹ آگئی۔

"جب انسان اندر سے مر جاتا ہے تو اسی طرح ہنستا مسکراتا رہتا ہے تاکہ اس کا جسم اسے زندہ رکھے" جھک کر ٹرے رکھتے ہوئے کہا ایک اچٹتی نظر شمیم پر ڈالتے ہوئے واپس مڑ گئی۔

"اسے کیا ہوا، اماں آپ کی بہو کی زبان زیادہ نہیں کھلنے لگ گئی؟" شمیم بیگم پہلے حیرانی سے پھر چبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دفعہ کرو اسے مجھے ذرا شہر بانو کا نمبر تو ملا دے میں بات کروں اس سے" سکینہ بیگم بے قراری سے بولی۔ان کی اپنی بیٹی کی خوشی کی بات تھی تو وہ بہت بے قرار تھیں۔اور جب کسی دوسرے کی بیٹی کی بات ہو تو اس کی آنسو سوائے ڈرامے یا اداکاری کے علاوہ کچھ نہیں لگتے۔ اپنے ہاتھوں سے بیاہ کر لائی گئی دوسروں کی بیٹیاں ہمیں سوائے ایک ملازم کے اور کچھ نہیں لگتیں۔اور چاہتے ہیں کہ اپنی بیٹیاں اپنے سسرال میں بہت ہنسی خوش رہیں کسی ملکہ کہ طرح۔

"ملا تو دیتی ہوں مگر اماں آپ زیادہ ہی نہیں اداس ہو رہی میرے جانے پر تو نہیں ہوئی تھیں ایسے "اسے ہر چیز میں مقابلہ بازی چاہیئے تھی۔

"ہاں تو تمہیں بڑا اہم نے دور بھیجا تھا یہ ساتھ گلی میں رخصت کیا تھا تجھے امتیاز کے ساتھ " سکینہ بی برا مان کر بولی۔

"یہ لو مل گیا ہے نمبر "شمیم ان کی بات کا جواب دیے بغیر بولی سکینہ بی نے موبائل پکڑ کر کان سے لگا لیا۔

"اسلام علیکم کیسی ہے میرے بیٹی ؟"سکینہ بی پرجوش سے بولنے لگی۔

"ٹھیک ہوں اماں آپ کیسی ہو ؟" سپیکر سے شہر بانو کی سنجیدہ سی آواز ابھری۔

شمیم لاپرواہ سی ہو کر چائے پینے لگی۔

"بیٹا تم خوش تو ہو نہ تمہاری آواز سے خوشی نہیں جھلکی "سکینہ بی کے چہرے پر ایک دم سے ہی فکر کی لکیریں ابھرنے لگی۔ شمیم نے آنکھیں گھمائی۔

شہر بانو ہلکا سا قہقہہ لگا کر بولی "اماں فون پر تھوڑی نہ پتہ لگتا ہے کہ کوئی خوش ہے یا نہیں "

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کسی کا پتہ لگے یا نا لگے ماں کو اپنی اولاد کی سانس کی آواز سے ہی پتہ لگ جاتا ہے" سکینہ بی جتاتے ہوئے لہجے میں بولی۔

"تو پھر آپکو مجھ سے میرے خوشی شادی سے پہلے پوچھنی چاہئے تھی اماں" شہر بانو ایسے قہقہہ لگا کر ہنسی جیسے سکینہ بی نے کوئی بہت ہی مزاحیہ بات کی ہو۔ خدیجہ بیگم کے سمجھانے پر وہ سمجھ گئی تھی کہ اسے اب اپنی زندگی شہیر کے ساتھ گزارنی ہے۔ اس نے اپنی قسمت کے آگے ہتھیار ڈال دیے تھے اور دل سے اس رشتے کو قبول کیا تھا۔ وہ اللہ کی رضا میں راضی رہنا چاہتی تھی۔ مگر اس کا دل، فلحال وہ اپنے غم سے نہیں نکلا تھا۔

"شہر بانو میں نے کوئی لطیفہ تو نہیں سنایا" سکینہ بی اس کے قہقہوں سے متاثر ہوئے بغیر غمگیں سا بولی وہ جانتی تھی اس کی ہنس کر کہے جانے والی بات ہنس کا ٹالنے والی نہیں تھی۔

"لو اماں پہلے کہہ رہی تھی کہ میں خوش نہیں اور اب آپ کو لگ رہا میں ہنستی زیادہ ہوں" شہر بانو ہاتھ سے آنکھ کے کنارے سے پانی صاف کرتے ہوئے بولی۔ "اچھا چھوڑو یہ بتاؤ تم کب آ رہی ہو؟" سکینہ بی سر جھٹک کر بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ کہیں تو ابھی آجاتے ہیں بی جان" شہر بانو کی جگہ بھاری مردانہ آواز گونجی تو سکینہ بیگم پہلے حیران ہوئیں پھر خوشی سے بولی۔

"بیٹا آپکا اپنا گھر ہے جب مرضی آؤ" شمیم کے اب کان کھڑے ہو گئے تھے۔

"ارے آپ حکم کریں بی جان ابھی شیری کو لے کر آپ کے در پر حاضر ہو جاتے ہیں" شہیر شوخ سے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"چلو پھر ٹھیک ہے تم دونوں کل آجاؤ ہشمت پور پھر پورا ہفتہ رہ کر جانا" سکینہ بی مسکراتے ہوئے بولی۔

"جیسا آپ کا حکم بی جان" وہ بھی آگے ویسے ہی انداز میں بولا چلیں اب آپ ہمارے آنے کی تیاریاں کریں۔اور ہم بھی ذرا آپ کی طرف آنے کی تیاری کر لیں آخرکار شادی کے بعد سسرال میں پہلی دفعہ آرہا ہوں"

"ٹھیک ہے میرے شیر، ٹھیک ہے ٹائم سے آجانا کل" سکینہ بی ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہا اور کال کاٹ دی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لے شمیم اور خدیجہ کو بتا دے کے وہ لوگ آرہے ہیں کل تو اس حساب سے تیاری کر لے" سکینہ بی پر جوش سی اپنی ہی دھن میں کہے جا رہی تھی "میں ان دونوں کے لیے تحفے بھی لینے ہیں پہلی دفعہ آرہے ہیں" وہ پیروں میں جوتا پہنتی کمرے سے باہر جانے لگی۔ اگر وہ شمیم کے چہرے کے تاثرات دیکھ لیتی تو کم از کم وہ اپنی خوشی اس کے سامنے قابو میں رکھتیں۔ سکینہ بی کے جاتے ہی شمیم نے بٹکنے والے انداز میں اپنا بیگ بیڈ پر پھینکا نا جانے یہ کس بات کی بڑھاس تھی۔

دوسری طرف فون رکھتے ہی شہیر شہر بانو کے سامنے کہنی کے بل بیڈ پر نیم دراز سا ہو گیا دو انگلیوں کے درمیان موبائل گھماتا ہوا بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تو بتائیے بیگم صاحبہ تیاری ہے آپ کی جانے کی"

"آپ پہلے امی سے تو اجازت لے لیتے جانے کے لیے" شہر بانو نے سر جھکا کر اپنی گود میں رکھے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ اس شخص کی آنکھوں میں نہیں دیکھتی تھی۔

"وہ بھی لے لیں گے پہلے آپ یہ بتائیں آپ بی جان سے کیا کہہ رہی تھی کہ انہیں شادی سے پہلے آپکی خوشی کا پوچھنا چاہیے تھا" شہیر بغور اس کا چہرہ دیکھتا ہوا بولا۔

شہر بانو نے ایک دم سے نظریں اٹھا کر شہیر کی طرف دیکھا۔ کتھئی آنکھیں، گندمی سی رنگت، ہلکے گیلے بال ماتھے پر گرے ہوئے تھے۔ نفاست سے کٹی داڑھی اور سفید شلوار قمیض میں وہ بہت باوقار سا لگ رہا تھا۔ اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر جلدی سے نظروں کا زاویہ بدلتی ہوئی بولی "وہ تو بس ایسے ہی اماں کی بات کے جواب میں کہا تھا" مدھم سے لہجے میں بولتی وہ نظریں ادھر سے ادھر کرتے مسکرانے کی کوشش کر رہی تھی اسے کیا پتہ تھا کہ وہ دروازے میں کھڑا اس کی باتیں سن رہا ہو گا۔

"واقعی؟" ابرو اچکا کر پوچھتا وہ اسے اپنے اندر جھانکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"تو اور کیا مذاق ہی تھا ورنہ بابا نے میرے رضامندی سے ہی شادی طے کی تھی" شہر بانو اٹھتے ہوئے بولی اور باہر کی طرف قدم بڑھا دیے اس شخص کے سامنے وہ ایسے ہی بوکھلا جاتی تھی۔ وہ جو بے حس ہونے کی اداکاری اور بات بات پر اب سب کے سامنے ہنسنا، وہ شہیر کے سامنے سب بھول جاتی تھی۔

رضامندی سے یا خوشی سے" شہر بانو کی پشت کو سوچتی نظروں سے دیکھتا وہ ہلکا سا بڑبڑایا۔

"کوئی بات نہیں بیگم پتہ لگا ہی لیں گے ہم" خود سے ہی سرگوشی کرتا وہ ہلکا سا مسکرا دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

●●●●●● ●●●●

خدیجہ بیگم صبح سے کام میں مصروف تھی مگر وہ خوشی سے۔انہیں آج کسی طنزیا کسی کی چبھتی نظروں کی پرواہ نہیں تھی۔

بار بار گھڑی کی طرف دیکھتی، سکینہ بیگم کچن میں داخل ہوئی، خوشی سے ان کی مسکراہٹ چہرے سے جدا نہیں ہو رہی تھی۔

"کتنا کام رہ گیا ہے خدیجہ تیرا، ان کے آنے سے پہلے ختم کر لے" ایک دیگچی سے ڈھکن اٹھاتے خوشبوناک سے اندر لیتے انہوں نے مسکرا کر کہا۔شاید شہر بانو کے آنے کی خوشی تھی جو خدیجہ بیگم سے بھی مسکرا کر بات کر لی ورنہ خدیجہ بیگم کو یاد نہیں تھا کہ آخری بار انہوں نے کب ان سے اس طرح خوشی سے بات کی ہے۔

"بس ہونے والا ہے بڑی بی، شمیم کو بھی بلایا ہے نا آپ نے" چاولوں کو دم چڑھاتے ہوئے ایک نظر سکینہ بیگم کو دیکھ کر پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ظاہری بات ہے وہ بھی آئے گی تم ایسے کرنا بچوں کو کھانا کمرے میں دینا بڑوں کا ٹیبل پر لگا دینا" سکینہ بی آہستہ سے کہتی کچن سے جانے لگی تو اچانک پیچھے مڑ کر دیکھا جیسے کچھ یاد آگیا ہو۔

"رضیہ میرے ذرا کپڑے استری کر دو آکر" کہہ کر وہ چلی گئیں۔ پیچھے سے ہاتھ صاف کرتی رضیہ خدیجہ بیگم کو کہنے لگی

"شیری بی بی کی رخصتی کو ابھی تین دن ہوئے ہیں اور سکینہ بھی ایسے کر رہی ہیں جیسے پتہ نہیں کتنے سالوں بعد آنے لگی ہوں"

خدیجہ بیگم نے سر جھٹک دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اب اس کو کیا سمجھائے کہ ان دل کے اندر جو ایک کسک باقی رہ گئی وہ بس شہر بانو کے چہرے کی مسکراہٹ دیکھنے سے ہی جائے گی۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد شہر بانو اور شہیر پہنچ چکے تھے۔ سکینہ بی نے ان کا شاندار استقبال کیا تھا

"ارے بڑی بی آپ تو ایسے کر رہی ہیں جیسے میں پہلی بار آیا ہوں" شہیر اتنی تیاری دیکھتا ہلکا سا جھینپ گیا

"ہاں تو پہلے تم میرے بھتیجے تھے اب میرے داماد بھی ہو تو اتنی تیاری تو بنتی ہے نا"

سکینہ بی نے شہیر سے مل کر اس کے ساتھ چلتی شہر بانو کو دیکھا۔ وہ لمبی مہرون رنگ کی فراک میں ہاتھوں میں ہم رنگ چوڑیاں اور تازہ گلابوں کے گجرے سجائے چہرے پر نیا نیا سا روپ لیے وہ شہیر کے برابر چلی آرہی تھی۔ شہیر سفید شلوار قمیض پہنے ہاتھ میں قیمتی گھڑی لگائے ہوئے تھا۔ اس کی کتھئی آنکھیں بہت پر کشش تھیں۔ شہر بانو اس کے کندھے تک آتی تھی مگر وہ دونوں ساتھ چلتے سج رہے تھے خدیجہ بیگم نے دل ہی دل میں دونوں کو نظر بد سے محفوظ رہنے کی دعا کی تھی۔ شہر بانو کے چہرے پر مسکراہٹ تھی مگر وہ اس کے چہرے کی ویرانی کو چھپا نہیں پا رہی تھی۔ وہ بیٹھے ہی تھے کہ عنایہ عائزل عابش بھاگتی ہوئیں شہر بانو کے پاس آ گئیں۔

"پھپھو ہم نے آپ کو بہت یاد کیا" عائزل شہر بانو کے ساتھ لگتی ہوئی بولی۔

"پھپھو کی جان پھپھو نے بھی آپکو یاد کیا" شہر بانو اسے اپنے حصار میں لیتے نرمی سے اس کا گال چوما شہیر نے دلچسپی نے یہ منظر دیکھا۔

"عنایہ تم بھی ادھر آؤ" عابش تو پہلے ہی شہر بانو کی گود میں بیٹھ چکی تھی عنایہ شہیر کی وجہ سے تھوڑا اشر مارہی تھی۔

"ارے تم لوگ اس کو بیٹھنے تو دو تسلی سے آتے ہی چڑھ گئی اس پر" سکینہ بی ماتھے پر بل لاتی ہوئی بولی۔عائزل نے ایک بے تاثر سی نظر سکینہ بیگم پر ڈالی۔اس عادت ہوتی جارہی تھی سکینہ بی کی باتوں کی دل پر نہ لینے کی۔خدیجہ بیگم کے چہرے کے مسکراہٹ سمٹ گئی۔کہیں وہ شہیر کے سامنے ان کی اولاد کو ذلیل کرنا شروع نہ ہو جائیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ارے اماں کوئی بات نہیں، بھابھی معیز کہاں ہے" شہر بانو پہلے سکینہ سے پھر خدیجہ بیگم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

"سو رہا ہے ابھی کچھ دیر تک جاگ جائے گا" خدیجہ بیگم مسکرا کر دیکھتی ہوئی بولی۔

"ارے مجھے تو تم لوگ بھول ہی گئے ہو، میں بھی کچھ لگتا ہوں تم لوگوں کا" شہیر کو اپنا نظر انداز ہونا بلکل پسند نہیں آیا تھا۔

"تم ادھر آو کبوتری، بے وفا لڑکی، پہلے تو میں جب آتا تھا تب تمہیں میرے علاوہ کوئی نظر نہیں آتا تھا اور اب پھپھو کی بن کر بیٹھ گئی ہو" شہیر عابش کو شہر بانو کی گود سے تقریباً کھینچتا ہوا اپنی گود میں بٹھاتا بولا۔ وہ شادی سے پہلے بھی آیا کرتا تھا اس گھر کے بھتیجا ہونے کی حیثیت سے۔ تب عابش اس کی جان نہیں چھوڑتی تھی۔ شہیر کو بھی عابش پسند تھی کیونکہ اس کے نا ختم ہونے والے سوالوں کے جواب دینا اسے بہت پسند تھا۔

"ہاں تو پہلے آپ ماموں ہوتے تھے اب آپ دلہا بن گئے ہیں" عابش ہلکا سا جھینپتی ہوئی بولی تو سب لوگ ہنس دیے۔

"ارے ماموں سے دلہا بنا ہوں بندہ تو وہیں ہوں نا" شہیر اس کے بال بکھیرتا ہوا بولا۔ عابش کی سمجھ سے شاید بڑی بات تھی اس لیے وہ نا سمجھی سے گردن موڑ کر شہیر کو دیکھنے لگی۔

اس کو اس طرح دیکھتا پا کر شہیر بولا

"اچھا یہ چھوڑو تم بس اتنا یاد رکھو کہ میں تمہارا وہی ماموں ہوں ٹھیک ہے؟" پیار سے پچکارتے ہوئے بولا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سب لوگ انہی کی طرف دیکھ رہے تھے تبھی شمیم داخل ہوتی نظر آئی۔اس کے پیچھے ہی ہارون بھاگتا ہوا شہیر اور شہر بانو کی طرف آگیا۔

"شہیر"نام کو کھینچ کر ادا کرتے ہوئے ہارون شہیر سے آلگا۔

"ہارون نام نہیں لیتے بڑوں کا"سکینہ بی نے خفگی سے اسے ٹوکا۔

"ارے بی جان کوئی بات نہیں جس طرح کرتے ہیں کرنے دیں"شہیر نے اسے اپنے ساتھ ہی بٹھالیا۔

"شمیم اکیلی چلتی ان تک پہنچ چکی تھی آج پہلی بار ہوا تھا کہ اس کے آنے پر کوئی کھڑا نہیں ہوا تھا،کسی نے اس کا دروازے میں استقبال نہیں کیا تھا اور شمیم کو یہ بات بری طرح کھٹکی تھی۔

"خیریت ہے چھوٹی بیٹی کے آتے ہی بڑی بیٹی کو بھول گئے"سلام دعا کے بغیر ہی اس نے اس لہجے میں کہا کہ وہاں بیٹھے سب لوگوں کے چہروں کی مسکراہٹیں سمٹ گئی۔شہر بانو نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی۔لیکن اپنی مسکراہٹ گہری کرلی،وہ اپنی حاسد بہن کے سامنے کم از کم اپنی ویرانی نہیں دکھانا چاہتی تھی۔

"ارے کیسی باتیں کر رہی ہو آؤ بیٹھو ادھر میری شہزادی" سکینہ بی جلدی سے اس کے لیے جگہ بناتی بولی۔

"ایک تکلف سے وہ بیٹھ گئی۔ شہر بانو یا شہیر سے ملنے کی زحمت میں بھی نہیں کی۔

شہر بانو نے شرمندگی سے شہیر کی جانب دیکھا۔ شہیر اس کی نظریں سمجھتا ہلکا سا مسکرا دیا۔ جیسے تسلی دی ہو کہ وہ ان باتوں کو اہمیت نہیں دیتا۔

"اچھا میں آپ سب کے لیے کھانا لگاتی ہوں۔ بچو آپ سب لوگ کمرے میں جاؤ"

خدیجہ بیگم اٹھتے ہوئے بولی۔

سب بچے فرمانبرداری سے کمرے کی طرف جانے لگے تو شہیر نے پیچھے سے ہارون کو آواز دی۔

"ہارون ولی کو بھی لے جانا ساتھ، باہر وہ فاروق صاحب کے پاس ہی کھڑا رہ گیا تھا"

ولی بھی آیا ہے" ہارون جوش سے کہتا وہاں سے باہر کی طرف بھاگا۔

"تم ولی کو باہر کیوں چھوڑ آئے" خدیجہ بیگم نے کھڑے کھڑے ہی پوچھا۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

"وہ فاروق صاحب باہر کھڑے تھے تو ہم ان سے ملنے کے لیے رک گئے تو انہوں نے ولی کو روک لیا کہ آؤ تمہیں میں جانور دکھالاؤں"

شہیر اپنے جوتے اتارتا ہوا بولا اسے شاید گرمی لگ رہی تھی۔ خدیجہ بیگم نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔

"نہ شہیر تم مجھے بتاؤ یہ فاروق صاحب کیا ہوتا ہے پھپھا جی نہیں کہا جاتا تم سے، خیر سے اب تو سسر بھی لگتے ہیں" سکینہ بی اس کے نام لینے پر زرا خفگی سے بولی۔

"ارے بی جان عادت نہیں ہے اور آپ کو بڑا دکھ لگ رہا ہے میرا آپ کے شوہر کا نام لینے پر "شہیر شرارت سے بولا تو بی جان جھینپ گئی۔

"ارے آپ اس عمر میں بھی شرماتی ہیں" شہیر پھر سے بولا تو سکینہ بی ہنس دی۔

"کوئی حال نہیں تمہارا شہیر"

"اچھا میں ذرا بھابھی کی ہیلپ کروا دوں" شہربانو کہہ کر اٹھنے لگی جب شمیم نے اسے ٹوکا۔

"ارے نئی نویلی دلہن ہو کچن میں تھوڑی جاؤ گی ابھی"

"دلہن نئی ہوں گی مگر اس گھر کے لیے میں پرانی وہی شیری ہوں" بغیر کسی لچک کے کہتی وہ اٹھ کر کچن کی طرف چل دی۔

"دیکھ لے شمیم جب تو شادی کے بعد آئی تھی تو کتنے نخرے کیے تھے توبہ توبہ۔اور یہ شیری ہے اتنی سادہ میری بچی" سکینہ بی شہر بانو کو مسکراتا دیکھ کر اندر تک سکون محسوس کر رہی تھیں۔ شمیم ایک بار پھر کڑھ کر رہ گئی۔ شہیر نے بہت غور سے اس کے چہرے کا ایک ایک زاویہ نوٹ کیا تھا۔

"کوئی ہیلپ چاہئے؟" کچن کے دروازے سے جھانکتے وہ خدیجہ بیگم سے کہہ رہی تھی

"ہیلپ کو چھوڑو یہ بتاؤ تم کیسی ہو" خدیجہ بیگم ساری چیزیں کچن کے ساتھ ہی بنے چھوٹے سے ڈائننگ روم میں رکھ رہیں تھیں۔اور شہر بانو کی نظریں خدیجہ بیگم کو تعاقب کر رہی تھیں۔

"میں ٹھیک ہو آپ کے سامنے ہوں"

"مجھے نظر آرہا ہے لیکن تم سے پوچھنا چاہ رہی تھی۔ شہیر اچھا ہے نا" خدیجہ بیگم مسکرا کر بولی۔ان کے ہاتھ تیزی سے کام کر رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی بہت اچھے ہیں۔ عزت سے اور پیار سے بات کرتے ہیں خالہ بھی بہت اچھی ہیں بس بیمار رہتی ہیں" شہر بانو اپنی انگلی پر ڈاپٹہ لپیٹتے، نظریں جھکائے بولی

خدیجہ بیگم نے رک کر اسے دیکھا اور پھر اس کے سامنے کھڑے ہو کر ایک انگلی سے اس کا چہرہ اونچا کیا

"اداس مت ہو شیری، جتنا میں شہیر کو جانتی ہوں وہ بہت اچھا لڑکا ہے۔ وہ تمہاری ہر اداسی کو اپنی محبت سے خوشی میں بدل دے گا۔" وہ مسکرا کر شہر بانو سے کہہ رہی تھی۔ شہر بانو ہلکا سا مسکرا کر رہ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ دیر بعد خدیجہ بیگم ان سب کو کھانے کے لیے اندر لے گئیں۔

"بھابھی بچے ہمارے ساتھ کھانا نہیں کھائیں گے" شہر بانو نے خدیجہ بیگم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں وہ بڑی بی کہہ رہی تھی کہ بچوں کو اندر ہی دے دوں خوامخواہ شور کریں گے" خدیجہ بیگم شہیر کے لیے پلیٹ میں سالن نکالتی ہوئی بولی۔

"شور تھوڑی کرتے ہیں وہ تو رونق ہوتے ہیں گھر کی" شہیر مسکرا کر خدیجہ بیگم سے سالن کی پلیٹ پکڑتا بولا

"اللہ ایسے رونق جب تمہیں دے گا تب دیکھے گے" خدیجہ بیگم ویسے ہی پیار بھرے لہجے میں بولیں۔

"امی اتنی ڈشز میری بار تو نہیں بنی تھیں بھئی کیا بات ہے شیری کی اس کے تو ٹھاٹھ ہی الگ ہیں" شمیم جب سے آئی تھی اپنا اور شہر بانو کا موازنہ کر رہی تھی یہ بات وہاں موجود ہر شخص نے نوٹ کی تھی مگر وہ سب خاموش تھے۔

"ایسے بات تو نہیں ہے شمیم" خدیجہ بیگم آہستہ سی آواز میں بولی۔

"جانتی ہوں میں سب" شمیم مسکرا کر اتنے کڑوے انداز میں بولی کہ خدیجہ بیگم کو اپنا حلق تک کڑوا محسوس ہونے لگا۔ شہر بانو اور شہیر نے بس نظروں کا تبادلہ کیا تھا۔ ماحول کا تناؤ بڑھ گیا تھا۔ لیکن وہ اس طرح خاموشی سے کھانا کھاتے رہے۔

"میں ذرا بچوں کو دیکھ آؤں کافی دیر ہو گئی نظر نہیں آئے" کھانا کھا کر شہر بانو ٹشو سے منھ تھپتھپاتے ہوئے بولی اور جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں بھی آتا ہوں ساتھ تمہارے, رکو" شہیر فوراً کھڑا ہوتا بولا تو وہ سر ہلا کر آگے بڑھ گئی

ان دونوں کا جاتا دیکھ کر خدیجہ بیگم پورے دل سے مسکرائی تھی۔

"اللہ ان دونوں کو نظر بد سے بچائے" خدیجہ بیگم ان کی دونوں کی پشت کو دیکھتے ہوئے بولیں

۔

"آمین" سکینہ بیگم بھی ان کی طرف دیکھ کر بولی۔ شمیم نے پانی کا گلاس منھ کو لگایا اور ایک ہی سانس میں سارا پی گئی۔ پتہ نہیں اندر کونسی آگ تھی جو بجھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

شہر بانو اور شہیر کافی دیر بچوں کے ساتھ بیٹھے رہے۔ان کے الٹے سیدھے سوالوں کا جواب دیتے۔ان کی شرارتوں پر مسکراتے۔اچانک عنایہ شہر بانو کے پاس آئی اور الجھن بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پھپھو اب آپ کی شادی ہو گئی ہے تو اب آپ وکیل نہیں بن پاؤ گی کیا" اس نے بہت ہی معصومانہ انداز میں کہا۔ لیکن شہر بانو کی مسکراہٹ ایک دم ہی غائب ہو گئی۔ شہیر سامنے بیٹھا ہارون اور ولی کی کشتی کروا رہا تھا مگر سارا دھیان شہر بانو پر تھا اس نے بہت غور سے اس کے تاثرات جانچے تھے۔

"ہاں۔۔وہ۔۔نہیں۔۔ایسا نہیں ہے بس اب دل نہیں ہے" وہ عنایہ سے اس طرح نظریں چرا کر بولی جیسے وہ چھوٹی بچی اس کا جھوٹ پکڑ لے گی۔آنکھوں میں نمی بھرنے لگی تھی۔حلق میں گرہیں بڑھنے لگیں۔

"لیکن آپ کا تو اتنا دل تھا نہ پہلے" عنایہ اس کے جواب سے مطمئین نہیں ہوئی تھی۔

"اچھا تم جاؤ عائزل کے ساتھ کھیلو میں بھابھی کے پاس جاتی ہوں"

وہ کہہ کر بڑے بڑے قدم اٹھاتی باہر آگئی تھی۔اس کے خیال میں شہیر نے کچھ نہیں سنا تھا۔وہ تو ہارون اور ولی کے ساتھ الجھا ہوا تھا۔

"عنایہ ادھر آؤ" شہیر نے شہر بانو کی باہر جاتے ہی عنایہ کو بلایا جو شہر بانو کے اس طرح اٹھ کے جانے پر منہ بنائے اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔شہیر کے بلانے پر وہ واپس مسکراتی شرماتی سی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کی طرف جانے لگی۔

"آپ کو کس نے کہا کہ آپ کی پھپھو وکیل نہیں بنے گی" شہیر نے عنایہ کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔عائزل بھی اٹھ کر شہیر کے ساتھ بیٹھ گئی جب کہ ادھر ہارون اور ولی اپنی مستی میں ایک دوسری کو ہرانے میں لگے ہوئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ جب پھپھو کی شادی نہیں ہوئی تھی نہ تو پھپھو کہا کرتی تھی کہ مجھے وکیل بننا ہے" عنایہ بولنے لگی جب عائزل نے اس کی بات کاٹ کر بولی۔

"ارے ایسے نہیں کہتی تھی ایسے کہا کرتی تھی اگر شہر بانو کے نام کے ساتھ ایڈووکیٹ نہ لگا تو سمجھ لینا کہ شہر بانو مر گئی ہے" اپنی طرف سے عائزل نے شہر بانو کی نقل کی تھی مگر شہیر کو اس کی اس معصومانہ انداز پر بھی بالکل ہنسی نہیں آئی۔

"پھر؟" شہیر عائزل کی طرف دیکھ کر بولا۔

"ابھی پھر ان کی شادی ہو گئی ہے تو لڑکیاں شادی کے بعد تھوڑا پڑھتی ہیں" عائزل شہیر کی طرف دیکھ کر ایسے بولی جیسے اپنی طرف سے اس کی معلومات میں بہت بڑا اضافہ کیا ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ کو پتہ ماموں پھپھو ساری ساری رات پڑھا کرتی تھی کہتی تھی کہ مجھے وکیل بننا ہے مجھے وکالت سے عشق ہے، ویسے ماموں یہ عشق کیا ہوتا ہے" عنایہ شہر بانو کی کئی دفعہ دہرائی جانے والی بات کو دہراتے ہوئے آخر میں نا سمجھی سے بولی۔ شہیر کسی گہری سوچ میں اس کا سوال سمجھ نہیں پایا۔

"ایک تو ان دونوں نے کتنا شور ڈالا ہے" عائزل شہیر کے کچھ کہنے سے پہلے ہی اٹھی اور ہارون اور ولی کے سرہانے جا کر کھڑی ہو گئی۔

"یہ کیا جانوروں کی طرح لڑ رہے ہو تم دونوں" کمر پر ہاتھ رکھ کر وہ غصے سے بولی تو ولی اور ہارون رک کر اسے دیکھنے لگے۔

"تمھیں کیا مسئلہ ہے" دونوں ایک زبان ہو کر بولے تھے۔

"شور ہو رہا ہے" عائزل پھر سے وہی انداز میں بولی شہیر ان کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا اور باہر کی طرف چلا گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پیچھے ان کی نوک جھوک کی آواز آ رہی تھی جس میں اب عنایہ کی آواز بھی شامل تھی۔

"شہر بانو تیار ہو جاؤ ہمیں نکلنا ہے" شہیر سکینہ بی کے ساتھ بیٹھتا ہوا بولا شمیم پہلے ہی جا چکی تھی اس کی ساس کی طبیعت خراب تھی اس لیے۔

"بی جان آپ بھی اجازت دیں ہمیں" شہر بانو اسے نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی کہ آج انہوں نے رات ادھر ہی ٹھہرنا تھا۔

اتنی جلدی کیوں" سکینہ بی نے ماتھے پر بل ڈال کر پوچھا۔

"کام آگیا ہے ایک ضروری" سکینہ بی کا ہاتھ پکڑ کر لبوں سے لگاتے ہوئے وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔

"میں نے ابھی تک بھابھی سے بیٹھ کر کوئی بات بھی نہیں کی" شہر بانو منھ پھلائے بولی۔

"اگلے ہفتے لے آؤں گا لیکن ابھی جانا ضروری ہے" شہر بانو کو دیکھتا وہ اتنے مدھم اور ہموار آواز میں بولا کہ بے اختیار شہر بانو اپنی نظریں پھیر گئی۔ وہ اس شخص کے سامنے بے بس ہو جاتی تھی۔

ٹھیک دس منٹ بعد وہ لوگ گاڑی میں بیٹھے واپس جا رہے تھے۔

"ولی جلدی چلا گیا" دور جاتی گاڑی کو دیکھتا ہارون دکھ سے بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"شکر ہے چلا گیا ورنہ جنگلی بنے ہوئے تھے تم" عائزل کہہ کر اندر کی طرف بھاگ گئی۔

ہارون نے دانت پیس کر رہ گیا اتنی دیر بعد تو وہ ولی سے ملا تھا ورنہ لڑکیوں میں رہ رہ کر وہ بور ہو گیا تھا لیکن ولی جلدی چلا گیا۔

●●●●●● ●●●

سارا راستہ خاموشی سے کٹ گیا نہ شہر بانو نے کوئی سوال کیا اور نہ ہی شہیر نے کوئی وضاحت دینا ضروری سمجھی۔اس لگا تھا کہ شاید شہیر شمیم کے رویے کی وجہ سے یوں ردعمل کر رہا ہے۔

"تم اندر چلو میں ولی کا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے اسے زرا گھمانے جا رہا ہوں" یہ وہ پہلا جملہ تھا جو اس نے ہشمت پور سے واپسی پر بولا تھا جب وہ گاڑی سے اتر رہی تھی۔ شہر بانو نے اسے بے یقینی کے عالم میں دیکھا اور کار کا دروازہ زور سے مارتی گھر کے اندر چلی گئی۔ پیچھے شہیر بغیر کسی بات کا اثر لیے گاڑی سٹارٹ کرتے ولی کی طرف دیکھا جو اسی کی طرف شہر بانو سے بھی زیادہ بے یقینی سے دیکھ رہا تھا۔ شہیر مسکرا کر کر کار آگے لے گیا ولی نے بھی کندھے اچکا دیے کہ جب الزام لگ ہی گیا کہ موڈ بنا ہے تو بنا ہی لیتے ہیں۔

اس نے تقریباً عصر کے وقت شہر بانو کو گھر چھوڑا تھا اور اب رات کے دس بج رہے تھے مگر وہ واپس نہیں آیا۔ شہر بانو نے غصے سے منھ پھلائے بیڈ پر بیٹھی کوئی کتاب پکڑ رکھی تھی۔ وہ پڑھ نہیں صرف الفاظ کو گھور رہی تھی۔

"بڑے آئے ہنہہ اماں کو تو بڑی شوخی سے کہا تھا کہ ایک ہفتہ رہیں گے اب چار گھنٹوں میں مجھے واپس لے آئے کہ ضروری کام تھا اگر ضروری کام تھا تو ولی کو بھی گھمانے نہ لے کر جاتے اب پتہ نہیں کونسی جگہ گھومنے گئے ہیں کہ گھر کا راستہ ہی بھول گئے ہیں۔ بھائی کو موڈ کی بڑی پرواہ ہے۔" سفید کاغذ کے سیاہ الفاظوں کے گھورتی وہ دل میں شہیر کو کوس رہی تھی نظر اٹھا کر ٹائم دیکھا گھڑی دس بج کر پندرہ منٹ کا ٹائم دکھا رہی تھی۔

ٹھک سے کتاب بند کرتے پٹخنے والے انداز میں سائیڈ میز پر رکھی اور کمبل سیدھا کرتے ہوئے انچا بڑبڑانے لگی۔

"مجھے نہیں بننا ان کی اچھی بیوی خود باہر موج مستی کر رہے ہیں اور میں ادھر انتظار کروں ان سلطانوں کا" غصے بھری ناراضگی سے کہتی وہ کروٹ لیتی آنکھیں بند کر گئی۔

مگر نیند بھی کہا آرہی تھی لیکن وہ ڈھیٹ بن کر سوتی بنی رہی۔

Clubb of Quality Content

ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی جب کمرے کا دروازہ کھلا اور کوئی اندر آیا مگر شہر بانو نے آنکھیں نہیں کھولی۔

وہ آہستہ سے بیڈ پر بیٹھا اور اس کے بالوں کو نرمی سے سہلایا شہر بانو کا دل کیا وہ آنکھیں کھول دے مگر نہیں! وہ ناراض تھی۔

"اتنی رات ہو گئی ہے اور یہ لڑکے ابھی تک آئے نہیں ہیں ان کی تو آج کلاس لیتی ہوں"

شہیر کی بھاری آواز کی بجائے جب اس نے ایک نسوانی آواز سنی تو جھٹکا کھا کر اٹھی سامنے فرحت بیٹھی تھی۔

"اوہ میں نے تمہیں اٹھا دیا میں تو بس دیکھنے آئی تھی کہ وہ دونوں آئے ہیں کہ نہیں تم سو جاؤ"

فرحت اپنے بوڑھے ہاتھ گھٹنوں پر رکھے زور دیے اٹھتی ہوئی بولی۔

"خالہ نہیں میں تو بس یونہی لیٹی تھی آپ مجھے آواز دے دیا کریں یوں خود نہ آیا کریں ڈاکٹر نے آپ کو منع کیا ہے زیادہ چلنے سے" اپنی حیرانی پر قابو پاتی وہ فرحت بیگم کے ساتھ اٹھ گئی۔ اوران کا ہاتھ پکڑ کر ان کے کمرے تک چھوڑنے جانے لگی۔ فرحت بیگم نرمی سے مسکرادی

نارلز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اتنی سوچوں میں گم تھی کہ مسکرا بھی نہ سکی۔اس کو لگا تھا کہ شہیر آیا ہے اور وہ اب اس کو منائے گا مگر یہاں تو نہ شہیر تھا اور نہ ہی اس کا عکس۔اپنی سوچ پر خود ہی دو حرف بھیجے تھے۔

فرحت کو لیٹا کر وہ واپس اپنے کمرے میں آگئی۔غصہ اب پہلے سے زیادہ ہو گیا تھا۔بیڈ کے پاس آکر زور سے بیڈ شیٹ کھینچی،تکیے اٹھا کر زور سے زمین پر پھینکے،بس وہ رو دینے والی تھی خود اسے بھی سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ اسے کس بات پر اتنا غصہ آرہا تھا۔کمرے کو بکھیرتے ہوئے اس کا سانس پھول گیا تھا وہ بیڈ پر بیٹھ کر زمین کو دیکھتی لمبے لمبے سانس لینے لگی آنکھوں میں نمی بھرنے لگی تھی۔

"یہ آپ ہشمت پور میں بھی ایسے ہی کرتی تھی یا دھر آکر ہی آپکو ہمارا بیڈ پسند نہیں آیا" آواز سنتے ہی شہر بانو نے اتنی تیزی سے سر اٹھایا کہ اس کے گردن کی ہڈی چٹخنے کی آواز سنائی دی۔ آنکھوں میں سرخی کے ساتھ اب حیرانی بھی تھی۔پھر حیرانی شرمندگی میں بدل گئی۔

وہ دروازے کے عقب میں سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا آنکھیں شہر بانو پر جمائے وہ اپنی مسکراہٹ ضبط کرنے کی ناکام کاشش میں تھا۔اسے شہر بانو کا حیران اور چونکا ہوا چہرا لطف دے رہا تھا۔

"آ۔۔۔آپ کب آئے" شہر بانو پوری آنکھیں کھولے اسے ایسے دیکھ رہی تھی جیسے وہ آنکھ جھپکے گی تو وہ غائب ہو جائے۔

"ابھی جب آپ امی کو ان کو کمرے میں چھوڑنے گئی تھیں" شہیر قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھنے لگا۔ شہر بانو نے فوراً نظریں جھکا دی کمرے کی بکھری حالت دیکھ اس کا شدت سے دل چاہا کو وہ خود یہاں سے غائب ہو جائے کم از کم شہیر کے سامنے سے تو۔

"کس بات کا غصہ نکال رہی ہو ان بیچاروں پر" فرش پر بکھری چیزوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا

"ن۔۔ نہیں غصہ تو نہیں وہ میں بس یہ چینج کرنے کا سوچ رہی تھی" وہ اس کی نظروں سے بوکھلا گئی تھی جلدی سے اٹھتی وہ نیچے گری بیڈ شیٹ اٹھاتی جانے لگی جب اسے شہیر نے ہاتھ تھام کر پھر سے اپنے ساتھ بٹھایا۔

"رات کے اس وقت آپ کو سگھڑ بننے کا خیال آگیا" وہ سنجیدہ لہجے میں بولا مگر اس کی آنکھوں میں واضح شرارت تھی وہ اسے چڑا رہا تھا۔ ور وہ ایسے مجرموں کی طرح شرمندہ ہو رہی تھی جیسے کوئی چوری کرتی پکڑی گئی ہو۔ اسے تو یہ بھی بھول گیا تھا کہ وہ ناراض تھی۔

Clubb of Quality Content

شہر بانو نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا بس وہ خاموشی سے دوسری طرف دیکھنے لگی۔

"میرے طرف دیکھو شیری! ناراض ہو گیا؟" شہیر اس کے ہاتھ کی پشت انگوٹھے سے سہلا رہا تھا۔

"نہیں تو" شہر بانو اتنی آہستہ سے بولی کہ اگر وہ ساتھ نفی میں سر نا ہلاتی تو شاید شہیر کو سمجھ بھی نہ لگتی۔

"اچھا پوچھیں گی نہیں کہ میں کہاں تھا اتنی دیر" شہیر کی سوال پر وہ سر جھکائے لب کاٹنے لگی اس کی خاموشی پر وہ پھر سے بولا۔

"ایک کام تھا مجھے ضروری بس اسی لیے لیٹ ہو گیا" اپنی پینٹ کی جیب سے ایک کاغذ نکالتے ہوئے بولا۔

"ہاں ولی کو ساتھ لے جا کر کرتے ہیں نا آپ اپنے ضروری کام" اس نے کہا نہیں تھا بس سوچا تھا۔

"اچھا میں یہ بیڈ شیٹ صحیح کر لوں" وہ ایک بار پھر سے اٹھنے لگی مگر ولی نے اس کا ہاتھ نہیں چھوڑا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"واپس بیٹھو تو سہی بیگم بات کرنی ہے ایک "شہیر کاغذ کی تہیں ایک ہاتھ سے کھولتا بولا دوسرے ہاتھ میں ہنوز شہر بانو کا ہاتھ تھامے ہوا تھا۔

"میں یہ بکھیرا تو سمیٹ لوں"

"آپ نے کبھی بتایا نہیں کہ آپ کو وکیل بننے کا اتنا شوق تھا"شہیر اس کی بات کو نظر انداز کئے بولا شہر بانو کے چہرے کا رنگ ایک دم سفید ہوا جیسے کسی نے زور سے دل کو مٹھی میں لیا ہو۔

"آپ کو کس نے کہا"وہ آج اسے بار بار حیران کر رہا تھا۔

"عنایہ نے بتایا"نرمی سے اسے واپس بٹھاتے بولا۔

شہر بانو آہستہ سے مسکرا دی۔

"جی تھا شوق مگر خیر "سر جھٹک کر وہ بڑے حوصلے سے بولی۔

"تو آگے آپ پڑھائی نہیں کرے گیں وکالت کی "شہیر نے معمولی سے انداز میں پوچھا

شہر بانو نے اسے ایسا دیکھا جیسے اسے شہیر کی دماغی حالت پر شک ہوا ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اب ؟"ابرو اچکا کر استہزئیہ انداز میں بولی۔

"کیوں اب کیا ہے "شہیر ایسے بولا جیسے خود کچھ معلوم ہی نہ ہو۔

"شہیر اب میرے شادی ہو گئی ہے کیسے پڑھ سکتی ہوں میں آگے "اسے واقعی شہیر کا سوال بے مطلب لگا تھا۔

"یہ کیسا منطق ہے کہ شادی ہو گئی ہے تو پڑھ نہیں سکتی۔ہاں اگر اندھی ہو جاتی تو پھر تو کہا جا سکتا تھا کہ ہاں نہیں پڑھ سکتی بیچاری، مگر اب تو اچھی بھلی ہو "شہیر مسکراہٹ دبائے اسے چڑا رہا تھا۔شہر بانو کی سمجھ میں کوئی جواب نہیں آیا تو کندھے اچکا دیے۔

"تفتیش مکمل ہو گئی ہو تو کمرا سمیٹ لوں ذرا؟"اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑاتی بولی تو شہیر نے اسکے ہاتھ پر گرفت مظبوط کر دی۔

"وکیل بنو گی ؟"شہیر اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا۔

شہر بانو کو اپنی سماعتوں پر یقین نہیں ہوا سوال اتنا غیر متوقع تھا کہ اسے یہ بھی سمجھ نہیں ایا وہ رد عمل کیا دے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شہیر اس کے چہرے سے نظر ہٹا کر اس کے بکھرے بالوں کی طرف دیکھا لمبے بال کمر پر بکھرے ہوئے تھے کچھ لٹیں چہرے پر گر رہی تھی شہیر نے ہاتھ بڑھا کر چہرے پر آئے بال کان کے پیچھے اڑسے۔

"مجھے جب پتہ چلا کہ میری بیوی وکیل بننا چاہتی ہے اور میری وجہ سے بن نہیں پائی تو مجھے برا لگا کہ تمہارے راستہ کا روڑا بن گیا" وہ اب اس کی آنکھوں میں دیکھتا کہہ رہا تھا۔

شہر بانو مجسمہ بنی اسے سن رہی تھے

"تو میں آج گیا اور تمہارا لاء کالج میں ایڈمیشن کروا کر آگیا۔ مجھے تمہاری خواہش پوری کرنے کا ذریعہ بننا ہے تمہارے راستے کا روڑا نہیں" شہیر مسکراتا بغور اس کے تاثرات جانچتا اس کی طرف ہاتھ میں پکڑا کاغذ بڑھاتے ہوئے بولا۔

شہر بانو کے پہلے ہونٹ ہلے مگر تھم گئے۔ الفاظ لبوں پر آکر دم توڑ گئے۔ اس کی آنکھوں سے ایک قطرہ نکل کر اس کے گال پر پھسلا۔ شہیر کی مسکراہٹ اس کے آنسو دیکھ کر فوراََ غائب ہو گئی تھی۔

Clubb of Quality Content

"اچھا تم اس طرح رو کر میرا سرپرائز خراب کرو گی کیا" اس کے آنسو صاف کرتے وہ معصوم سے انداز میں بولا تو شہر بانو کا ضبط ٹوٹ گیا۔ وہ ہچکیوں کے ساتھ رونے لگی شہیر نے اس کے اس طرح رونے پر ایک لمبی سانس بھری اور نرمی سے اسے اپنے ساتھ لگا لیا اسے اس وقت رونا ہی تھا۔ کافی دیر وہ اس کے کندھے پر سر ٹکائے خاموش ہچکیوں کے ساتھ روتی رہی۔

"چلو اب بس بھی کرو کے مجھے اپنے آنسوؤں سے نہلانا ہے تم نے" جب وہ کافی دیر رونے کا بعد بھی اسے چپ ہوتی نظر نہیں آئی تو نرمی سے اس کے آنسو صاف کرتا بولا۔

"مجھے سمجھ نہیں آ رہی میں کیا کہوں" اپنی ہی بات پر روتی آنکھوں کے ساتھ وہ ہنس دی۔ شہیر بھی اس کے ساتھ مسکرا دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ آپ اس طرح مجھے سمجھیں گے" وہ شہیر کی طرف دیکھتی بولی مگر اس کی آنکھوں میں نہیں دیکھ رہی تھی۔

شہیر نرم مسکراہٹ کے ساتھ اسے سن رہا تھا۔

"جب ابو نے مجھ سے شادی کی بات کی تو میرے دل میں یہ بات آئی کہ میں آپ سے پوچھوں گی شاید آپ اجازت دے دیں۔ مگر پھر میری ایک سہیلی نے کہا کہ مرد تو ہر گز

برداشت نہیں کرتا کہ اس کے گھر کی عورت اس طرح مردوں کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر چلے وہ تو عورت کو اپنے پیچھے دیکھنا چاہتا ہے تو میں چپ ہو گئی اور اس بات کو اپنے اندر ہی دبالیا لیکن روز مجھے اس کا خیال آتا تھا میں جھٹک دیتی تھی کہ یہ ناممکن ہے تو اس کے بارے میں سوچنا بھی نہیں۔ میں تو اس کے لیے دعا مانگنی بھی چھوڑ دی تھی مگر آج۔۔ آج آپ نے جو کیا ہے میں بتا نہیں سکتی کہ میں کتنی خوش ہوں مجھے الفاظ نہیں مل رہے" شہر بانو مسکراتے ہوئے بول رہی تھی اور وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا سن رہا تھا۔ اسے آج شہر بانو کی مسکراہٹ اصلی لگی۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ پہلے مسکراتی یا ہنستی نہیں تھی لیکن پہلے جب وہ مسکراتی تھی تو اس کی آنکھیں اس کی مسکراہٹ کا ساتھ نہیں دیتی تھی اور آج جب وہ مسکرا رہی تھی تو اس کی آنکھیں رونے کے باوجود مسکرا رہی تھی۔

"شیری میں ان مردوں میں سے نہیں ہوں جو عورت کی کامیابی سے ڈرتے ہوں یا ان کے خوابوں کو اہمیت نہ دیں۔ میرے لیے میری شریک حیات کی تمام تر خواہشیں اور خوشیاں اسی طرح ضروری ہیں جیسے کہ مجھے میری خوشیاں ضروری ہیں" وہ اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے نرمی سے کہہ رہا تھا" میں یہ کبھی نہیں چاہوں گا کہ تم مجھ سے پیچھے رہو، بلکہ میں تو چاہوں گا کہ تم میرے ہم قدم رہو میرے برابر۔ آخر ہم سفر ایسے ہی ہوتے ہیں نا۔ میں

تمہارے راستے میں آنے والے کانٹے سمیٹ لوں گا بس تم مجھے اپنے راستے کا کانٹا ہر گز مت سمجھنا"

"شہیر۔۔ شکریہ" وہ اتنے جذب سے بولی کہ شہیر کا دل کیا وہ ہمیشہ ایسے ہی بولتی رہے۔

"اب شکریہ کہو گی اپنے شوہر کو" شہیر بیڈ کی پشت سے سر ٹکائے سینے پر ہاتھ باندھ گیا۔

"تو اور کیا کہوں" شہر بانو نے ہنس کر پوچھا۔

"ایک کپ چائے" شہیر سوچتے ہوئے بولا۔

"ابھی لائی" وہ ہنستی ہوئی اٹھنے لگی پھر فرش پر بکھیرا نظر آگیا۔

"افوہ! یہ تو اٹھالوں پہلے" سر پر ہاتھ مارتی بولی لیکن اس کے لبوں سے مسکراہٹ جدا نہیں رہی تھی۔

"ویسے بیگم ان پر کس چیز کا غصہ اتر رہا تھا" شہیر فرش پر گری چیزوں کی طرف اشارہ کرتا ہوا بیڈ سے اٹھ گیا کیونکہ شہر بانو اب بیڈ شیٹ بچھا رہی تھی۔

"وہ مجھے غصہ آرہا تھا کہ آپ نے اتنی دیر لگادی۔ پھر مجھے ادھر سے بھی اتنی جلدی لے آئے۔انتظار کررہی تھی نیند بھی نہیں آرہی تھی" وہ اتنی خوش تھی کہ بغیر سوچے جو منھ میں آرہا تھا بول رہی تھی

"اچھا انتظار کیوں" شہیر مسکراہٹ دبائے بولا۔

"کیونکہ مجھے اچھی بیوی بننا ہے نہ اس لیے" تکیے ترتیب سے رکھتی بولی۔

"اچھاااا، اچھی بیوی" شہیر لفظوں کو کھینچ کر ادا کرتا بولا تو شہر بانو کو اپنی کہی گئی بات کا احساس ہوا۔دانتوں تلے زبان دبائی اور آنکھیں زور سے بند کی۔

"اور کیا کیا کرنا پڑتا ہے اچھی بیوی بننے کے لیے" وہ واپس بیڈ پر بیٹھتا اسے چڑاتے ہوئے بولا۔

"یہ اچھی بیوی ہی ہے جو اس وقت فرمائش پر چائے بنانے جارہی ہوں۔ہوتی کوئی ایسی ویسی ہوتی تو بتاتی پھر" دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر وہ جتاتے ہوئے بولی اور کمرے سے باہر چلی گئی۔

کچھ لمحوں میں ہی وہ بدل گئی تھی ایک الگ ہی چنچل پن آگیا تھا صرف چند لمحوں میں۔

شہیر بے اختیار مسکرادیا اس کو پتہ ہوتا کہ اس کی بیگم پھر سے پہلے کی طرح دل و جان سے مسکرائے گی تو بہت پہلے ہی اس کی یہ پریشانی ختم کردیتا۔اسکے دماغ میں ماضی کے لمحے چلنے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لگے تھے جب اسنے پہلی بار اپنی پھپھو کی بیٹی کو دیکھا تھا اس سے کچھ دیر پہلے ہی اسے پتہ چلا تھا کہ شہر بانو سے اس کے گھر والوں نے اس کا رشتہ جوڑ دیا تھا۔

ان لمحوں کو یاد کرتا وہ مسکرا دیا۔ معجزہ ہی لگتا تھا سب کچھ۔

●●●●●● ●●●●

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دس سال بعد

"جلدی کرواتنی دیر کیوں لگا رہی ہو" ہارون گاڑی کے دروازے سے ٹیک لگائے اکتایا ہوا بولا۔ سیاہ پلین شرٹ اور پینٹ پہنے پیروں کو قینچی کی صورت بند کیے کھڑا تھا۔ کلین شیو، بھوری آنکھوں پر چشمہ لگائے بال سلیقے سے پیچھے کی طرف کیے ہوئے کلائی پر سمارٹ واچ اور ہاتھ میں پکڑا کافی کا کپ۔ وہ پہلی ہی نظر میں نظروں میں آجاتا تھا۔

دور کھڑی عائزل نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا اور ہاتھ اٹھا کر پانچ منٹ کا اشارہ کیا ہارون جھنجھلا گیا وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے کھڑا تھا۔

اور وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے اسی اسی طرح پانچ منٹ کہہ رہی تھی۔ وہ اس کی پشت کو دیکھ کر رہ گیا۔اس کے سر پر دوپٹہ تھا لیکن اس کے بھورے بال اس ڈوپٹے کے نیچے سے بھی نظر آ رہے تھے۔اس کی سیاہ آنکھیں شفاف پانیوں جیسی تھیں۔ چمکدار اور ذہین۔ قد میں وہ ہارون کے کندھے تک آتی تھی۔ وہ اٹھارہ سال کی تھی اور بہت چنچل تھی۔

تقریباً مزید پندرہ منٹ کے بعد وہ آئی اور لٹکا ہوا منہ لے کر کار کے اندر بیٹھ گئی۔

ہارون اللہ کا شکر کرتے گاڑی میں بیٹھا اور کار سٹارٹ کرتے آگے بڑھا دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمہارا منہ کیوں بنا ہوا ہے بننا تو میرا چاہیے پورا گھنٹہ کھڑا رہا ہوں میں"

"کچھ نہیں ہوا اگر انتظار کرنا پڑ گیا تمہیں۔ آخری دن تھا میرا آج کالج کا" عائزل چڑ کر بولی۔

"تو کیا ہوا اس میں منہ بنانے والی کیا بات ہے شکر کرو جان چھوٹی" ہارون مسکرا کر بولا۔

"پتہ نہیں پھر کب ملیں گے ہم سب" عائزل اداسی سے بولی تو ہارون سڑک سے نظریں ہٹا کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کون سب؟"

"میری دوستیں اور کون" عائزل اس کی بیکار کے سوالوں کا جواب نہیں دینا چاہتی تھی تبھی اکتائے ہوئے بولی

"تو تم اتنی اُداس کیوں ہو رہی ہو" ہارون قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔

"تم اپنے کام سے کم رکھو آیا بڑا، ہننہ" عائزل شیشے سے باہر دیکھنے لگی۔

"ویسے تم سے پانچ سال بڑا ہوں تمہیں نہیں لگتا تمہیں میرا تھوڑا لحاظ کرنا چاہیے" ہارون آج خاموش ہونے کی موڈ میں تو بلکل بھی نہیں تھا۔

"جب کوئی بڑوں والا کام کرو تب کہنا ابھی چپ کر جاؤ" عائزل ہنوز باہر دیکھتے ہوئے بولی۔

"چلو ایک کام کرتے ہیں تم اپنی دوست کی شادی مجھ سے کروا دو پھر وہ تمہارے پاس آجائے گی" ہارون اپنی طرف سے بہت سمجھدار انداز میں مشورہ دے رہا تھا۔

"تمہیں زہر نہ دے دوں میں" عائزل اس کی بے تکی سے بات پر تپ گئی تھی۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"لو جی کالج ختم ہوا ہے اور تم ایسی سڑی بیٹھی ہو جیسے پتہ نہیں کسی نے گردہ نکال لیا ہے تمہارا" ہارون باز آنے والوں میں سے کہاں تھا۔

"ہارون کیسے کر لیتے ہو تم یہ"

عائزل پوری اس کی طرف گھوم کر بولی۔

"کیا؟"

"یہ جو بکواس تم کیے جا رہے ہو" عائزل ایسے بولی جیسی واقعی جاننا چاہتی ہو۔

"قدرتی ٹیلنٹ ہے" ہارون بغیر اثر لیے اپنے فرضی کالر جھاڑتا ہوا بولا۔

عائزل نے بے بسی بھری نظر سے دیکھا اور واپس باہر دیکھنے لگ گئی۔ اس شخص کو شرمندہ کرنا ایسا ہی تھا جیسے دیوار میں سر مارنا۔ وہ مکمل ڈھیٹ تھا اور مطمئین ڈھیٹ۔

وہ پورے راستے بولتا رہا کبھی وہ چڑ جاتی تو کبھی نظر انداز کر دیتی۔

تقریباً گھنٹے بعد وہ گاؤں پہنچ چکے تھے عائزل گاڑی سے اتر کر فاروق منزل کی جانب چل دی ہارون بھی اس کے پیچھے ہی اندر آ گیا۔

"تم کدھر "اس کو اندر آتا دیکھ کر عائزل نے ایک ناگوار نظر اس پر ڈالی۔

"نہیں ابھی وہ وقت نہیں آیا"ہارون اس کے پاس سے گزرتا ہوا بولا۔

"کونسا"اس کے اس الٹے جواب پر وہ ناسمجھی سے اس کی طرف دیکھ کر بولی۔

ہارون آگے جا کر رک گیا اور جب وہ قریب آئی تو ہلکی آواز میں سرگوشی کرتا ہوا بولا۔

"وہ وقت جب میں تمہارے پیچھے پیچھے پھروں گا۔اس لے یہ خوش فہمی نکال دو، نانو سے ملنے جا رہا ہوں"وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ایسی ڈھٹائی سے بولا تھا کہ عائزل ایک پل کے لیے گنگ رہ گئی۔ہارون کہہ کر آگے بڑھ گیا اور وہ اس پشت کو دیکھتی رہی۔

"پتہ نہیں یہ انسانوں کی طرح سیدھی بات کرنا کب سیکھے گا"ایک خطرناک نگاہ اس پر ڈالتی وہ اپنی کمرے کی طرف آگئی۔

●●●●●●●●●●

"پھپھو آپ کو پتہ ہے آج یونیورسٹی میں کیا ہوا؟"

شہر بانو کچن میں کھڑی کام کر رہی تھی آج اسے کورٹ نہیں جانا تھا عنایہ ہمیشہ کی طرح اس کے پاس کھڑی ایک ہاتھ میں کتاب پکڑے اور شیلف کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی تھی یہ ان کا معمول تھا جب سے عنایہ یونیورسٹی جانے لگی تھی وہ شہر بانو کے ہاں رہا کرتی تھی ہاسٹل کے جھنجھٹ میں وہ خود بھی نہیں پڑنا چاہتی تھی اور شہر بانو نے بھی سختی سے کہہ دیا تھا کہ جب تک اس کی یونیورسٹی ہے وہ اس کی طرف ہی رہے گی۔ شہیر کام کی مصروفیت کی وجہ سے زیادہ دیر گھر سے باہر ہی رہتا تھا اور ولی تو خود کبھی ہفتے میں ایک دفعہ آتا تھا لیکن عنایہ کے آنے کے بعد وہ دہ مہینوں میں ایک بار ہی آیا کرتا تھا۔

"کیا ہوا آج؟" شہر بانو ہانڈی میں چمچا ہلاتے ہوئے بولی۔ پورے کچن میں کھانے کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی شہر بانو نے ہاتھ بڑھا کر کچن کی کھڑکی کھول دی تو خوشبو گھر میں بھی پھیلنا شروع ہو گئی۔

"ایک بھی کلاس نہیں ہوئی سارا دن روحوں کی طرح پھرتی رہی میں" منہ بنا کر کتاب کو ہوا میں ہلاتے ہوئے بولی۔

"تو مجھے کال کر دیتی میں تمہیں لینے بھیج دیتی ولی کو" شہر بانو عام سے انداز میں بولی اور شیلف پر پڑی چیزیں ترتیب سے رکھنے لگی۔اس نے عنایہ کی طرف نہیں دیکھا تھا ورنہ اس کی ہوشیار نظریں ایک لمحے میں اس کی چہرے سے وہ تاثرات پڑھ لیتی جو ولی کا نام لینے سے اس کے چہرے پر آتے تھے۔

"ولی آیا ہوا ہے کیا؟" اس نے دھیمے سے انداز میں پوچھا۔

"ہاں آج صبح ہی آیا تھا کہہ رہا تھا اس بار ایک ہفتے کے لیے آیا ہے ورنہ کہاں اسکی ٹریننگ سے ٹائم ملتا اس کو۔آکر کچھ دیر بیٹھا پھر سونے چلا گیا ابھی تک سو رہا ہو گا" شہر بانو کچن ادھر سے ادھر جاتی چھوٹے چھوٹے کام کرتی اس کو جواب دے رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عنایہ کی نظریں جھک گئی تھی۔اب وہ فرش کو دیکھ رہی تھی جب اسے فرش پر اس کے پاؤں نظر آئے۔وہ قدم قدم چلتا کچن کی طرف آ رہا تھا عنایہ نے اس کی ہر بڑھتے قدم کے ساتھ اپنے دل کی دھڑکن کو بڑھتے محسوس کیا۔

"بھابھی پورے گھر میں خوشبو بکھیر کر رکھ دی آپ نے تو، بھوک لگ گئی ہے مجھے" وہ سیاہ ٹراؤزر پر نیلے رنگ کی ڈھیلی سی ٹی شرٹ پہنے کچن کے دروازے میں دیوار کے سہارے کھڑا

تھا۔ چہرا دھلا ہوا تھا، بال بکھرے بکھرے سے۔ گویا وہ ابھی سو کر اٹھا تھا۔اس کے چہرے پر ہلکی بھی شیو تھی۔ شہیر کے جیسی کتھئ آنکھیں اور اس کے جیسی ہی جسامت۔بس وہ شہیر کے مقابلے میں کم بولتا تھا، کم مسکراتا تھا۔

"اسلام علیکم "عنایہ کی طرف دیکھ کر سلام کیا عنایہ نے ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور فوراََ نظریں جھکا دی۔ولی عنایہ کے بالکل سامنے کھڑا تھا اور شہر بانو سنک کے پاس کھڑی برتن رکھ رہی تھی وہ اسے بس سلام کیا کرتا تھا اور وہ ہمیشہ کی طرح بغیر جواب دیے ایک نظر دیکھ کر آنکھیں جھکا دیتی تھی۔

"ہاں تو لگنی ہی ہے اتنی دیر سے سوئے ہوئے ہو" شہر بانو ہلکا سا مسکرا کر بولی۔

"اور کتنا ٹائم لگے گا کھانے میں" وہ عنایہ کی طرف دیکھتے شہر بانو سے پوچھ رہا تھا اور عنایہ فرش کو دیکھتے ہوئے اپنے ہونٹ کاٹ رہی تھی۔شہر بانو کی ان دونوں کی طرف پشت تھی۔

"شہیر آنے والا ہے تھوڑا صبر کر لو ساتھ میں ہی کھانا کھائیں گے پھر"

"جو آپ کا حکم" وہ سینے پر ایک ہاتھ رکھتا سر کو ہلکا سا خم دے کر بولا اور کچن سے باہر چلا گیا۔کچھ دیر اور کھڑا رہتا تو عنایہ کی جھکی گردن زمین کو لگ جاتی۔

"سوچ رہی ہوں اس کی شادی کر دیں اچھا ہے اس عمر میں شادی ہو جائے اس کی" شہر بانو اب ڈائننگ ٹیبل کی کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے بولی۔ عنایہ کا دل ڈوب کر ابھرا۔

"تھک جاؤ گی کھڑی کھڑی، بیٹھ جاؤ ادھر آکر" وہ کب سے ایک ہی انداز میں کھڑی تھی شہر بانو اس کے لیے ایک کرسی کھینچتے ہوئے بولی۔

وہ بوجھل قدموں سے چلتی ہوئی آکر بیٹھ گئی۔

"شہیر کہہ رہے تھے کہ اس کے لیے ایک لڑکی دیکھی ہے" شہر بانو میز پر کہنی رکھتے چہرہ ہاتھ پر ٹکاتے ہوئے بولی۔

"اچھا" عنایہ مدھم آواز میں بولی۔

"مجھے کہہ رہے تھے کہ ایک دو دن میں لڑکی والوں سے بات کر لوں" وہ عنایہ کو دیکھتی عام سے انداز میں کہہ رہی تھی عنایہ گود میں رکھے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔

"ہمم صحیح"

تو پھر کیا خیال ہے تمہارا" شہر بانو اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میرا کیا خیال ہونا ہے آپ جب مرضی چلی جائیں میں تو یونیورسٹی ہوتی ہوں تو میرا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے" وہ ناسمجھی سے سر اٹھا کر کندھے اچکا کر بولی۔

"تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہے؟" شہر بانو پھر سے اس کے اندر تک جھانکتی بولی۔

"مجھے کس بات کا اعتراض ہوگا پھپھو" شہر بانو کی نظروں سے خائف ہوئی تھی۔

"تمہارے رشتے کی بات کریں گے تو تم سے تو پوچھنا لازمی ہے ناکہ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے نا" شہر بانو نے اس کے سر پر گویا پانی کا جگ انڈیل دیا ہو۔اتنی حیران تھی کہ اسے سمجھ نہ آئی وہ رد عمل کیا دے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پھپھو" اس کے لبوں سے بس اتنا ادا ہوا تھا۔

شہر بانو بند مٹھی پر چہرہ ٹکائے فرصت سے اسے مسکراہٹ ضبط کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے دیکھنے میں مصروف تھی۔

"ہاں تو تمہیں کیا لگتا ہے تمہاری پھپھو نے پانچ سال عدالت میں لگائے ہیں۔کیا ابھی تک مجھے لوگوں کے چہرے پڑھنے نہیں آئے ہوں گے" وہ اس کے سر پر بم پھوڑ رہی تھی عنایہ

شہر بانو کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے کسی بھوت کو دیکھ لیا ہو۔ "نہیں پھپھو ایسی بات نہیں ہے پتہ نہیں آپ کو ایسا کیوں لگا" عنایہ نظریں چراتی ہوئی بولی تھی۔

"تو پھر کیسی بات ہے وہ بتا دو" شہر بانو بڑے تجسس سے بولی۔

"پھپھو کیسے بھی بات نہیں ہے آپ کو جہاں کرنا ہے ولی کا کر دیں" اس نے نا جانے کہاں سے اتنی ہمت جمع کی تھی۔ کہہ کر وہ کرسی سے اٹھ کر جانے لگی۔

شہر بانو نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

"اگر تم سے کر دیں تو پھر کوئی اعتراض تو نہیں ہو گا نہ تمہیں" شہر بانو اتنا آرام سے بولی جیسے اسے کھانے کے بارے میں پوچھ رہی ہو۔ عنایہ کچھ پل تو شہر بانو کا منہ دیکھتی رہ گئی۔ اس عورت کے لیے ہر بات کرنا اتنا آسان کیوں تھا۔

"پتہ نہیں پھپھو۔۔ آپ بابا سے پوچھ لیں" عنایہ کہتے ہوئے ہلکا سا مسکرائی اور ہاتھ چھڑوا کر اپنے کمرے کہ طرف تقریباً بھاگتے ہوئے چلی گئی۔

شہر بانو پیچھے سے ایک نرم مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھنے لگی۔ وہ کل ہی شہیر کے ساتھ جا کر یہ مسئلہ حل کریں گی۔

Clubb of Quality Content

لاؤنج میں بیٹھے ولی نے دلچسپی سے عنایہ کو کمرے میں جاتے ہوئے دیکھا۔اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے "پاگل" دل ہی دل میں اسے ایک خطاب سے نوازا۔وہ اپنے لیے عنایہ کی پسندیدگی سے واقف تھا۔خود اس کا عنایہ کے بارے میں کیا خیال تھا وہ خود نہیں جانتا تھا۔لیکن جب بھی وہ اسے اپنے سامنے آجانے پر شرماتا ہوا دیکھتا تو اس کے دل میں ایک عجیب احساس پیدا ہوتا تھا جسے وہ کائی نام نہیں دے پایا تھا۔

●●●●●●●●●●●●

اگلے دن شہر بانو، شہیر عنایہ کے ساتھ ہشمت پور گیے تھے۔عنایہ کے چہرہ الگ ہی کھلا کھلا سا تھا۔شہر بانو بڑے غور سے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی جبکہ شہیر خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا اس کا چہرہ کافی سنجیدہ تھا۔شہر بانو نے ایک نظر شہیر کی طرف دیکھا۔اس کے چہرے پر سنجیدگی کی لکیریں اسے پریشان کر رہیں تھی۔

"عنایہ تم اندر جاؤ میں شہیر کے ساتھ آتی ہوں" فاروق منزل کے سامنے گاڑی رکی تو شہر بانو ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ پیچھے مڑ کر بولی۔عنایہ اثبات میں سر ہلا کر باہر نکل گئی۔

"شہیر آپ اتنا نہ سوچیں سب ٹھیک ہو جائے گا" شہر بانو اس کے بازو پر نرمی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔

"میں جانتا ہوں مگر شیری اپنے خاندان کا بندہ اس طرح مقابل آجائے گا میں نے سوچا نہیں تھا" اس نے تھکان سے گاڑی کی پشت پر سر ٹکا دیا۔

"فلحال آپ اس چیز کو مت سوچیں شہیر۔ابھی ہم ولی اور عنایہ کے لیے آئے ہیں یہ مسئلہ ہم واپس جا کر مل کو سوچیں گے۔کوئی حل نکال لیں گے" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی دھیرے سے بول رہی تھی شہیر کی تھکی آنکھوں میں اس کو دیکھ کر ایک نرم سا تاثر آگیا۔

"مجھے یقین ہے آپ پر۔آپ سب صحیح کر لیں گے" شہیر کے تاثرات نارمل ہوتا دیکھ وہ گہرا مسکرا کر بولی۔

شہیر نے ہلکے سے اس کا اپنی بازو پر رکھا ہاتھ تھپتھپایا "تھینک یو شیری" بدلے میں شہر بانو کھل کر مسکرا دی اور وہ دونوں گاڑی سے نکل کر اندر جانے لگا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تقریباً ایک گھنٹہ بعد وہ سب لوگ صحن میں بیٹھے ہوئے تھے شمیم بیگم بھی وہیں موجود تھی۔ خدیجہ بیگم ہمیشہ کی طرح کچن میں سب کے لیے چائے بنا رہی تھی۔ پہلے کی نسبت ان کا وزن کافی بڑھ گیا تھا اور چہرہ کافی مرجھا گیا تھا شاید وجہ ان کا وہ بچہ تھا جو دو سال پہلے ہوا تھا۔

"خدیجہ، آجاؤ باہر سب بلا رہے ہیں" حماد صاحب کچن کے دروازے پر رکے خدیجہ بیگم کو پکارتے ہوئے بولے۔ سفید قمیض شلوار میں بہت آرام دہ سے لگ رہے تھے۔ جیسے چھٹیوں پر گھر آئیں ہوں۔

"جی بس یہ چائے لے کر آتی ہوں" دونوں ہاتھ شیلف پر رکھے وہ چائے کی طرف دیکھ رہی تھی انہوں نے حماد صاحب کی طرف نہیں دیکھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"رضیہ کو بول دو وہ کر لے گی یہ کام" حماد صاحب ان کے چہرے کی طرف غور سے دیکھتے بولے۔

خدیجہ بیگم نے کوئی جواب نہیں دیا حماد صاحب آگے بڑھے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے جانے لگے۔

"ارے۔۔ارے مجھے کسی کو چائے کا تو کہہ لینے دیں" خدیجہ بیگم جلدی میں بولی تو خدیجہ بیگم کا ہاتھ پکڑے باہر کی طرف جاتے حماد صاحب نے پیچھے مڑ کر چولہے کا بٹن بند کر دیا۔

"نہیں لینی چائے اب چلیں میرے ساتھ" تھوڑا خفگی سے بولے اور اسی طرح ہاتھ پکڑے ان کے ساتھ باہر آ گئے جہاں سب بیٹھے تھے۔ عصر کا وقت تھا سارے صحن میں چھاؤں تھی وقفے وقفے کے ساتھ ہوا کا جھونکا چلتا اور ساری صحن میں ہوا کی سنسناہٹ سی پھیل جاتی۔

جب حماد صاحب خدیجہ بیگم کا ہاتھ پکڑے باہر آئے خدیجہ بیگم سب کی موجودگی میں اس طرح آنا عجیب لگا۔ انہوں نے نرمی سے اپنا ہاتھ حماد صاحب کے ہاتھ سے الگ کر لیا۔ چلتے ہوئے وہ ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ شمیم نے بہت غور سے یہ منظر دیکھا تھا۔ دل میں ایک حسرت پھر سے تازہ ہوئی۔ حسد کی چنگاری پھر سے سلگ اٹھی تھی۔ حماد صاحب آگے بڑھ کر فاروق صاحب کے ساتھ بیٹھ گئے۔ شمیم اور سکینہ بی ایک چارپائی پر بیٹھی جب کے ایک طرف شہر بانو کے ساتھ شہیر بیٹھا ہوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شہیر فاروق صاحب کے ساتھ کوئی سیاسی مسئلہ چھیڑے ہوئے تھا۔ شہر بانو خاموشی سے ان کی باتیں سن رہی تھی کبھی کچھ ضروری لگتا تو اپنی رائے دے دیتی۔ شمیم اور سکینہ بیگم مدھم آواز میں نہ جانے کونسی باتیں کر رہی تھی۔

"اچھا اب چھوڑیں یہ باتیں جو ہم بات کرنے آئے ہیں وہ کریں" شہر بانو نے شہیر کی طرف دیکھ کر کہا تو وہ سر اثبات میں ہلا کر مسکرا دیا۔

"ہاں بھئی شہر بانو مجھے فون پر بھی بتایا تھا کہ کوئی ضروری بات کرنی ہے سب خیر تو ہے نہ" فاروق صاحب سیدھے ہو کر بیٹھتے بولے۔

"کہیں حصہ تو نہیں مانگنا" شمیم جو عجیب نظروں سے شہر بانو کی طرف دیکھ رہی تھی طنزیہ سا بولی۔ شہیر نے ایک بے بس سی نظر شہر بانو پر ڈالی۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے اللہ میرے ابو کو سلامت رکھے ان کی زندگی میں مجھے کوئی حصہ نہیں چاہیے حصہ لینا ہوتا تو آپ کی طرح میں شادی کے چھ مہینے بعد ہی آجاتی لینے لیکن فلحال مسئلہ یہ نہیں ہے کوئی اور ہے" مسکرا کر کہتی وہ شمیم کو آگ لگا گئی تھی۔ شہیر دل ہی دل میں اپنی بیگم کا وکالت کا تجربہ یہاں جھاڑتے دیکھ خوش ہوا تھا۔ خدیجہ بیگم نے افسوس

Clubb of Quality Content ناولز کلب

سے شمیم کی طرف دیکھا وہ شہر بانو سے نا جانے کونسا مقابلہ کرنا چاہتی تھی جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ شمیم کچھ کہنے کے لیے بولنے لگی کہ پہلے ہی حماد صاحب مسکرا کر بولے ۔جان گئے تھے کہ شہر بانو کی بات شمیم کبھی برداشت نہیں کرے گی اور ماحول کو بگڑنے سے بچانے کی خاطر انہیں بولنا ہی تھا۔

"ارے اپنی بہنوں پر تو میں ساری جائیداد وار کر پھینک دوں"

شمیم زبردستی مسکرا دی۔اب حماد کا اتنا تو رعب تھا کہ وہ اپنی زبان کو تھوڑا قابو میں رکھ لیتی۔

"اچھا کیا بات کرنی تھی تم نے"سکینہ بی شہر بانو سے کہتی اونچا سا بولی۔

"بات بھی کرتی ہوں پہلے بھابھی آپ تو آدھر آئیں میرے پاس بیٹھیں"وہ چلتی ہوئی خدیجہ بیگم کو لیے اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔

خدیجہ بیگم ہلکا سا مسکرائی"اب بتا بھی دو کیا بات ہے"

خدیجہ بیگم کے کہنے پر شہیر اپنا گلا صاف کرتا ہوا بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہم ولی کے رشتے کے لیے آئیں ہیں ہم آپ سے ولی کے لیے عنایہ کا ہاتھ مانگنا چاہتے ہیں" اس نے اتنا براہ راست کہا تھا کہ ایک پل کے لیے تو شہر بانو بھی حیران ہو گئی۔بغیر کسی قسم کی تمہید کے اتنا براہ راست طریقے سے بھلا کوئی رشتے کی بات کرتا ہے۔

صحن میں بیٹھے سبھی افراد دنگ رہ گئے کسی نے بھی یہ بات نہیں سوچی تھی۔اب یہ بات کر دی گئی تو کسی کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا ردعمل دیں۔

خدیجہ بیگم نا سمجھی سے پہلے شہر بانو کی طرف دیکھا پھر حماد صاحب کی طرف۔ان کے چہرے پہ بھی وہی حیرانگی کے تاثرات تھے۔

شہر بانو نے تادیبی نظروں سے شہیر کو دیکھا کہ یہ کوئی طریقہ ہے بات کرنے کا۔شہیر اپنے ضرورت سے زیادہ سیدھی بات کرنے پر دوبارہ بولا۔

"پچھلے سال سے عنایہ ہماری طرف رہ رہی ہے ہمیں اس کی عادتیں بہت اچھی لگی ہیں ہمیں لگتا ہے ولی کی اور عنایہ کی جوڑی اچھی لگے گی" شہیر اپنی دانست میں اب کی بار کچھ بہتر بولا جبکہ شہر بانو کا دل کیا کہ وہ اپنا سر کسی دیوار میں دے مارے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ابو ہمارا مطلب ہے کہ اب عنایہ کی شادی تو کہیں نہ کہیں کرنی ہے اور ہم اپنے ولی کے لیے بھی رشتہ ڈھونڈ رہیں ہیں اگر آپ کو مناسب لگے تو ہم کیوں نہ ان کا رشتہ طے کر دیں دونوں بچے دیکھے بھالے ہیں" شہر بانو سب کے ہونک بنے چہرے دیکھتی جلدی سے بولی۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے مگر شیری اتنی جلدی کیا ہے" حماد صاحب ہلکا سا مسکرا کر بولے۔ حماد صاحب کی مسکراہٹ سے شہر بانو کو کچھ حوصلہ ملا۔

"بھائی جلدی کہاں ہے عمر ہے اب بچوں کی تو صحیح ہی ہو گا کہ ہم ان کا آپس میں رشتہ کر دیں "

فاروق صاحب تذبذب سے خدیجہ بیگم کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور شمیم خلا میں گھورتی تیکھی نظروں سے پتہ نہیں کیا سوچ رہی تھی۔ سکینہ بیگم فاروق صاحب کی طرف دیکھتی ان کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

"دیکھیں حماد بھائی اور خدیجہ بھابھی، آپ کی بیٹی ہمارے گھر میں بہت خوش رہے گی میں اپنے ولی کو بہت اچھے سے جانتا ہوں اس کی پرورش میں نے اور شہر بانو نے ہی کی ہے وہ آپ

نولز کلب
Clubb of Quality Content

کو کبھی شکایت کا موقع نہیں دے گا اس بات کی میں گارنٹی لینے کو تیار ہوں" شہیر بولا تو خدیجہ بیگم پہلی بار مسکرائی اور حماد صاحب کی طرف دیکھا۔

حماد صاحب ان کی نظروں میں ان کا جواب پڑھتے اثبات میں سر ہلا گئے۔

"مجھے اور خدیجہ کو کوئی اعتراض نہیں ہے باقی ابو جو فیصلہ کرنا مناسب سمجھیں لیکن میں عنایہ سے پوچھنا چاہوں گا اس کی مرضی کے بغیر میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں دوں گا" حماد صاحب فاروق صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے نرم مسکراہٹ سے بول رہے تھے۔

"بھئی میری شیری نے پچھلے دس سالوں سے کبھی ایک چیز تک نہیں مانگی آج جب کچھ مانگا ہے تو میں انکار نہیں کر سکتا۔ میری طرف سے مکمل ہاں ہے"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"

فاروق صاحب پر جوش سے بولے تو شہر بانو شہیر کی طرف دیکھ کر مسکرا دی شہیر بھی ہلکا سا مسکرا دیا۔

"مگر ابو مجھے اعتراض ہے" شمیم غصے سے بل کھاتی کھڑی ہوتی بولی۔

ایک بار پھر خاموشی چھائی تھی۔ سکینہ بی اس کے ساتھ بمشکل کھڑی ہوتی بولی "شمیم آہستہ بول کیا اعتراض ہے تمہیں" سکینہ بی اپنی بڑی بیٹی کے اس انداز سے ہمیشہ خائف رہا کرتی تھی۔ شہر بانو نے ماتھے پر بل ڈال کر دیکھا وہ اس سب کو پہلے سے سوچ کر آئی تھی آخر وہ اپنی بہن سے واقف تھی۔ شہیر نے ایک بے زار نظر شمیم پر ڈالی۔ فاروق صاحب بھی نا سمجھی سے اسی کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا اعتراض شمیم" حماد صاحب بولے تو سب شمیم کی طرف دیکھنے لگے۔

"میں میں اتنے عرصے سے عنایہ کو ہارون کے لیے دیکھ رہی تھی اور اب جب وقت آیا ہے تو آپ لوگ اس طرح کیسے عنایہ کو ولی کے لیے دے سکتے ہیں"

شمیم کی بات پر سب پر سکتا طاری ہو گیا تھا۔ شمیم اپنے کہے گیے الفاظ پر خود بھی اتنی ہی حیران تھی جتنا کے باقی سب لیکن اب زبان سے الفاظ ادا ہو گئے تھے۔ حسد نے اس سے یہ کام کروا دیا تھا۔

"باجی یہ کیا بول رہیں ہے اس سے پہلے تو آپ نے کبھی اشارے سے بھی بات نہیں کہی اس متعلق" شہر بانو ماتھے پر بل لیے ضبط کیے ہوئے بولی۔

"ہاں تو بات نہیں کی تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ اس طرح عنایہ کا رشتہ مجھ سے پوچھے بغیر کہیں بھی کر دیں"

شمیم اپنے غصے میں کیا بول رہی تھی وہ خود بھی نہیں سمجھ پا رہی تھی۔

سکینہ بی اسے بار بار بٹھانے کی کوشش کرتی مگر وہ ان کا ہاتھ جھٹک دیتی۔

"عنایہ، خدیجہ بھابھی اور حماد بھائی کی بیٹی ہے۔ہم نے ان سے پوچھا اور انہوں نے ہمیں ہاں کر دی۔آپ سے پوچھنے کا کوجواز ہی نہیں بنتا تھا" شہیر اب کی بار زرا بارعب انداز میں بولا۔

"دیکھا ابو دیکھا آپ نے کیسے میرے سامنے یہ سب لوگ زبان چلا رہیں ہیں جیسے میں ان کی دشمن ہوں۔ارے میں نے تو بس اپنے بیٹے کی خوشیاں چاہیں تھیں" شمیم آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو بھرے بولی

"کیا مطلب ہارون کی خوشی" حماد صاحب کھڑے ہوتے ہوئے بولے۔

"ہارون پسند کرتا ہے عنایہ کو" شمیم نے سب کے سروں پر دھماکہ کیا تھا۔سب لوگ شمیم کی اس بات پر سکتے میں چلے گئے تھے۔

Clubb of Quality Content

صدمے میں تو ہارون بھی گیا تھا جو عائزل کے کمرے کی کھڑکی میں بیٹھا دلچسپی سے باہر ہوتی گفتگو سن رہا تھا۔

اس کے پاس صوفے پر بیٹھے عائزل نے بے یقینی سے مڑ کر دیکھا۔

جب سے باہر بیٹھے بڑوں نے عنایہ کے رشتے کی بات شروع کی تھی وہ دونوں اسے طرح کھڑکی کے پاس کان لگائے بیٹھے تھے۔

اور جب فاروق صاحب نے ہاں کہی تھی تو وہ دونوں عنایہ کو چھیڑنے میں مصروف ہو گئے تھے باہر ہوتی گفتگو میں ان کی دلچسپی اب کم ہو گئی تھی۔

ہارون کے کان تو تب کھڑے ہوئے تھے جب حماد صاحب نے پوچھا تھا کہ "کیا مطلب ہے ہارون کی خوشی" ہارون پھر سے کھڑکی کے ساتھ کان لگا کر بیٹھ گیا کہ اس سب میں اس کا کیا ذکر اور آگے اس کی ماں کے منھ سے نکلنے والے الفاظ اس کو بے یقین کر گئے تھے۔

عنایہ نے حیرانی سے ہارون کی طرف دیکھا۔خود پر نظروں کا ارتکاز محسوس کرتے ہوئے اس نے ان دونوں کی طرف دیکھا جو شاکی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہیں تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عائزل کو اپنی سماعتوں پر یقین نہیں ہوا تھا اس کا دل کسی نے اپنی میٹھی میں دبایا تھا۔اسے اتنا برا کیوں لگا تھا آخر۔

اس کے اندر کی کیفیت اس کے چہرے سے عیاں ہو رہی ہو گی اس کو اس بات کا اندازہ نہیں تھا۔اس کی سیاہ آنکھیں شفاف پانیوں سے بھرنے لگی تھی۔

ہارون گنگ سا عنایہ کی طرف دیکھ رہا تھا جب اچانک اس نے عائزل کو دیکھا۔

ہارون کا دل ایک لمحے کے لیے تھم گیا تھا۔اس نے ان سیاہ آنکھوں میں جو دیکھا تھا وہ اس کی کل دنیا تھی۔وہ ان سیاہ آنکھوں میں بھرے مان کو توڑ نہیں سکتا تھا کبھی۔اور یہ ہارون شاہد کو خود پر یقین تھا۔ایک ان کہا وعدہ تھا۔جو مانگا تھا اور نہ ہی کیا تھا لیکن پھر بھی وہ وعدہ ہارون اور عائزل کے درمیان تھا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

لمحے کے ہزارویں حصے میں خود کو نارمل کرتے ہوئے وہ بولا۔

"تم لوگوں کی کسی فضول بات کا جواب میں نہیں دوں گا" اس نے ہاتھ اٹھا کر ایسے قطعی انداز سے کہا کہ عنایہ بے دم سی پیچھے گر گئی اسے ہارون پر یقین تھا۔

عائزل کے دل میں اٹھنے والے وسوسے بھی اسی پل گر گئے اسے ہارون پر یقین تھا۔

"کیا مطلب ہارون نے کبھی مجھ سے اس بات کا ذکر نہیں کیا" باہر شہر بانو اب غصہ ضبط کرتی بول رہی تھی شہیر نے اس کو شانت رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

"تمہیں کیوں بتائے گا وہ میرا بیٹا ہے" شمیم اسی طرح پھنکارتی ہوئی بولی۔

"بس اب کوئی نہیں بولے گا" فاروق صاحب کی گرج دار آواز پر سب لوگ خاموش ہو گئے۔ خدیجہ بیگم پہلے سے ہی خاموش تھی وہ بے بس سے حماد صاحب کو دیکھ رہی تھی۔ان کی بیٹی کا نام یوں سب کے سامنے کوئی کیسے کسی کے ساتھ منسوب کر سکتا تھا۔

"ہارون کو بلا کر لاؤ" فاروق صاحب کھڑے ہو گئے تھے اور ہاتھ پیچھے باندھ لیے۔

"میں لاتی ہوں بلا کر" ایک جتاتی نظر شمیم پر ڈالتی شہر بانو غصے سے چلتی ہارون کی طرف آ گئی تھی۔

شہر بانو کو آتا دیکھ ہارون جلدی سے کھڑکی سے سائیڈ پر ہوا اور کھڑکی سے ذرا ہٹ کر بیٹھ گیا۔

"چلو ہارون میرے ساتھ" شہر بانو کمرے میں آتی دبنگ سا بولی۔

"کہاں؟" ہارون انجان بنتا بولا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ جو تم کب سے کان لگائے کھڑے تھے کھڑکی میں اس سب کے بعد بھی میں تمہیں بتاؤں؟" شہر بانو کمر پر ہاتھ رکھے کھا جانے والے انداز میں بولی۔

"چلتا ہوں، چلتا ہوں میری ماں کا غصہ تو نہ اتارے مجھ پر"

ہارون کھسیانا ہو کر اٹھتا بولا۔

"دعا کرنا میرے لیے، ناکردہ جرم کے الزام میں عدالت پیش ہو رہا ہوں" باہر جاتے ہوئے وہ مظلوم سامنھ بنا کر بولا تو عائزل کو اس صورتحال میں بھی ہنسی آگئی۔ شہر بانو نے دھیمے سے پلکیں جھپکا کر عنایہ کو تسلی دی کہ وہ سب ٹھیک کر دے گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہارون باہر جاتے ہوئے بلکل سنجیدہ ہو چکا تھا شہیر نے ایک نظر اس کے سنجیدہ چہرے کی طرف دیکھا اور سکون سے پیچھے ہو گیا۔

وہ جانتا تھا یہ سب بس شمیم کا رنگ میں بھنگ تھا اور ہارون کے تاثرات اس پر مہر تھے۔

ہارون کھڑا ہو گیا باقی سب لوگ بیٹھ گئے اب بس ہارون اور فاروق صاحب کھڑے تھے۔

"ہارون کیا تم عنایہ کو پسند کرتے ہو" فاروق صاحب بغیر کسی لگی لپٹی کے بولے۔ خدیجہ بیگم نے امید اور خوف کے ساتھ اسے دیکھا۔ کہیں اس نے ہاں کر دی تو۔۔۔

ہارون نے ایک نظر اپنی ماں کی طرف دیکھا وہ التجائیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ہارون نے اپنی نظریں پھیر لیں۔بلاشبہ اسے اپنی ماں سے محبت تھی مگر ان کی محبت میں وہ صحیح اور غلط کبھی بھی نہیں بھولا تھا۔

"نہیں نانا جان عنایہ بلکل میرے لیے ردا جیسی ہے میں نے کبھی ایسا کچھ سوچا بھی نہیں ہے" شہر بانو نے گردن اکڑا کر شمیم کی طرف دیکھا۔

وہ جو مرضی کر لیتی لیکن وہ اپنے اولاد کے معاملے میں بے بس تھی۔ شمیم نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی۔

خدیجہ بیگم کے تنے عصاب ڈھیلے ہو گئے وہاں موجود سب کو ہارون پر یقین تھا۔اور وہ اس یقین کا اہل بھی تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"شمیم تم اب کیا کہو گی" فاروق صاحب نے شمیم سے پوچھا تو وہ آنسو آنکھوں میں بھرتی ہوئی بولی "میں نے تو بس اپنے بھائی کی بیٹی کو اپنی بیٹی بنانا چاہا تھا آپ سب کو جو سمجھنا ہے سمجھ لیں "

بلکل بیٹی ہی بنانا تھا آپ نے، جن کو بچپن سے لے کر اب تک آپ کی وجہ سے بیٹی ہونے پر افسوس کرنا پڑا تھا" شہر بانو بے خوفی سے بولی تھی حماد چونک کر شہر بانو کی طرف دیکھا۔ ابھی اس نے کیا کہا۔ ان کی بیٹیاں۔۔۔۔ ان کے کچھ کہنے سے پہلے ہی فاروق صاحب نے تنبیہہ کی "شہر بانو میں ابھی بول رہا ہوں"

فاروق صاحب اس کا پورا نام کبھی کبھی ہی لیتے تھے مگر جب لیتے تھے تو شہر بانو خاموش ہو جاتی تھی

"حماد"

فاروق صاحب حماد کی طرف دیکھتے ہوئے بولے

"جی ابو"

"میری ایک بیٹی عنایہ کا ہاتھ مانگ رہی ہے اور دوسری بیٹی تمہاری بیٹی کو اپنی بہو بنانا چاہتی ہے کیا تمہیں منظور ہے"

فاروق صاحب کی بات پر سب لوگ حیران رہ گیے۔

"ابو۔۔ یہ کیسے ممکن ہے" خدیجہ بیگم آہستہ سے آواز میں بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کیوں ممکن کیوں نہیں ہے تمہاری صرف ایک بیٹی تھوڑی ہے اللہ کی رحمت سے چار بیٹیاں ہیں عنایہ کے لیے ولی اور عائزل کے لیے ہارون کا رشتہ میں اپنی دونوں بیٹیوں کی طرف سے تمہارے سامنے رکھتا ہوں کیا تمہیں منظور ہے "اب کہ بار وہ خدیجہ بیگم کی طرف دیکھ کر بولے اور خدیجہ بیگم کشمکش سے حماد صاحب کی طرف دیکھنے لگی۔

شمیم نے کبھی نہیں سوچا تھا کچھ ایسا بھی ہو گا اگر سوچ لیتی تو کبھی نہ بولتی کچھ انتظار کر لیتی مگر یہی تو بات ہے کہ غصہ انسانی عقل کھا جاتا ہے اور حسد عقل بلکل ہی ختم کر دیتا ہے۔

ہارون اپنا اور عائزل کا سن کر آنکھیں پھاڑے فاروق صاحب کو دیکھ رہا تھا کھڑکی کے ساتھ لگی کھڑی عائزل کی حالت کچھ مختلف نہیں تھی جبکہ عنایہ کا سانس تو سینے میں اٹک گیا تھا۔

شہیر خدیجہ بیگم کو تذبذب کا شکار دیکھتے ہوئے بولا "بھابھی کوئی دباؤ نہیں ہے آپ سکون سے مطمئن ہو کر فیصلہ کریں"

"نہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"۔ حماد صاحب ہارون کی طرف دیکھتے ہوئے بولے

فاروق صاحب کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

"لاؤ بھئی منہ میٹھا کریں میرے دو بچیوں کا رشتہ طے ہو گیا"

سب کے چہرے پر مسکراہٹ واپس آگئی سوائے خدیجہ بیگم اور شمیم کے۔وہ عنایہ کو تو برداشت کر لیتی مگر عائزل جیسی حساب برابر رکھنے والی لڑکی ان کے قابو میں آنے والی نہیں تھی۔وہ اندر ہی اندر کڑھ کر رہ گئی۔

ہارون کھسیانا سا ہو کر واپس کمرے کی طرف چل دیا۔باقی بڑے مبارکبادیوں میں مصروف ہو گئے۔خدیجہ بیگم نے زبردستی اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجالی انہیں پچھلے سالوں کا تجربہ تھا۔وہ دوسروں کی خوشی کے لیے اپنے چہرے پر مسکراہٹ کا کھول چڑھا لیتی تھیں۔

ہارون خود کو اب عائزل کی مار کے لیے تیار کر رہا تھا۔یقیناً وہ اپنے اندر کسی چڑیل کی روح ڈالے انتظار کر رہی ہو گی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

●●●●●● ●●●●

"تم، تم بتمیز انسان منع بھی تو کر سکتے تھے نہ بت بن کر کیوں کھڑے ہو گئے تھے" عائزل سفید رنگ کے ہلکے کا مدار لباس پہنے ہوئی تھی سیاہ آنکھوں میں خفگی تھی اور غصہ بھی جو سامنے کھڑے ہارون

پر وہ اتار رہی تھی۔

"ارے مجھ سے کسی نے پوچھا بھی تھا جو منع کرتا میں"

کچھ دیر پہلے ہی سب نے ایک ہلکی سی رسم کی تھی ولی کو بلوا کر عنایہ اور ولی نکاح پڑھوا دیا گیا تھا۔ کیونکہ عنایہ نے اپنی یونیورسٹی میں تعلیم پوری کرنے کے لیے شہر بانو کی طرف ہی رکنا تھا۔ تو گھر کے بڑوں کو یہ بات مناسب نہیں لگی کہ رشتہ طے ہو جانے کے بعد لڑکا لڑکی ایک ہی گھر میں رہیں۔ تو شہر بانو نے ان کو نکاح کا مشورہ دے دیا اور آناً فاناً نکاح ہو گیا ساتھ میں عائزل کے ہاتھ میں ولی کے نام کی انگھوٹی پہنا دی گئی۔ یہ بس شمیم ہی جانتی تھی اس نے کس دل سے یہ سب کچھ کیا تھا اسے اپنے لفظوں کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں تھے جب عائزل اور ہارون فاروق منزل کی چھت پر کھڑے تھے۔ سورج غروب ہونے کے قریب تھا۔ اور اس کی مخالب سمت میں چاند نمودار ہونا شروع ہو گیا تھا۔ آدھا، مدھم چاند۔

ہارون سینے پر ہاتھ باندھے سر جھکائے چھت کی منڈھیر سے ٹیک لگائے اس کی سن رہا تھا۔ اور وہ اس کے سامنے کھڑی دبی آواز میں اس پر چیخ رہی تھی۔

"اب دیکھو کیسے شریف بن کر کھڑا ہے جیسے ظلم ہو گیا ہو اس کے ساتھ" ہارون کی مسلسل خاموشی اسے مزید تپا رہی تھی۔

"تو اور کیا کروں تم ہی مجھے بتاؤ" ہارون اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا ہوا بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پہلے تو یہ مسکرانا بند کرو، اتنی بڑی ناانصافی ہوئی میرے ساتھ۔ کسی نے پوچھا تک نہیں مجھ سے اور یہ منگنی کر دی ابھی۔۔۔" اپنی انگھوٹی کو دیکھتے ہوئے بول رہی تھی جب ہارون درمیان میں اس کی بات کاٹتے سنجیدہ لہجے میں بولا۔

"کیا مطلب ناانصافی ہوئی ہے تمہارے ساتھ" اس کی آنکھو میں بلا کی سنجیدگی چند پل میں ہی آگئی تھی۔ عائزل کو لگا شاید اس نے کچھ غلط کہہ دیا تھا۔

"یہ۔۔ناانصافی ہی ہے کہ منگنی کر دی اور مجھ۔۔۔"وہ پہلے کی نسبت دھیما سا بولی تھی مگر ہارون اس کی سنے بغیر پھر سے بولا۔

"اگر تمہیں کوئی اعتراض ہے تو تم مجھے بتا سکتی ہو میں ابھی اس منگنی کو ایک لمحے کی دیر کیے بغیر ختم کر دوں گا تمہاری رضامندی کے بغیر کوئی رشتہ قائم نہیں ہوگا"ہارون اس کی آنکھوں میں دیکھتا قطعی لہجے میں بولا عائزل کا دل گہرائی سے جا کر ابھرا۔

"میں نے ایسا تو نہیں کہا"

وہ ایسے کھڑا تھا کہ ادھر عائزل کہے کہ میری پسند نہیں اور ادھر ہارون منگنی ختم کر دے۔

"تم نے ایسا کچھ بھی نہیں کہا مگر تمہاری باتوں سے تو ایسا ہی لگ رہا ہے نہ کہ ی زبردستی کا رشتہ ہے بتادو ابھی مجھے۔میں ٹھیک کر دوں گا سب"

ہارون تیکھی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔اندر سے دل اس کا بھی اسی تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ کہیں عائزل نے انکار کر دیا تو۔۔۔عائزل خاموشی سے رخ پھیر کر لب کاٹنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اب اسے دور دور تک پھیلے کھیت نظر آ رہے تھے۔ ہلکی ہلکی ہوا چلنے کی وجہ سے اس کے بھورے بال پھڑ پھڑا کر ہارون کے سینے پر لگ رہے تھے۔ ہارون نے بے بسی سے آنکھیں بند کی اور ایک لمبی سانس لی۔

"دیکھو عائزل ہاں تم مجھے پسند ہو بہت پسند ہو لیکن اگر تم میری زندگی میں آنے سے خوش نہیں ہو اگر تمہیں لگتا ہے کہ یہ رشتہ ناانصافی کا ہے تو میں ابھی اسے ختم کر دیتا ہوں۔ میں تمہیں اپنی زندگی میں زبردستی نہیں لانا چاہتا" عائزل کا دل اس کے پہلی بات پر ہی رک گیا تھا۔ کیا اس نے سہی سنا تھا کہ وہ اسے پسند کرتا ہے اگلے ہی لمحے اس کی دل نے رفتار پکڑی تھی پیچھے مڑنے کی ہمت اب ختم ہو چکی تھی۔

ہارون اس کی پشت پر بکھرے بھورے بالوں کا دیکھتا بول رہا تھا وہ اپنے بال بہت کم کھولتی تھی۔ ہارون کو اس کے بال پسند تھے لمبے اور بھورے۔

"مجھے تمہاری خوشی ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے عائزل۔ تم مجھے بتاؤ کیا تمہیں واقعی لگتا ہے کہ تمہارے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے" ہارون اپنی ہی لے میں بول رہا تھا جب وہ بالوں کو جھٹکا دیتے تیزی سے مڑی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ کیالگار کھاہے کہ رشتہ ختم کردوں منگنی توڑدوں میں نے تمہیں ایک بار بھی کہا کہ مجھے یہ رشتہ برالگا تم نے میری بات پوری سنی ہی کہاں تھی"

ہارون اس کے اس طرح بولنے پر نا سمجھیں سے اسے دیکھنے لگا

"کیا مطلب"

"میں کہہ رہی تھی کہ اتنی جلدی سب کچھ کر دیا ان لوگوں نے ابھی تو میں چھوٹی ہوں بعد میں کر دیتے" وہ منھ پھلائے بول رہی تھی مگر ہارون اس کی باتیں سن کر کچھ کہنا ہی بھول گیا تھا۔

"تم لڑکوں کے لیے رشتہ جوڑنا اور توڑنا اتنا آسان ہوتا ہے کیا۔ پچھلے دومنٹ میں تم نے کوئی تین دفعہ کہہ دیا ہوگا کو یہ رشتہ ختم کردوں۔ اتنا آسان لگتا ہے تمہیں کیا؟ اور کیا میں نے تمہیں ایک بار بھی کہا کہ مجھے تم سے کوئی اعتراض ہے۔ میں تو بس کہہ رہی تھی کہ یہ ابھی کوئی صحیح وقت نہیں ہے بعد میں بھی تو یہ سب ہو سکتا تھا نا" عائزل اس کی آنکھوں میں دیکھتی دھیمی آواز میں کہہ رہی تھی مگر اس کے لہجے میں واضح خفگی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کوئی چھوٹی عمر نہیں ہے۔ تمہاری عمر میں میری شادی ہو گئی تھی تمہاری تو پھر منگنی ہوئی ہے اور اب تم دونوں کی منگنی ہو گئی ہے، اس طرح اب اکیلے ملنا تم لوگوں کا بند" شہر بانو کی آواز پر دونوں نے پلٹ کر دیکھا وہ سیڑھیوں سے چلتی مسکرا کر دونوں کی طرف دیکھ رہی تھی عائزل سفید جوڑے پر سنہری کامدار لباس میں ہارون کے ساتھ کھڑی تھی ہارون سفید شلوار قمیض میں ہاتھ میں سنہری گھڑی لگائے اس کے ساتھ کھڑا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بہت حسین لگ رہے تھے ایک مکمل تصویر۔ شہر بانو نے دل ہی دل میں دونوں کو دعایں دیں۔

"کیوں بھئی میں کونسا جن ہوں جو آپ کی لڑکی کو کھا جاؤں گا اور بچپن سے یہی شکل دیکھی ہے تو اب اس سے پردہ کرنا شروع کر دوں کیا" ہارون شہر بانو کو دیکھتا شرارت سے بولا تو شہر بانو نے اس کے سر پر ایک چپت رسید کرتے ہوئے کہا۔

"پہلے تم دونوں کی کونسا منگنی ہوئی تھی اب ہو گئی ہے اب ذرا فاصلے پر رہا کرو ورنہ لوگ باتیں بنائیں گے"

"عائزل تم جاؤ بھابھی بلا رہیں تھیں تمہیں" عائزل کو کہتی وہ ہارون کی طرف آکر کھڑی ہو گئی عائزل اثبات میں سر ہلا کر بھاگنے کے انداز سے نیچے گئی۔

"ارے آرام سے اتنا تمبو جتنا فراک پہنا ہوا ہے گر جاؤ گی کس بات کی جلدی ہے" ہارون اس کی جلد بازی پر بولا۔

"چپ کرو لڑکے تمہیں کیا پتہ لڑکی شرما رہی ہے" شہر بانو اس کے بازو پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔

"اللہ۔۔اب عائزل صاحبہ شرمائیں گیں ہم سے" ہارون قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔

"تو اور کس سے شرمائے گی، اچھا مذاق چھوڑو مجھے بات کرنی ہے تم سے" شہر بانو سنجیدگی سے کہتی اس کے ساتھ چلنے لگی ہارون کا قد شہر بانو سے کافی لمبا تھا۔ وہ اور ولی بلکل ایک جیسے تھے۔

"ہاں جی خالہ جان کریں بات" ہارون اپنے سینے پر ہاتھ باندھتا ہوا چلنے لگا سورج ڈھلنے لگا تھا ہوا میں خنکی بڑھنے لگی تھی۔

Clubb of Quality Content

"دیکھو ہارون! عائزل کا اور تمہارا رشتہ اچانک ہوا ہے مگر تمہارے ماں کی رضامندی سے نہیں ہوا تم اب دو چکیوں میں پسنے والے ہو خود کو آنے والے حالات کے لیے تیار رکھو۔ عائزل بھلے ہی شرارتی شرمیلی ہو، مگر وہ ایک بہادر لڑکی ہے وہ تمہاری یا کسی کی بلند آواز پر اپنی آواز دبائے گی نہیں۔ تمہیں اب دونوں طرف بہت احتیاط سے چلنا ہو گا سمجھ رہے ہو نا ؟"

شہر بانو رک کر اس کے تاثرات دیکھنے لگی وہ اپنے جوتوں کی طرف دیکھ رہا تھا مگر بولا کچھ نہیں۔

"ہارون میں تمہاری ماں کو غلط نہیں کہہ رہی میں بس یہ کہہ رہی ہوں کہ عائزل، باجی شمیم کی پسند نہیں ہے" اس کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے شہر بانو خود ہی وضاحت دینے لگی۔

"جانتا ہوں خالہ میں ان کو، بہت سے معاملات میں وہ اچھی نہیں ہیں میں بچپن سے ان کو دیکھتا آرہا ہوں انہوں نے بہت سے فیصلے غلط کیے ان کی وجہ سے اس گھر کے بہت سے فیصلے غلط ہوئے۔ مگر وہ میری ماں ہیں میں اپنی آواز کو ان سے بلند نہیں کر سکتا لیکن میں اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ میں کبھی عائزل کو دکھ نہیں دوں گا" وہ مسکرا کر آخر میں شہر بانو کی

آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا یہ اس کا انداز تھا خود کی سچائی پر یقین دلانے کا اور شہر بانو نے اس کی بات کا یقین کر لیا آخر ہارون پر سب یقین کر لیتے تھے۔

"میرا شیر بچہ، اللہ تمہیں سلامت رکھے آباد رکھے" وہ پیار سے اس کے بال بکھیرتی ہوئیں بولی تو وہ بھی مسکرا دیا۔

"ویسے خالہ مجھے آپ کی آنکھیں بہت پسند ہیں عائزل کی آنکھیں بھی بلکل آپ کی آنکھوں کی جیسی ہیں سیاہ، گہری، چمکدار، زندگی سے بھرپور"

"ارے واہ ہارون۔۔ تم تو شاعر بن جاؤ گے جلد ہی"

"فاروق صاحب کا اثر ہے"

شہر بانو سر جھکا کر ہنستی گئی اور پیچھے سورج خاموشی سے چھپ گیا اور آسمان پر اس آدھے چاند نے اپنی چاندنی بکھیرنی شروع کر دی۔

●●●●●●●●●●

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ خوش ہیں؟" رات کی تاریکی میں چھت پر چائے کا کپ پکڑے کھڑی عنایہ اس آواز پر چونک سی گئی تھی مگر شناسا آواز پر سنبھل گئی

ولی سلطان بالکل اس کے سامنے کھڑا تھا کھلی سے ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہنے وہ سونے کی تیاری میں لگ رہا تھا نکاح کے بعد ان کی یہ پہلی ملاقات تھی وہ بھی تقریباً دو ہفتوں بعد۔

نکاہ کے بعد وہ ہشمت پور سے ایسے غائب ہوا جیسے رات کے وقت سورج۔اس کی وجہ بھی ہارون تھا۔اس نے کچھ دیر میں ہی جینا حرام کر دیا تھا کہ وہ موقع دیکھ کر بڑوں سے اجازت لیتا چلا گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آج وہ دو ہفتوں بعد آیا تھا اور عنایہ اس کے سامنے بلکل بھی نہیں آئی تھی۔اور ابھی جب وہ چھت پر تازہ ہوا لینے آئی تب وہ اچانک اس کے سامنے آتا اسے ہلکا سا ڈرا گیا تھا۔

"کیا کوئی مشکل سوال پوچھ لیا میں نے" عنایہ کو خاموشی پر وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا ۔چہرے کے تاثرات سنجیدہ تھے یا اس نے خود کر لیے تھے۔

"نہیں ایسا کوئی مشکل سوال بھی نہیں تھا" اس کے چہرے سے نظریں ہٹاتے وہ دوسرے طرف دیکھنے لگی۔ہاتھ میں پکڑی چائے ٹھنڈی ہو رہی تھی۔

ولی آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے چائے کا کپ لیتا چھت کی منڈھیر پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اب وہ دونوں ایک ہی سمت میں دیکھ رہے تھے۔

"تو پھر جواب دو خوش ہو کیا؟" اس کے چہرے سے کوئی بھی اندازہ لگانا مشکل تھا۔

"پر سکون ہوں" سر جھکا کر اپنے قدموں کی طرف دیکھتی وہ ہلکی آواز میں بولی۔

"اور آپ؟" دوسری طرف مکمل خاموشی پر وہ سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھتی بولی۔

"میں ٹھیک ہوں" وہ کندھے آچکا کر بے نیاز سا بولا اس کا لہجہ بلکل سادہ تھا وہاں کسی قسم کا کوئی جذبہ نہیں تھا عنایہ کو اپنے سینے میں ٹیس سی اٹھتی محسوس ہوئی۔وہ خوش فہم نہیں تھی مگر ولی سلطان وہ واحد شخص تھا جس کے بارے میں ہر قسم کی خوش فہمی پالنا چاہتی تھی۔مگر ولی کا بے نیاز انداز اسے تکلیف دے رہا تھا وہ مزید اسے کچھ کہے بغیر نیچے جانے کے لیے قدم بڑھانے لگی جب ولی کی آواز نے اس کے قدم روکے تھے۔

"میں نے کہا آپ کو کہ آپ نیچے چلی جائیں" چائے کا ایک گھونٹ بھرتا وہ بڑی سہولت سے بولا۔ عنایہ کے ماتھے پر بلوں کا اضافہ ہوا۔

"مجھے آپکی اجازت کی ضرورت ہے کیا؟" وہ ایک سوال تھا مگر جواب دونوں جانتے تھے 'نہیں" عنایہ کہ لہجے میں ہلکی سی خفگی تھی اسے ولی کا انداز پسند نہیں آیا تھا۔

اس کے چہرے پر خفگی کی لکیریں دیکھتے ولی کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا وہ اسے کچھ دیر روکنا چاہتا تھا مگر اس نے طریقہ غلط چنا تھا۔

عنایہ خفگی بھری آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی اس نے چائے کا آخری گھونٹ بھرا چہرہ ابھی بھی ویسا ہی تھا سنجیدہ بے نیاز۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیوں آپ کو کس نے کہا کہ آپ میری اجازت کے بغیر ایک قدم بھی ہلا سکتی ہیں" وہ منڈھیر کا سہارا چھوڑ کر سیدھا ہوتا بولا انداز ایسا تھا کہ وہ واقعی عنایہ کو ایک قدم بھی ہلنے نہیں دے گا۔ عنایہ اس کی بات پر پہلے حیران ہوئی بے یقینی سے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا۔

جھٹکے سے اس کے طرف قدم بڑھا دیے ٹھیک اس کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔

"دیکھیئے ولی سلطان اگر آپ کو لگتا ہے کہ آپ مجھ پر بے جا حکم چلائیں گے تو یہ آپکی غلط فہمی ہے مجھے وہ مرد بلکل پسند نہیں جو عورت پر رعب ڈال کر اس پر حکم چلا کر اپنی انا کی تسکین حاصل کرتے ہیں مانا کہ مجھے آپ پسند ہیں محبت کرتی ہوں میں آپ سے مگر مجھے اپنی عزت بہت عزیز ہے میں خود کو کسی سے بھی ذلیل نہیں کروا سکتی چاہے پھر سامنے میرا من چاہا شخص ہی کیوں نہ ہو" اگر یہ محبت کا اعتراف تھا تو یہ بہت غلط انداز میں ہوا تھا۔اگر یہ ایک تنبیہہ تھی تو ولی کو اس سے خوبصورت تنبیہہ آج تک کوئی نہیں لگی۔

عنایہ کا لہجہ رندھ گیا تھا۔وہ مزید کچھ کہنے لگی تھی جب ولی اس کی بات کاٹ کر بولا۔

"تو آپ کو مجھ سے محبت ہے؟"ایک آبرو اچکا کر وہ ایسے بولا جیسے کسی تیسرے کی بات کر رہا ہو عنایہ کو اس کا انداز جھلسا گیا تھا۔اس کو ہوائی محل آہستہ آہستہ گر رہا تھا اور دوسری طرف ولی سلطان محظوظ ہوتا اسے مزید تنگ کرنے کے ارادے میں تھا۔

"مت ثابت کرنا کہ میرا انتخاب غلط تھا"آنکھوں میں سرخی پھیل گئی آواز میں لرزش تھی ولی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ایک لمحے میں پگھل گیا۔

"کیا میں آپکی محبت کو غلط ہونے دے سکتا ہوں؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا نرمی سے بولا۔ عنایہ اس کے بدلتے لہجے پر چونکی۔ یہ شخص، اسے سمجھنے میں بہت دیر لگے گی۔

"جانتی ہو مجھے کب سے محبت ہے تم سے؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ایک فاصلے پر کھڑا کہہ رہا تھا عنایہ کو اپنی سماعتوں پر یقین نہیں ہوا تھا۔ کیا وہ اظہار سننے جا رہی تھی؟ کیا اس کی محبت یک طرفہ نہیں تھی۔ وہ کھوئی کھوئی سے ولی کی طرف دیکھ رہی تھی جب ولی نے اس کے خاموشی پر دوبارہ بولنا شروع کیا۔

"جب ایک بار میں بھابھی کے ساتھ ہشمت پور گیا تھا اور تم اپنے دادا کے ساتھ بیٹھی کسی کی شکایت لگا رہی تھی۔ تم رو رہی تھی میں سن نہیں سکا کہ تم کیا کہہ رہی تھی مگر تب جب میں نے تمہاری آنکھیں دیکھی اس وقت مجھے لگا اگر ان آنکھوں نے زندگی بھر کے لیے مجھے قید نہ کیا تو میں سانس نہیں لے پاؤں گا" وہ اس کی طرف دیکھتا ہلکے سے اس کہ آنکھوں کو چھوتا بولا عنایہ بت بنی اسے سن رہی تھی چھوٹا سا ایک قطرہ آنکھ سے پھسلا۔

"پھر جب تم ادھر رہنے آئی تھی وہ پہلا دن تھا تمہارا تمہارے چہرے کی معصومیت بھری مسکراہٹ پر مجھے لگا تھا کہ اگر یہ لب میری وجہ سے نہ مسکرائے تو میں کبھی مسکرا نہیں سکوں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گا۔اس دن کے بعد سے میں نے گھر میں رہنا چھوڑ دیا اگر یہاں رہتا تو روز تمہیں دیکھتا روز میری محبت میں اضافہ ہوتا رہتا اور میں تمہیں کسی رشتے کے بغیر دیکھنا بھی گناہ سمجھتا تھا" وہ اس کے چہروں پر بکھرے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے وہ ہلکی مدھم آواز میں بول رہا تھا اور وہ اس کی آواز کے ٹرانس میں مدہوش سی سن رہی تھی۔

"میں جب کبھی کبھی آتا تھا تو میں گریز کرتا تھا کہ میرا سامنا تم سے نہ ہو پھر ایک دن میں نے محسوس کیا تم مجھے دیکھ رہی تھی جب میں نے تمہاری طرف دیکھا تو تم نظریں چرا گئی۔اور اس وقت مجھے لگا میری دنیا تھم گئی۔میں نے تمہاری آنکھوں میں پہلی بار وہ دیکھا تھا جو اتنے عرصے سے میں تمہارے لیے محسوس کر رہا تھا" وہ ایک قدم اس کے قریب ہوتے بولا ۔عنایہ پلک تک جھپکنا بھول گئی۔

"محبت" آنکھیں بند کرتا وہ جیسے اس جذبے کو محسوس کر رہا تھا۔

عنایہ کا دل اتنی زور سے دھڑکا کہ کہ اس کانوں میں دھڑکن کی آواز سنائی دینے لگی۔

"وہ لمحہ میرے لیے قیمتی تھا بہت۔محبوب کے آنکھوں میں اپنے لیے محبت دیکھنا یہ انمول احساس ہے۔اور جس لمحے تم میری زندگی میں شامل ہوئی مجھے لگا میری دنیا مکمل ہو گئی۔میں

Clubb of Quality Content

اس دن سے خود کو پورا محسوس کر رہا میری زبان سے اللہ کو شکر نہیں جا رہا میری زندگی میں تم آئی ہو تم میری محبت کی حقدار ہو میں کیسے اس بات پر خوش نہ ہوں"

وہ نرمی سے کہتا عنایہ سے پوچھ رہا تھا۔

عنایہ اس کے اس طرح اظہار پر سمجھ نہیں پا رہی تھی کیا رد عمل دے وہ تو مسکرا بھی نہیں سکی

۔

"آپ بہت برے ہیں" کہہ کہ وہ بھاگ کر سیڑھیوں سے اتر گئی۔

ولی اس کے انداز پر پہلے چونکا پر سمجھتا ہوا بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا مسکرا دیا۔

"پاگل نہ ہو تو"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

●●●●●●●●●●

"امتیاز مجھے کچھ بات کرنی ہے آپ سے" شمیم ہاتھوں پر لوشن لگاتے ہوئے کنکھیوں سے دیکھتی بولی

"ضروری بات ہے تو بولو" امتیاز احمد اپنے کاغذات کو غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"ہارون کی منگنی کر دی ہے میں نے" وہ بے تاثر سے لہجے میں بولی مگر گردن میں گلٹی ڈوب کر ابھری تھی۔

"اچھا" ایک لفظی جواب ملا تھا آگے سے کاغذات پر گرفت ڈھیلی ہوئی تھی مگر لہجے کی لاپرواہی قائم تھی۔

"آپ کچھ نہیں کہیں گے کہ آپ سے پوچھے بغیر ہم نے.." وہ ابھی بول رہی تھی جب امتیاز اس کی بات کاٹ کر بولا۔

"یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا مسئلہ ہے میرا کام تم لوگوں کو پیسے دینا ہے وہ چاہیئے تو بتاؤ" سرد مہری سے کہتا اس نے کاغذوں سے نظر اٹھانا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔

"امتیاز وہ ہم دونوں کی اولاد ہے اور پیسوں کے علاوہ بھی بہت سے ذمہ داریاں ہوتی ہیں باپ کی" خود پر ضبط کرتی وہ تحمل سے بولی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کتنی بار کہا ہے یہ اولاد اولاد کی رٹ میرے سامنے مت لگایا کرو بھوکا نہیں سونے دیا کبھی تم لوگوں کو ہر چیز کی آسائش دی ہے پھر بھی ناشکری ختم نہیں ہوتی" امتیاز ماتھے پر بل ڈالے بے زاری سے بولا۔

"امتیاز کبھی آپ نے ہارون اور ردا سے پیار سے بات کی ہے؟ کبھی ان کے بارے میں جانا ہے ان کی پسند ناپسند کبھی ان کے بارے میں کوئی دلچسپی لی ہے آپ نے؟" شمیم رندھے سے لہجے میں بولی۔

"مجھے جتنی دلچسپی لینی ہے میں لے رہا ہوں میری زندگی میں اس گھر بار سے ضروری مسئلے ہیں۔اب ان کو دیکھوں یا یہ تم لوگوں کی فضول کی رسمیں یہ منگنیاں دیکھتا پھروں" امتیاز اکتائے سے کہنے میں بولا۔

"مجھے تو سمجھ نہیں آتا یہ کیا کام ہے جو آپ کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ پیارا ہے انسان تو اپنی اولاد کے لیے زمین آسمان ایک کر دیتا ہے اور آپ کو تو ان سے بات کرنے کی فرصت نہیں ہے" شمیم کا لہجہ زرا اونچا ہوا تھا نہ جانے کتنی دیر کا اشتعال تھا جو باہر نکلا تھا۔

امتیاز ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا تیز قدم اٹھاتا وہ شمیم کے سر پر پہنچ گیا۔ شمیم ڈر کر ایک قدم پیچھے ہٹنے لگی جب امتیاز نے اس کا چہرہ اپنی سخت گرفت میں لیا۔

"کتنی بار کہا ہے کہ میرے سامنے اپنی یہ آواز آہستہ رکھا کر مجھے نہیں پسند یہ تیری قینچی کی طرح چلتی زبان" اس کا ہاتھ شمیم کے چہرے پر اپنی گرفت مضبوط کر رہا تھا درد سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے خود کو چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی مگر اس کی گرفت میں سختی بڑھتی جا رہی تھی آنکھوں میں اشتعال بھرا تھا جیسے بس وہ شمیم کی آخری سانسیں گن رہا تھا۔

"پاؤں کی جوتی پاؤں میں رہے تو اچھی لگتی ہے" ایک جھٹکے سے اسے چھوڑتا وہ زمین پر گرا گیا تھا۔

شمیم زمین پر گری لمبے لمبے سانس لے رہی تھی چہرے پر انگلیوں کو نشان چھپ گئے تھے ایسے جیسے کسی نے گرم سلاخوں سے دہکا دیے ہوں۔ امتیاز اپنے کاغذات اٹھاتا بڑبڑاتا کمرے سے نکل گیا جاتے ہوئے دروازہ زور سے بند کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شمیم فرش پر ہاتھوں کی بل اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی مگر جیسے ہاتھوں نے جواب دے دیا تھا وہ وہیں فرش پر بیٹھ گئی لمبے لمبے سانس بھرنے لگی کبھی ایک ہاتھ سے سینے مسلنے لگتی کبھی چہرے پر ہاتھ پھیر کر درد کم کرنے کی کوشش کرتی نہ جانے کونسی تکلیف زیادہ تھی۔ آنکھوں سے گرم پانی نکل کر فرش پر گرنے لگا یہ ازیت تو پچھلے چوبیس سال سے اس کا مقدر تھی مگر ہر بار نئے سرے سے تکلیف ہوتی تھی۔ آنکھوں کے سامنے حماد کا خدیجہ کا ہاتھ پکڑے چلتے ہوئے لہرایا۔ وہ ایک مکمل جوڑا تھا۔ دل میں حسرت مزید گہری ہوتی چلی گئی۔

●●●●●● ●●●●

Clubb of Quality Content

"کہاں ہیں فاروق صاحب" فاروق منزل کے مکین اپنی اپنی خواب گاہوں میں آرام فرما رہے تھے جب فاروق صاحب کے کتب خانے میں آواز ابھری۔

"یہاں ہوں برخوردار"

فاروق صاحب اپنے موٹے موٹے شیشوں والے چشمہ کو آنکھوں سے ہٹاتے بولے۔

ہاتھ میں پکڑی کتاب بند کردی۔

"مجھے یہ بتائیے کہ اس عمر میں آخر کیا ملنا ہے آپ کو پڑھ کر، استغفرُاللہ پورے کمرے کو کتابوں سے بھرا پڑا ہے" ہارون ایک کرسی کھینچتے ہوئے الٹا بیٹھا ایسے کے ٹانگیں کرسی کو دونوں اطراف میں اور تھوڑی کرسی کی ٹیک پر ٹکادی۔

برخوردار اس کتابوں بھرے کمرے کو لائبریری کہتے ہیں" وہ ہلکا سا مسکرا کر بولے۔

یہ کتابیں بڑی انمول چیز ہیں کسی کہ زندگی لکھی ہوتی ہے تو کسی کا تجربہ کسی کا علم لکھا ہوتا تو کسی کا عمل" فاروق صاحب کے لہجہ سے اندازہ ہو رہا تھا ان کی زندگی میں کتابوں کی اہمیت۔

"واہ یہ اتنے بڑے بڑے ڈائیلاگ مارنا بھی انہیں میں لکھا ہوتا ہے کیا" ہارون مصنوعی حیرانگی سے بولا۔

"چل ہٹ یہ تو تم لوگوں کی نسل ہے ڈائیلاگ مارنے والی ورنہ ہم تو سادہ لوگ ہیں سادہ، دل کی باتیں کرتے ہیں" فاروق صاحب ہلکا سا مسکرا کو مدھم آواز میں بولے جیسے کوئی تیسرا ان کی بات سن نہ لے۔

Clubb of Quality Content

ہارون ان کے انداز پر ہنس دیا۔

"خراب ہو گئے ہیں فاروق صاحب آپ"

"شرم نہیں آتی اپنے نانا کو ایسے کہتے" فاروق صاحب نے اس کے کان مروڑتے ہوئے کہا۔

"یہ چھوڑیے نانا جان آپ یہ بتائیے یہ آپ نے میری اور عائزل کی منگنی کروانے کا کیا سوشہ چھوڑا ہے۔ایسے بھی ہوتی ہیں منگنیاں حادثاتی طور پر" فاروق صاحب کا ہاتھ اپنے کان سے ہٹاتا آخر پر برا سا منھ بناتے ہوئے کہا۔

"بس کرو ڈرامے باز اندر سے تو لڈو پھوٹ رہے ہیں۔جس طرح کی تمھاری حرکتیں ہیں تمھاری شادی بھی ایسے ہی ہو گی" فاروق صاحب اس کی اداکاری سے متاثر ہوئے بغیر بولے۔

"توبہ ہی بھلی ہے بندہ کبھی اپنے سے دوگنی عمر کا دوست نہ بنائے" ہارون منھ پھلا کر بولا وہ اس وقت کہیں سے بھی تیئیس سال کا مرد نہیں لگ رہا تھا اس کے اندر کہیں دس سالہ ہارون آگیا تھا۔

Clubb of Quality Content

"ہارون صاحب ہم آپ سے تین گناہ عمر میں زیادہ ہیں" فاروق صاحب گردن اکڑا کر بولے۔

"ویسے نانا آپ نے کیسا موقع پر چوکا مارا۔ کیسے کر لیا آپ نے یہ" اب کی بار وہ حیران ہوتے ہوئے بولا ہر لمحے اس کے تاثرات بدل رہے تھے۔

"عمر گزاری ہے بھئی ہم نے۔ ایسے ہی تو بال سفید نہیں ہوئے" فاروق صاحب ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولے۔

"ویسے اگر امی کو پتہ چلتا کہ میں عائزل سے شادی کرنا چاہتا ہوں تو شرط لگا لیں کبھی نہ ہوتا" وہ قہقہہ لگا کر بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"شرم کرو برخوردار! جس کی تم بات کر رہے ہو میں اس کا دادا ہوں" فاروق صاحب مصنوعی سنجیدگی سے بولے۔

"اور میں جس سے بات کر رہا ہوں وہ میرا بچپن کا دوست ہے ہاں تھوڑا بوڑھا ہے مگر کیا کریں گزارا تو کرنا ہی پڑے گا نا" ہارون شرارتی انداز میں بولا۔

"رکو تم زرا! بوڑھے ہو گے تم، ہم تو بھئی ابھی جوان ہیں" فاروق صاحب اپنے لاٹھی ہاتھ میں پکڑے ہارون کو مارنے کے لیے بلند کرتے ہوئے بولے۔

"اسلام علیکم" ایک تیسری آواز پر دونوں نے سر اٹھا کر دیکھا۔

امتیاز احمد لائبریری کے دروازے پر کھڑا ہلکی سے مسکراہٹ سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

ہارون کے چہرے کی مسکراہٹ پل بھر میں غائب ہوئی امتیاز احمد نے بہت غور سے اسے دیکھا تھا۔ دل میں ایک ہوک سے اٹھی دل نے چاہا کہ آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگالیں ان کا بیٹا ان کے قد سے بھی بڑا تھا۔ اولاد تو بچپن میں ہی بہت پیاری ہوتی ہے اور جب وہ جوان ہوتی ہے تو انسان کو جو الگ ہی خوشی اور فخر ہوتا ہے وہ ناقابل بیان ہے مگر امتیاز احمد نے اپنے اس فخر کا گلا اپنے ہاتھوں سے گھونٹا تھا۔ اپنی مصنوعی انا کی وجہ سے اولاد کو اپنے قریب نہیں کیا اور نہ خود ان کے قریب ہونے کی کوشش کی ہمیشہ اسی طرح دور سے دیکھ کر ایک حسرت دل میں بٹھا لیتے۔

"آو امتیاز اندر آجاؤ" فاروق صاحب کھڑے ہوتے ہوئے بولے۔

امتیاز سارے خیالات جھٹکتا چہرے پر مسکراہٹ سجائے اندر داخل ہوا۔

Clubb of Quality Content

"نانامیں ذرا باہر سے ہو کر آتا ہوں آپ لوگ باتیں کریں" ہارون کہہ کر بغیر کسی جواب کا انتظار کیے باہر چلا گیا۔ امتیاز نے ایک ٹھنڈی سانس خارج کی اب وہ کچھ بھی ٹھیک نہیں کر سکتے تھے وقت ان کے ہاتھ سے مٹھی میں بند ریت کی مانند پھسل گیا تھا۔

"کیسے ہیں آپ" امتیاز ہارون کی چھوڑی کرسی کو سیدھا کر کے بیٹھتا ہوا بولا

"ہم ٹھیک ہیں آپ سناؤ! کیسا جا رہا آپ کا کاروبار؟" فاروق صاحب ہلکی سے مسکراہٹ سے بولے۔

"اللہ کا شکر ہے کہ ٹھیک ہے، آپ بتائیں آپ نے مجھے بلایا تھا" نہایت خوش اخلاقی سے بولتا وہ فاروق صاحب کو دیکھنے لگا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں امتیاز بیٹے! ہارون کے بارے میں بات کرنی تھی تم سے" فاروق صاحب کی بات پر امتیاز کے ماتھے پر نا سمجھی کہ بل پڑ گیے۔

"کیا مطلب؟ کیا ہوا ہارون کو"

"ارے ہارون کی منگنی کر دی نہ حماد کی بیٹی سے تو میں کہنا چاہ رہا تھا کہ تھوڑا برا لگا مجھے کہ تم وہاں تھے ہی نہیں۔ تم سے پوچھے بتائے بغیر ہم نے تمہارے بیٹے کی شادی طے کر دی تمہیں

برا لگا ہو گا۔شاید غصہ بھی آیا ہو مگر بیٹا حالات کچھ ایسے بن گئے کہ مجھے فوراً فیصلہ کرنا پڑا"

ابھی فاروق صاحب بول رہے تھے کہ امتیاز ان کی بات کاٹ کر بولا۔

"دیکھیے ماموں، میں نے ہمیشہ آپ کو اپنے باپ کی جگہ دی ہے آپ میرے بارے میں یا میری اولاد کے بارے میں جو بھی فیصلہ کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں آپ کو مجھے کوئی صفائی دینے کی ضرورت نہیں ہے" وہ مسکرا کر فاروق صاحب کا ہاتھ تھپتھپاتا ہوا بولا۔

"میں نے شروع سے ہی آپ کے حوالے کر رکھے ہیں اپنے بچے۔وہ مجھ سے زیادہ آپ کی اولاد ہیں۔مجھے تو ان کاروباری مسائل سے فرصت نہیں ملتی"

فاروق صاحب کی تفکر کی لکیریں کم ہونے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لیکن پھر بھی کم از کم تمہیں علم میں لانا چاہیے تھا" فاروق صاحب آہستہ سے بولے۔

"ماموں اب چھوڑیے بھی ابھی تو منگنی کی ہے۔آپ نے جو فیصلہ کیا بہترین کیا جب شادی ہو گی تو دیکھا جائے گا" امتیاز مسکرا کر بے نیازی سے بول رہا تھا،اس امتیار کو دیکھ کر یقین کرنا مشکل تھا کہ یہ وہی امتیاز ہے جو کچھ دیر پہلے شمیم کی عزت نفس کی دھجیاں اڑا کر آیا تھا۔

"اچھا اب اجازت دیجیئے لاہور جا رہا ہوں میرا گھر آپ کے حوالے" مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا۔

"امتیاز رات کے اس وقت جا رہے ہو؟" فاروق صاحب فکر سے بولے۔

"بس ایک ایمرجنسی آگئی تھی" وہ مسکرا کر کہتا فاروق صاحب سے ہاتھ ملا کر باہر کی طرف چلا گیا۔

ہارون سنجیدہ تاثرات لے کر فاروق صاحب کی لائبریری سے نکلا تھا۔ دل میں ایک خلش سی تھی۔ اسے لگا تھا شاید آج کے دن ہی امتیاز اسے گلے لگا لیں۔ کوئی مبارکباد، کوئی خوشی۔ لیکن امتیاز ہمیشہ کی طرح آج کے دن بھی ہارون کو باپ کی شفقت سے محروم کر گیا تھا۔ دل اداس ہونے لگا تھا۔ وہ باہر جانے کے ارادے میں تھا جب عائزل اور عابش کی باتوں کی آواز آئی۔ ذہن سے تمام سوچوں کو جھٹکتا وہ ان کی طرف آ گیا۔

"تم دونوں رات کے اس وقت تک جاگ رہی ہو" دروازے میں کھڑا ہو کر کمرے میں جھانکتا گھڑی دیکھتا وہ رعب والے انداز میں پوچھ رہا تھا۔ عائزل نے اس کے انداز پر آنکھیں گھمائی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بھائی مونگ پھلی کھا رہے ہیں کھائیں گے کیا؟" عابش نے ہاتھ میں پکڑی ٹرے کو بیٹھے بیٹھے ہی ہارون کی طرف بڑھا دی۔

"ارے واہ یہ کب ہوا کہ میرے بغیر ہی کھانا شروع کر دی تم لوگوں نے بے وفاؤ" اس کا سارا رعب ایک منٹ میں ہوا ہوا تھا دونوں ہاتھوں کو آپس میں مسلتا وہ لالچی انداز میں کمرے میں آکر عابش کے ساتھ ٹانگیں پھیلا کر بیٹھ گیا۔

مونگ پھلی نکال نکال کر وہ مزے سے کھانے لگا۔

"یہ کدھر چوڑے ہوئے پھر رہے ہو تم" عائزل نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا۔

"اپنی ہونے والی بیگم کے کمرے میں تمہیں کوئی مسئلہ ہے کیا؟" وہ شرارت سے بولا تو ساتھ بیٹھی عابش نے پورا منھ کھول کر منھ پر ہاتھ رکھ لیا۔

"اللہ اللہ بچے بیٹھے ہیں کیسے باتیں کر رہے ہیں آپ لوگ" مصنوعی سادگی چہرے پر طاری کرتے وہ ایک ادا سے بولی۔

"استغفر اللہ یہ بچی بڑوں بڑوں کو کچا کھا جائے" ہارون عابش کی اداکاری کو سراہتے ہوئے بولا تو عائزل بے اختیار ہی ہنس دی۔

"تمہیں پتہ ہارون اس نے آج کیا کیا؟" عائزل ہمیشہ کی طرح شروع ہو چکی تھی ہارون کے سامنے آتے ہی "ہارون تمہیں پتہ کیا ہوا" کہہ کر وہ شروع ہو جاتی تھی اور ہارون پھر پوری تفصیل بڑے غور سے سنتا تھا یہ ایک معمول تھا ان کا۔ عائزل کا بہترین سامع ہارون تھا۔ وہ کافی دیر سے بیٹھی باتیں کر رہے تھے جب خدیجہ بیگم ان کے کمرے میں داخل ہوئیں

"تم دونوں سوئی نہیں ابھی تک" خدیجہ بیگم اپنی ہی دھن میں آ رہی تھی جب وہ ہارون کو ادھر دیکھ کر ٹھٹھکی

"ہارون تم اس وقت ادھر" گھڑی کی طرف دیکھتی وہ سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی چہرے پر غصہ کی لکیریں واضح تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ان کو ہارون کا اس طرح آنا اچھا نہیں لگا تھا یہ ان کے چہرے سے پڑھا جا سکتا تھا۔ عائزل خدیجہ بیگم کے رویے کو سمجھ نہیں سکی۔

عابش آرام سے سارا بکھیرا سمیٹنے لگی میسنی نہ ہو تو عائزل اور ہارون نے اسے دیکھ کر سوچا تھا۔

"مامی جان پہلے بھی تو آ جاتا ہوں میں" ہارون ہلکا سا مسکرا کر بولا مگر لہجہ سنجیدہ تھا

"پہلے کی بات اور تھی مگر اب۔۔۔"

ابھی وہ بات کر رہی تھی کہ پیچھے سے فاروق صاحب کے کھانسنے کی آواز پر انہیں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

وہ اپنے لاٹھی کے سہارے آہستہ آہستہ چل رہے تھے کندھے جھکے ہوئے تھے خدیجہ بیگم نے حیرانی سے ان کی طرف دیکھا۔

خدیجہ بیگم کے چہرے پر پریشانی دیکھ ہارون نے ان کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔

فاروق صاحب کو اسی طرف چلتا دیکھ وہ دروازے میں آ کھڑا ہوا۔

"نانا آپ اتنے" ابھی الفاظ ہارون کہ منہ میں ہی تھی جب فاروق صاحب کے ہاتھ سے لاٹھی چھوٹ کر گری

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہارون بجلی کی سے رفتار سے ان کی طرف دوڑا اور ان کے زمین سے گرنے سے پہلے اپنے مضبوط بازوؤں میں تھام لیا۔

"نانا جان" وہ اتنی زور سے چلایا کہ کمرے میں سونے کی تیاری کرتی عابش اور عائزل ایک دم بستر سے باہر نکلتی ننگے پاؤں باہر آ گئی خدیجہ بیگم گم سم سے وہیں کھڑی رہیں۔ان کے حواس جواب دے چکے تھے۔

"ناناجان کیا ہوا آنکھیں کھولیں یا اللہ "ہارون فاروق صاحب کے ساتھ زمین پر بیٹھا ان کے گال تھپتھپا رہا تھا فاروق صاحب پر غنودگی کا عالم تھا۔

عائزل بھاگ کر ان کے پاس آگئی۔

"ابو "آنکھوں میں آنسو بھرے وہ ان کے پاس بیٹھی ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے تیزی سے رگڑ رہی تھی۔

"ممانی ڈاکٹر کو بلائیں "خدیجہ بیگم کو ساکت دیکھ ہارون بولا خدیجہ بیگم تیزی سے اپنے کمرے میں گئی اور فون نکال کر نمبر ڈائل کرنے لگی۔

ہارون کے جسم سے جان نکل رہی تھی عائزل کے آنسو تواتر سے بہنے لگے تھی اور عابش وہ گم سم سی کھڑی تھی۔

ہارون نے فاروق صاحب کو اپنے بازوؤں میں اٹھایا اور عائزل کے کمرے کی طرف چل دیا فلحال سب سے قریبی کمرہ یہ ہی تھا "ڈاکٹر کال نہیں اٹھا رہا "خدیجہ بیگم حواس باختہ سی کمرے میں داخل ہوتی بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہارون فاروق صاحب کر سرہانے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے جکڑے کھڑا تھا۔عائزل فاروق صاحب کے قدموں کی طرف کھڑی اور عابش خدیجہ بیگم کے ساتھ لگی کھڑی تھی سب کے دل میں واہمے اٹھ رہے تھے "کچھ کرو ہارون ایسے کھڑے مت رہو" عائزل رندھی سی آواز کے ساتھ بولی۔

"اٹھوا بھی ہم انہیں شہر لے کر جا رہے ہیں ان کے کمرے سے ان کی رپورٹس کے کر آؤ اور ممانی آپ ماموں کو کال کر کے بتا دیں کہ ہم آرہے ہیں" ہارون فاروق صاحب کے اپنے بازوؤں میں اٹھاتا بولا اود ایک لمحے کی دیر کیے بغیر ہی باہر نکل گیا۔اس کے پیچھے عائزل دوڑتی ہوئی فاروق صاحب کے کمرے میں گئی۔سکینہ بی وہاں ہر چیز سے بے نیاز سو رہی تھی عائزل بغیر کچھ سوچے سیدھا الماری کے پاس گئی وہاں سے رپورٹس نکال کر واپس آگئی کمرے میں پھر سے خاموشی چھا گئی۔

سکینہ بی بے خبر سوتی رہیں

"ہارون میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گی" ہارون فاروق صاحب کو گاڑی میں بٹھا کر ڈرائیونگ سیٹ کی طرف جانے لگا جب عائزل فاروق صاحب کی رپورٹس گاڑی میں رکھتی ہوئی بولی۔

"جلدی بیٹھو" وہ ابھی کسی سے بھی بحث کرنے کے ارادے میں نہیں تھا "ہارون مجھے خبر دیتے رہنا" خدیجہ بیگم ہارون کو دیکھتی کہنے لگی۔

"مامی آپ صبح تک کسی کو نا بتائیے گا ہم جلدی ہسپتال پہنچنے کی کوشش کریں گے" ہارون کہہ کر بغیر انتظار کیے گاڑی سٹارٹ کرتے بھگا لے گیا۔

وہ اندھا دھند گاڑی چلا رہا تھا ایک خوف سا تھا جو اس پر چھانے لگا تھا تھوڑی دیر بعد وہ پیچھے مڑ کر دیکھتا فاروق صاحب کے جسم میں حرکت محسوس کرتا اور پھر گاڑی کی رفتار بڑھا دیتا۔

عائزل فاروق صاحب کا سر اپنی گود میں رکھے بیٹھی خاموشی سے آنسو بہا رہی تھی ہاتھ کی مٹھی بار بار کھولتی بند کرتی۔

فاروق صاحب کے ساتھ ماضی کے خوشگوار لمحے یادوں کے پردے پر چھانے لگے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک چھن جانے کا احساس اس وقت دونوں پر سوار تھا اک خوف کی تلوار لٹکنے لگی تھی۔

"ہارون ابو ٹھیک ہو جائیں گے نہ؟"نم آواز میں وہ ہارون کی طرف دیکھتی بولی۔ہارون کی آنکھیں سڑک پر جمی تھی رات ہونے کی وجہ سے ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی اور ایسے میں وہ گاڑی ہوا کی طرح اڑائے لے جا رہا تھا۔

"انشاءاللہ"بس اتنا کہا تھا اس نے۔گلے میں ایک پھندا سا بننے لگا تھا الفاظ حلق میں ہی دم توڑنے لگے تھے۔

وہ ایک گھنٹے کا راستہ پندرہ منٹ میں طے کر تا راولپنڈی میں پہنچ چکا تھا۔

"عائزل ماموں کو کال کرو اور اس ہسپتال کا ایڈریس بھیج دو"اپنا موبائل عائزل کو تھماتے وہ اب ہسپتال میں داخل ہوتے کہہ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

راہداری میں ایمرجنسی کی آوازیں بلند ہونے لگی تھی۔فاروق صاحب غنودگی کے عالم میں آنکھیں کبھی کھولتے کبھی بند کرتے ڈاکٹرز کی ایک ٹیم ان کے پاس پہنچ چکی تھی۔عائزل وہیں راہداری میں ہارون کا موبائل پکڑے کھڑی حماد صاحب کو لوکیشن سینڈ کرنے لگی تبھی حماد صاحب کی کال آگئی جلدی سے کال ریسیو کی۔

"کیا ہوا بابا کو ہارون ؟" حماد صاحب کی تفکر بھری آواز ابھری۔

" بابا بو بس فرش پر گر گئے تھے ان کے ان کے۔۔۔" عائزل کانپتی آواز کے ساتھ بولنے کی کوشش کرنے لگی مگر آنسوؤں نے آواز کا راستہ روک لیا تھا۔

تبھی ہارون اس کی طرف چلتا ہوا آیا اس کی حالت دیکھتا موبائل اس کے ہاتھ سے لے کر حماد صاحب کو صورتحال سے آگاہ کرنے لگا۔

عائزل وہیں ایک بینچ پر بیٹھ گئی فرش کو دیکھتی وہ ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی سختی سے ہاتھوں کو بھینچا ہوا تھا۔

ہارون حماد صاحب سے بات کر کے قدم قدم چلتا اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

"ڈاکٹر زایمر جنسی میں لے گئے ہیں ٹیسٹ کریں گے کہ مسئلہ کیا ہوا ہے" ہارون بینچ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اس کی نظریں اپنے اپنے گود میں رکھے ہاتھوں پر تھی۔

"میں ان کو کھو نہیں سکتی ہارون۔ میری زندگی کا بہت اہم حصہ ہیں وہ" لہجے میں عجیب سے بے بسی در آئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہارون کی بھوری آنکھیں اس وقت ضبط کی شدت سے سرخ ہو چکی تھی آنکھوں میں ہلکی سی نمی تھی۔

ہارون نے آہستہ سے اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے دونوں ہاتھوں میں قید کر لیا اس کے ہاتھ یخ ٹھنڈے تھے۔ہارون کے گرم ہاتھوں میں آکر ایک سکون سا ملا تھا اس کے ہاتھوں کو۔

"ڈاکٹرز ان کے پاس ہی ہیں سب ٹھیک ہو جائے گا ان کو کچھ نہیں ہو گا" عائزل سے زیادہ وہ خود کو ان الفاظ کا یقین دلا رہا تھا۔

عائزل نے آنسو بھری آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا ہارون نے نظریں نہیں ملائی تھی وہ پھر سے فرش کو دیکھنے لگی ایک ہاتھ ابھی بھی ہارون کے ہاتھوں میں قید تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ دیر بعد ایک ڈاکٹر نرس کے ساتھ چلتا ہارون کی طرف بڑھا ہارون جلدی سے کھڑا ہو گیا اس کے ساتھ ہی عائزل بھی کھڑی ہو گئی۔

"آپ کے پیشنٹ کو برین سٹیم سٹروک ہوا ہے ستر فیصد چانسز ہیں کہ وہ کومہ میں چلے جائیں گے۔مگر ہم کوشش کریں گے کہ ان کو ہوش میں رکھیں ان کا ہوش میں رہنا ضروری ہے"

عام سے لہجہ میں کہتا ڈاکٹر بہت سکون سے ان دونوں کے سر پر دھماکہ کر رہا تھا۔ہارون کے ہاتھ میں پکڑے عائزل کے ہاتھ پر گرفت کچھ ڈھیلی ہوئی۔

ڈاکٹر نرس کے ہاتھ سے ایک کاغذ لیتا ہارون کو تھماتا بولا۔

"یہ میڈیسن جلد ارینج کریں اللہ کی رضا سے وہ جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔وئی آر ٹرائینگ آور بیسٹ "کہہ کر ڈاکٹر جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا۔

"ہارون "بھیگی آواز میں عائزل نے پلیکیں اٹھا کر اسے دیکھا اس کی آنکھوں میں ایک خوف تھا وہ صاف دیکھ سکتی تھی۔

"سب ٹھیک ہو گا انشاءاللہ "اس کے ہاتھ کو تھپتھپاتا وہ کاغذ لیے باہر کو چلا گیا عائزل نے یاس سے اس کی پشت کو دیکھا "اللہ تمہاری امید قائم رکھے "واپس اسی سنگی بینچ پر بیٹھ گئی۔

صبح کے چھ بج گئے تھے مگر ابھی تک ان کی طبیعت میں سنبھال نہیں آیا تھا وہ ہوش اور بے ہوشی کے کیفیت کے درمیان جھول رہے تھے۔

"ہارون اب کیسی طبیعت ہے "حماد صاحب نے راہداری میں چلتے ہوئے پوچھا انہوں نے قریب پہنچنے کا انتظار بھی نہیں کیا تھا غالباً وہ ابھی پہنچے تھے۔

"کوئی بہتری نہیں آئی ماموں ابھی تک" ہارون کھڑا ہوتا ہوا بولا ایک رات میں ہی وہ مرجھا گیا تھا۔اس کی سنہری آنکھوں کی چمک ایک رات میں ہی تاریک پڑ گئی تھی حماد صاحب سنتے ہی آئی سی یو کی جانب چلے گئے۔

حماد صاحب کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا سفید قمیض شلوار مین ملبوس سرمئی آنکھوں پر چشمہ لگائے وہ ہارون کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

"شاہد ماموں آپ بھی آ گئے" ہارون اس آدمی سے مخاطب ہوتا آگے بڑھ کر مصافحہ کیا۔

"ہاں حماد نے جب بتایا ہم دونوں اسی وقت نکل آئے تھے اور حماد کی کی پریشانی میں حالت بھی نہیں تھی کہ وہ ڈرائیو کرے اس لیے مجھے اس کے ساتھ آنا مناسب لگا۔تم کیسے ہو" ہارون کی طرف بغور دیکھتے شاہد نے پوچھا۔

"ٹھیک بس" ہارون سر جھکا کر بولا اس کی سرخ آنکھیں بتا رہی تھی کہ وہ رات بھر سے سویا نہیں تھا۔

"تم تھوڑی دیر آرام کر لو اب ہم آ گئے ہیں" شاہد اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہلکا سا زور دیتے بولے ایک قسم کا سہارا، حوصلہ تھا۔

Clubb of Quality Content

"عائزل بھی آئی تھے تمہارے ساتھ ؟"شاہد ادھر ادھر دیکھتے عائزل کی غیر موجودگی محسوس کرتے بولے۔

"وہ نماز پڑھنے گئی تھی ابھی تک آئی نہیں۔۔میں جا کر دیکھتا ہوں"ہارون خود اس کو نا پا کر چونکا وہ اتنی دیر سے اپنی سوچوں میں کھویا ہوا تھا کہ اسے احساس ہی نہیں ہوا کہ عائزل ابھی تک واپس نہیں آئی۔

"ہاں دیکھ آؤ اس کو"شاہد اثبات میں سر ہلا کر حماد صاحب کے پیچھے آئی سی یو کی جانب چلے گئے۔اور حماد کے قدم ہسپتال کے اندر بنی چھوٹی سے مسجد کی طرف اٹھ گئے۔

مسجد کا دروازہ دھکیل کر جب اندر داخل ہوا تھا امید کی مطابق وہ وہیں گھٹنوں پر سر رکھے آنکھیں بند کیے ہوئے بیٹھی تھی۔

ہارون خاموشی سے چلتا اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا نماز کا وقت ختم ہو گیا تھا۔اس لے وہاں اب کوئی نہیں تھا سوائے عائزل کے۔

"عائزل"نرمی سے اسکو پکارا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم کب آئے" آنکھیں کھولتی وہ بولی اس کی آنکھیں سوج گئی تھی ہلکا ہلکا گلابی پن ان سیاہ آنکھیں کی اداسی کی چغلی کر رہا تھا۔

"ابھی آیا ہوں ماموں آ گئے ہیں ساتھ میں شاہد ماموں بھی ہیں"

"جلن ہو رہی ہے کیا؟" اس کی سوجھی ہوئی آنکھون کی طرف اشارہ کرتے بولا۔

عائزل نے دونوں ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھ کر کچھ دیر آنکھیں بند کی ہاتھوں کی ٹھنڈک آنکھوں کی گرمائش کا اثر زائل کرنے لگی۔

"ہاں بہت ہو رہی تھے مگر اب تھوڑا سکون ہے" ہاتھ ہنوز آنکھوں پر تھے۔

"نانا کے لیے دعا کی؟" اس وقت یہ انتہائی فضول سوال تھا۔ جواب ہارون پہلے ہی جانتا تھا مگر وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا رات سے وہ دونوں گم سم سے ہی بیٹھے تھے۔

"اس وقت میں ان کے علاوہ اور کسی کے لئے دعا نہیں کر رہی" عائزل نے آنکھوں سے ہاتھ ہٹا دیے

"تمہیں پتہ مجھے دعا مانگنا انہوں نے سکھائی تھی" عائزل جانے کے لیے اٹھنے لگی جب ہارون کی بات پر وہ پھر سے بیٹھ گئی خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔

"میں دعا نہیں مانگا کرتا تھا پھر ایک دن نانا نے مجھے اپنے پاس بٹھایا اور بولے کے دعا کیوں نہیں مانگتے۔ میں نے کہا میرا دل نہیں کرتا دعا مانگنے کو تو وہ آگے سے بولے کہ برخوردار دعا نہ مانگنا تکبر کی نشانی ہے کیا اتنے بڑے ہو گئے ہو کہ تمہیں اللہ سے مانگنے کی ضرورت نہیں رہی" فاروق صاحب کی انداز میں کہتا وہ آخر پر ہلکا سا ہنس دیا عائزل بھی اس کی ساتھ ہلکا سا مسکرا دی۔

"میں نے آگے سے کہا نہیں نانا میرا مطلب تھا کہ سب کچھ تو ہے میرے پاس اب میں کیا مانگوں اللہ سے تو نانا میری بات پر ہلکا سا ہنس دیے۔ بولے پتر دنیا کا سب کچھ ہے تو اس سے آخرت کے لیے کچھ مانگا کر اگر وہ بھی نہیں مانگنا تو اس سے معافی مانگا کر مگر اس سے مانگا ضرور کر اس سے بڑا اچھا لگتا ہے جب اس کے بندے اس سے مانگتے ہیں"

مسجد کے قالین پر انگلی سے مختلف نقش بناتا وہ بول رہا تھا جیسے وہ ابھی ننھے سے ہارون اور فاروق صاحب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو۔ عائزل نرم سے مسکراہٹ کے ساتھ اسے سن رہی تھی۔ یہ پہلی بار تھا جب ہارون اسے اس طرح اپنے دل کی بات بتا رہا تھا۔

"اس دن کے بعد سے میں نے دعا مانگنی شروع کی اور میں ہمیشہ سب سے پہلی دعا ان کے لیے مانگتا ہوں۔ پچھلے دس سالوں سے میری دعا کا آغاز اللہ کے نام کے بعد ان سے ہوتا ہے مجھے یقین ہے اللہ میری بارہ سال کی دعاؤں کا پھل مجھے دے گا وہ رد نہیں جائیں گی" ہارون عائزل کی آنکھوں میں دیکھتا بولا تبھی مسجد کا دروازہ کھلا اور شاہد اندر داخل ہوئے۔

"ہارون، عائزل! فاروق صاحب کی طبیعت میں بہتری آرہی ہے ڈاکٹر کہہ رہے ہیں کہ اگر وہ چار گھنٹے مکمل ہوش میں رہے تو آپ ان کو لے جا سکتے ہیں آجاؤ تم دونوں بھی" ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بتا رہے تھے۔

ہارون نے عائزل کی طرف دیکھ کر ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو "بولا تھا نا"

وہ دونوں مسکرا کر شاہد صاحب کی طرف چل دیے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

فاروق صاحب کو گھر لے کر آ چکے تھے سکینہ بی ان کے پاس سے ہلنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ شمیم بھی تب سے ادھر ہی موجود تھی جب سے اسے اس خبر کا پتہ چلا تھا۔

شہر بانو کچھ دیر پہلے ہی عنایہ اور شہیر کے ساتھ پہنچی تھی۔

اپنے باپ کو آج اس طرح دیکھ کر اس کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

اس نے جب سے ہوش سمبھالی تھی فاروق صاحب کو کبھی کسی کا سہارا لیتے نہیں دیکھا تھا وہ ایک باوقار آدمی تھی اور آج انہیں پانی پلانے کے لیے بھی کسی کی ضرورت تھی شہر بانو کا دل کٹ رہا تھا۔

فاروق صاحب کے آرام کی غرض سے کمرے میں زیادہ رش نہیں تھا۔

فاروق صاحب کچھ دیر جاگتے پھر دوائیوں کے زیر اثر سو جاتے۔

کچھ دیر بعد حماد اور ہارون کمرے میں داخل ہوئے فاروق صاحب پلنگ کی پشت سے ٹیک لگائے ٹانگیں دراز کیے بیٹھے تھے۔

شہر بانو ایک طرف بیٹھی ان کو پرہیزی کھانا کھلا رہی تھی۔ ان کے چہرے پر واضح نقاہت تھی۔ وہ بمشکل کھانا حلق سے اتار رہے تھے ہارون کو دیکھتے وہ ذرا سا مسکرائے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حماد صاحب چلتے چلتے ان کے قدموں میں بیٹھ گیے۔ہارون ایک کرسی کھینچ کر فاروق صاحب کے پاس بیٹھ کر ان کی رپورٹس دیکھنے لگا۔شہر بانو دلیہ کا چمچ بھر کر فاروق صاحب کو کھلانے لگی کہ انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا۔

"حماد مجھے بات کرنی ہے تم سے" فاروق صاحب ہلکی سے آواز میں بولے آواز میں واضح تکلیف تھی۔

"جی بابا بولیں" حماد صاحب تھوڑا آگے ہو کر بیٹھ گئے تاکہ انہیں بولنے میں تکلیف نہ ہو ہارون کی سماعت اب ان کی طرف بھی ہو گئی تھی۔

"میں چاہتا ہوں کہ ہارون اور عائزل کا نکاح کو جائے"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہارون نے حیرانی سے سر اوپر اٹھایا۔پہلے فاروق صاحب کو دیکھا پھر ساتھ بیٹھی شہر بانو کو وہ بھی اس کی طرح ہی حیران تھی۔حماد صاحب نا سمجھی سے فاروق صاحب کو دیکھنے لگے۔

"بابا ایسے حالات میں ہم بھلا کیسے!" حماد صاحب کی بات کو ٹوکتے فاروق صاحب بولے۔

"دیکھو حماد مجھے ہارون بہت عزیز ہے اور عائزل کے لیے میری محبت تم جانتے ہو" وہ اٹک اٹک کر بول رہے تھے۔شاید انہیں تکلیف ہو رہی تھی۔

"میں نے یہ رشتہ بہت دل سے کیا تھا اس واقعے کے بعد کیا پتہ میں دوسرا جھٹکا برداشت کر پاؤں یا نہ "ان کی آواز میں نمی گھلی تھی۔وہاں بیٹھے سب نفوس نے ایک دوسرے سے نظریں چرائی تھیں۔فاروق صاحب کو اس قدر کمزور کوئی بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا"میری خواہش ہے یا آخری خواہش سمجھ لو کہ میں چاہتا ہوں کہ ان کا نکاح کر دو"فاروق صاحب نے بات ختم کر کے ایک لمبی سانس بھری۔

"ابو اللہ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ سلامت رکھے آپ جیسا چاہیں گے ویسا ہی ہو گا"

حماد صاحب نے نم آواز میں کہا تو فاروق صاحب ہلکا سا مسکرا دیے "اللہ تمہیں آباد رکھے میرے بچے "ہارون خاموشی سے سر جھکائے بیٹھا رہا۔شہر بانو کھانے کے برتن اٹھائے باہر لے جانے لگی فاروق صاحب نے آنکھیں بند کر لی تو حماد بھی اٹھ کر چلے گیے۔

"یہ میری زندگی کے فیصلے اتنی ایمر جنسی میں کیوں ہوتے ہیں"ہارون شکوہ کناہ نظروں سے دیکھتا بولا

"کیونکہ شاید اللہ کو ایسے منظور ہو"فاروق صاحب بند آنکھوں کے ساتھ ہی بولے۔

"یہ جو آپ نے انہیں ایموشنل کیا ہے نہ آخری خواہش کہہ کر قسم لے لیں ڈاکٹر مجھے کہہ رہے تھے کہ تمہارا نانا بہت ہمت طاقت والا ہے ورنہ لوگ اس سٹروک کا ایک جھٹکا بھی برداشت نہ کریں" ہارون خفگی سے منھ پھلائے بولا۔

"اندر سے تو تمہارے لڈو پھوٹ رہے ہوں گے برخوردار" فاروق صاحب آنکھیں کھول کر ہلکا سا مسکرا کر شرارت سے بولے مگران کی آواز میں نقاہت تھی۔

"فاروق صاحب آپ اس طرح لیٹے ہوں اور میں نکاح کرلوں تو ذرا بھر بھی خوش نہیں ہو سکتا آپ پہلے ٹھیک ہو جاہیں پھر جیسا آپ چاہیں گے ویسا ہی ہو گا" ہارون منت بھرے انداز میں بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے سونا ہے ہارون" فاروق صاحب آنکھیں بند کرتے ہوئے بولے تو ہارون ہار مان جانے والے انداز میں اٹھ کر چلا گیا۔ وہ اپنے سے تین گنا بڑے دوست کو منا نہیں سکتا تھا۔

اگلے دن سب لوگ نکاح کیا تیاریوں میں مصروف تھے فاروق صاحب کی چہرے پر الگ ہی سکوت تھا گھر میں افرا تفری کا عالم تھا۔

عنایہ عائزل کے ساتھ بیٹھی اس کے نکاح کا جوڑا دیکھ رہے تھے۔

گہرا سرخ رنگ اس پر سنہری کڑھائی۔عابش اور معیز پیچھے بیٹھے اپنے کل ہونے والے امتحان کی تیاری کر رہے تھے۔تیاری بس دکھاوے کی تھی وہ دونوں تو بس عنایہ عائزل کے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔

"یہ ایک بات بتاؤ" عابش ان دونوں کی طرف دیکھتی بولی۔

"تم دونوں کو یہ نکاح کرنا تب یاد آتا ہے جب ہمارا کوئی نا کوئی امتحان ہوتا ہے۔عنایہ آپی کا نکاح میں کیا ہوا تھا کہ جب ہم سکول سے گھر آئے تو پتہ چلا جی شام کو عنایہ کا نکاح ہے۔اور اب عائزل کو دیکھ لو" وہ منھ پھلائے بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اس میں اب ہمارا کیا قصور" وہ دونوں ایک ساتھ بولی پھر خود ہی حیران ہوتی ہنس دی۔

عابش نے آنکھیں گھمائی ایک تو یہ دونوں چھوٹی چھوٹی بات پر ہنس دیتی تھیں۔

معیز ان کی باتیں غور سے سنتا تھا کسی بات پر ہنستی تو ان ساتھ ہنستا جب کسی بات پر غور کرتی تو برابر میں سنجیدگی سے سوچتا وہ بولتا کم تھا لیکن عابش کے ساتھ اس کی نوک جھونک چلتی رہتی تھی۔

"ایک تو اس لڑکی نے آنکھیں گھمانا پتہ نہیں کہاں سے سیکھا ہے کہیں آنکھیں گھما گھما کر اس کی آنکھیں ہی نہ چڑھ جائیں"

عنایہ عابش کے انداز پر قہقہہ لگا کر بولی۔

"آپی آپ دیکھیں تو سہی اس کی آنکھیں پہلے ہی چڑھی ہوئی ہیں اور کیا چڑھیں گی "معیز اتنی سنجید گی سے بولا کہ عائزل اس کے انداز پر ہنسی سے دہری ہو گئی۔

"آہ کبھی میرے حق میں نہ بولنا" عابش چڑ کر بولی۔

"پہلے حق پر آؤ پھر تمہارے حق کی بات کریں گے "معیز ترکی بہ ترکی بولا۔

عنایہ اور عائزل کے ایک ساتھ منہ کھل گئے معیز سے اس قسم کے جواب کی امید نہیں تھی تب ان کے ردعمل ایک جیسے تھے۔ان کی سوچ ایک جیسی تھی۔

"اللہ اللہ کیسے زبان چلتی ہے اس کی "عابش اس کی لمبی زبان پر مچلی تھی۔

عنایہ اور عائزل کی پھر سے ہنسی چھوٹ گئی پھر وہی ایک سا ردعمل۔

"جتنا آپ ہنستی ہیں ہارون بھائی کیسے برداشت کریں گے آپ کو"

Clubb of Quality Content

"نہیں وہ مجھے سے نہیں اکتا سکتا"

"""اتنا یقین ہے آپکو؟"عابش کمر پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں چھوٹی کیے بولی

"ہاں یقین ہے"

وہ ایک زعم سے بولی تھی۔عنایہ نے ہلکی سے مسکراہٹ کے ساتھ اس کو دیکھا۔

"اگر کبھی اس نے یقین توڑ دیا تو"عابش کو نجانے کونسی کھجلی ہو رہی تھی۔

"اس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں"معیز اٹھ کر باہر کی طرف جاتا ایک ادا سے بولتا بھاگ گیا

پیچھے وہ تینوں اس کی اس حرکت پر قہقہہ لگا کر ہنسنے لگی۔

آج خوشی ان کے اندر تھی ان کے باہر تھی اور ان تینوں کا یہ کمرہ ان کی خوشی کا شاہد تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آج ہارون اور عائزل کا نکاح تھا عائزل عجیب سی کیفیت سے دوچار تھی وہ خوش تھی، بہت خوش تھی وہ خدیجہ بیگم کو ڈھونڈتی ہر کمرے میں دیکھ رہی تھی۔ جب اچانک خیال آنے پر وہ فاروق صاحب کی لائبریری میں جانے لگی تبھی خدیجہ بیگم لائبریری سے باہر آتی نظر آئیں۔

"امی آپ یہاں کیا کر رہی تھیں میں کب سے آپ کو ڈھونڈ رہی تھی" عائزل خدیجہ بیگم کے تاثرات نظر انداز کرتی بولتی گئی۔

"آپکو پتہ وہ نکاح والا جوڑا، مجھے تنگ ہے میں اتنے تنگ کپڑے نہیں پہنتی" خدیجہ بیگم نے اس سے نظریں نہیں ملائی شاید وہ ماؤں والے احساس میں تھی آج ان کی دوسری بیٹی بھی بیاہی جا رہی تھی یہ خوشی کی بات تھی۔ مگر ماؤں کے لیے آسان تھوڑی ہوتا ہے اپنے جسم کا حصہ پروان چڑھا کر اوروں کو دے دینا۔

انسان اپنی زندگی کا سب سے بڑا جوا شادی کر کے کھیلتا ہے۔ اور خدیجہ بیگم یہ جوا جیت کر بھی ہاری تھی۔ مگر وہ اپنی بیٹیوں کو اپنی طرح روتے نہیں دیکھا چاہتی تھی، کوئی ماں نہیں چاہتی۔

"تم جاؤ کمرے میں، میں دیکھتی ہوں کیا مسئلہ ہے" خدیجہ بیگم اپنے کمرے کی طرف جاتی بولی۔

Clubb of Quality Content

عائزل مسکرا کر اپنے کمرے کی طرف جانے لگی جب ہارون کو لائبریری سے نکلتا دیکھا اس کی آنکھوں کی چمک آج مفقود تھی ہمیشہ مسکراتے رہنے والا چہرہ آج کچھ اور ہی داستان بیان کر رہا تھا مگر عائزل اس کی آنکھوں میں دیکھنے سے قاصر تھی۔

"تم، تم یہاں کیا کر رہے تھے اور آج ہمارا نکاح ہے تمہیں پتہ ہونا چاہیے کہ تم اس طرح نہیں آسکتے" عائزل کمر پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں چھوٹی کیے بولی۔ ہنسی اس کے لبوں سے جدا نہیں ہو رہی تھی۔

"ہاں سہی کہہ رہی ہو کاش کہ میں آج نہ آتا" ہارون عجیب سے انداز میں بولتا وہاں سے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عائزل نے ناسمجھی سے اس کو دیکھا "اس کو کیا ہوا اس بندے کا بھی کچھ پتہ نہیں چلتا، ہنہ" کندھے اچکا کر وہ واپس کمرے کی جانب بڑھ گئی وہ اتنی خوش تھی کہ ہارون کے چہرے پر چھایا غم دیکھ ہی نہیں سکی۔

وہ تیار ہوئی اپنے سرخ جوڑے میں ملبوس ہلکا سا میک اپ کیے بہت پیاری لگ رہی تھی اوپر سے اس کی حیا بھری مسکراہٹ اسے مزید پرکشش بنا رہی تھی۔

تبھی عنایہ اڑی ہوئی رنگت کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی اس کا سانس پھولا ہوا تھا جیسے وہ بھاگ کر آئی تھی۔

"کیسی لگ رہی ہوں میں ؟" چہک کر اپنا رخ عنایہ کی طرف کرتی بول رہی تھی جب عنایہ کے چہرے پر غیر معمولی تاثرات دیکھ کر دل دھڑکا۔ کچھ انہونی کا احساس ہوا۔ مگر وہ سر جھٹک کر عنایہ کے پاس آکر بولی

"کیا ہوا؟ آپ ایسے کیوں کھڑی ہیں" فکرمندی سے آگے ہو کر پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ عائزل ہارون نے، ہارون نے نکاح" عنایہ رندھی رندھی آواز میں بول رہی تھی جب آواز اس کے حلق میں آکر اٹک گئی۔

"کیا ہوا آپی کیا کیا ہارون نے" عائزل کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی عنایہ کو دونوں کندھوں سے تھامتی وہ اس کو کم اور خود کا سہارا زیادہ دے رہی تھی۔

"ہارون نے نکاح سے انکار کر دیا ہے۔عائزل۔" عنایہ نے نظریں چرا کر کہا جیسے وہ اس وقت عائزل کی مجرم ہو۔عائزل کو اپنی سماعتوں پر یقین نہیں ہوا تھا اس کے نے بے دم سے ہو کر عنایہ کے کندھوں سے ہاتھ ہٹائے تھے بے یقینی کی عالم میں انکار کرتی وہ ایک ایک قدم پیچھے ہٹانے لگی۔

"ہارون ایسا نہیں کر سکتا" اس نے خود کو کہتے سنا۔

"وہ ابو کے کمرے میں پھپھو شمیم آئی تھی بابا بھی تب وہیں تھے پھپھو نے کہا کہ ہارون نے نکاح سے انکار کر دیا" عنایہ بہتے آنسوؤں کے درمیان بول رہی تھی مگر عائزل اس وقت کچھ نہیں سن رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ ایسا نہیں کر سکتا" اس نے پھر خود سے سرگوشی کی تھی۔

"عائزل خود کو سنبھالو"

"وہ ایسا نہیں کر سکتا" عائزل عنایہ کی بات کاٹتی پوری قوت سے چلائی تھی کاجل بھری آنکھوں میں اب آنسو بھرنے لگے تھے اس نے سختی سے مٹھیاں بھینچیں۔

تبھی کمرے میں خدیجہ بیگم داخل ہوئی۔

"عائزل میری جان" وہ عائزل کے قریب آتی بولی مگر عائزل نظرانداز کرتی باہر کی جانب بھاگی۔

"عائزل" پیچھے سے خدیجہ بیگم اس کا نام پکارتی رہ گئی مگر وہ فاروق منزل کی بیرونی دروازے کی طرف بھاگ رہی تھی۔

"عنایہ اس کے پیچھے جاؤ" جلدی سے اس کی پیچھے بھیجا اور خود فاروق صاحب کے کمرے میں چلی گئی جہاں اس وقت سب بڑے موجود تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عائزل دلہن بنی بھاگتی ہوئی ہارون کے گھر کی طرف جارہی تھی عنایہ پیچھے سے آوازیں دیتی اس کو بلارہی تھی مگر وہ سن نہیں رہی تھی۔

راستے میں بہت سے لوگوں نے اسے روتے ہوئے بھاگتے دیکھا اور پیچھے عنایہ کو جو اس کو آوازیں دے رہی تھی۔ سب لوگ حیران تھے اسے دیکھ رہے تھے مگر وہ سب سے انجان بھاگ رہی تھی۔

اسے بس ہارون سے خود پوچھنا تھا اسے یقین تھا کہ ہارون اس کے ساتھ ایسا نہیں کرے گا وہ کسی کے کہنے پر یقین نہیں کر سکتی تھی جب تک ہارون اسے نہ کہہ دیتا۔

وہ بھاگتی ہوئی ہارون کے گھر میں آئی سامنے امتیاز احمد موبائل کان سے لگائے کھڑا تھا عائزل کو اس طرح اپنے سامنے دیکھ کر وہ حیران ہوا تھا ماتھے پر سلوٹیں آ گئیں۔

"کیا ہوا؟" حیرانی سے پوچھا عائزل کو سر سے پیر تک دیکھا وہ وہاں ننگے پاؤں کھڑی تھی امتیاز احمد نے کوفت سے سر اٹھایا۔

پیچھے ہی اس کے عنایہ گھر میں داخل ہوئی۔

"عائزل چلو واپس"۔ وہ عائزل کا ہاتھ تھامتی اسے واپس چلنے کا کہہ رہی تھی عائزل نے زور سے اپنا ہاتھ چھڑوایا امتیاز احمد کے ماتھے پر بلوں کا اضافہ ہو رہا تھا۔

"ہارون کہاں ہے؟" عائزل نے لرزتے لہجے میں پوچھا۔

"اپنے کمرے میں ہیں مگر ہوا کیا ہے" امتیاز احمد کو ابھی تک کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

عائزل سنتی ہی کمرے کی طرف چل دی عنایہ پیچھے جانے لگی تو امتیاز احمد نے زرا سختی سے پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اب تم مجھے بتاؤ گی کہ ہو کیا رہا ہے یہ؟"عنایہ تھوڑی سہم گئی تھی تبھی رک کر سب بتانے لگی۔

"ہارون"عائزل کمرے کا دروازہ کھولتی بولی سامنے ہارون ایک بیگ میں اپنے کپڑے بھر رہا تھا۔

آواز پر مڑ کر دیکھا وہ دلہن بنی آنکھوں میں آنسو لیے اس کے سامنے کھڑی تھی۔

اسے عائزل کے پاس جانا چاہیے تھا مگر وہ دلہن بنی اس کے پاس آئی تھی وہ بت بنا اسے دیکھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم نے نکاح سے انکار نہیں کیا نہ؟؟ یہ سب۔۔۔یہ سب جھوٹ بول رہے ہیں نا ہارون ۔۔۔تم ایک بار کہہ دو۔۔۔کہ یہ سب جھوٹ ہے"وہ ہچکیوں کی درمیان بولتی بہت ضبط سے کھڑی تھی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا مگر وہ ہمت کیے ہارون سے پوچھ رہی تھی۔

ہارون ساکت نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا

"ہارون بولتے کیوں نہیں ہو کچھ "ہارون کی خاموشی پر وہ دو قدم مزید چلتی اس کے سامنے آئی تھی ہارون اسے بغیر پلک جھپکائے دیکھ رہا تھا

"ہارون خدارا بولو کچھ مجھے سانس نہیں آ رہی" وہ لمبی سانس لیتی کہہ رہی تھی جیسے واقعی اسے سانس لینے میں تکلیف ہو رہی تھی

"ہاں میں نے منع کیا ہے۔مجھے تم سے ابھی نکاح نہیں کرنا تھا" وہ اس کے پیروں کو دیکھتا بولا اور اس نے تب دیکھا کہ وہ ننگے پاؤں کھڑی تھی اس کے پیروں میں جوتا نہیں تھا ہارون نے بے بسی سے لب کاٹے۔عائزل کے اندر کچھ زور سے ٹوٹا تھا بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی. بہتے آنسو تھم گئے تھے دنیا ساری رک گئی تھی. کچھ سنائی دے رہا تھا تو بس ہارون کا اقرار اس نے آگے کچھ کہا تھا مگر اس نے سنا ہی نہیں۔

Clubb of Quality Content

"تم ،جاؤں یہاں سے پلیز" وہ بڑے آرام سے اس سے نظریں پھیر کر کہہ رہا تھا۔

عائزل ہارون کو دیکھتی ایک ایک قدم پیچھے لینے لگی۔

آج اس کا یقین ٹوٹا تھا آج ہارون نے اس کا یقین توڑا تھا۔

ہارون کی نظریں اس کے قدموں کی جانب تھی۔ان پر دھول لگی تھی۔

وہ مڑی اور اس کے کمرے سے باہر جانے لگی جب اچانک اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا. ہلکا سا لڑ کھڑا گئی۔ہارون تیزی سے چلتا اس تک پہنچا مگر وہ پہلے ہی زمین پر بے دم ہو کر گر چکی تھی۔

"عائزل" وہ اس کا سر دونوں ہاتھوں میں بلند کرتا چلایا۔اس کے چہرا سفید پڑ چکا تھا اور ہارون کا چہرا تاریک۔

"کیا ہوا" عنایہ ہواس باختہ سی کمرے میں داخل ہوئی۔

پیچھے ہی امتیاز احمد بھی داخل ہوا اندر کا منظر دیکھ کر وہ ضبط کرتے ڈرائیور کو کال ملانے لگے۔

"دور رہو میری بہن سے تم" عنایہ عائزل کے بے ہوش وجود کو تھامتی ہارون پر حلق کے بل چلائی تھی مگر ہارون بغیر اثر لیے اسے اٹھاتا باہر کی طرف لے جانے لگا۔

امتیاز احمد کا ڈرائیور گاڑی گیٹ پر لگا چکا تھا وہ سیدھا اس گاڑی میں بیٹھ گیا عام حالات ہوتے تو وہ کبھی امتیاز کی گاڑی میں نہ بیٹھتا مگر مسئلہ ہی یہ تھا کہ حالات عام نہیں تھے۔

عنایہ پریشانی سے پیچھے چلی آ رہی تھی جب امتیاز احمد نے اسے روکا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اپنے گھر جا کر سب کو بتاؤ میں ہارون کے ساتھ اسے ہسپتال لے کے جا رہا ہوں" امتیاز احمد جلدی جلدی کہتے گاڑی میں بیٹھ گئے اور گاڑی سٹارٹ ہوتے ہی تیزی سے بھاگ گئی۔

عنایہ اس طرح عائزل کو اکیلا چھوڑ کر جانا نہیں چاہتی تھی مگر اس کے پاس اور کوئی راستہ بھی نہیں تھا وہ تیزی سے فاروق منزل کی طرف واپس گئی۔

"عائزل آنکھیں کھولو" ہارون عائزل کا سر اپنی گود میں رکھے اس کے گال تھپتھپاتے ہوئے بولا۔

"ایسا کوئی کام ہی نہیں کرنا تھا کہ یہ نوبت آتی" امتیاز احمد سنجیدہ لہجے میں بولے ان کے لہجے میں کوئی ٹونٹ یا طنز نہیں تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"گاڑی تیز چلاؤ جلدی" امتیاز احمد کو نظر انداز کرتا وہ ڈرئیور پر چلایا۔

ساتھ ہی اس کا موبائل بجنے لگا۔

اس نے نکال کر دیکھا تھا تو اوپر "حماد ماموں" لکھا جگمگا رہا تھا۔

اس نے خاموشی سے موبائل امتیاز احمد کو پکڑا دیا۔

امتیاز احمد ایک لمبی سانس بھر کر کال موصول کی اور ساری بات بتانے لگے۔

ہارون نے پھر سے عائزل کی طرف دیکھا۔

وہ مٹے مٹے میک اپ کے ساتھ عروسی جوڑا پہنے بے ہوش حالت میں تھی۔

اس نے کب سوچا تھا اس سب کا۔

یہی مسئلہ تھا کہ اس نے سوچا ہی نہیں تھا اس سب کا۔

●●●●●●●●●●

اس نے آنکھیں کھولیں تو خود کو لیٹے پایا۔کانوں میں ہلکی ہلکی آوازیں بھنبھناہٹ کی صورت پڑنے لگی۔ لیکن وہ ان آوازوں کا کوئی مفہوم سمجھ نہیں پائی تھی۔اس نے آہستہ سے گردن گھما کر دیکھا۔دروازے کے اندر شیشے سے وہ باہر کھڑے دو لوگ دیکھ سکتی تھی۔

اس نے یاد کرنی کی کوشش کی وہ یہاں کیوں تھی۔اس نے اپنے ہاتھوں کے سہارے اٹھنے کی کوشش کی کمرے میں ہلکا سا شور ہوا اس نے اپنے ہاتھوں کی جانب دیکھا وہ چوڑیوں سے بھرا ہوا تھا اس نے خود کی حالت کی طرف دیکھا وہ عروسی جوڑے میں ملبوس تھی۔

"ہاں میں نے منع کیا ہے" اس کی یاداشت نے کام کرنا شروع کیا تھا اور یہ وہ پہلا جملہ تھا جو اسے سنائی دیا۔ایک آنسو ٹوٹ کر اس کے دائیں گال پر پھسلا۔

"تم ایسا کیسے کر سکتے ہو ہارون" وہ اتنی بلند آواز میں چیخی کہ باہر کھڑے دونوں آدمی فوراً اندر داخل ہوئے۔وہ ہزیانی انداز میں روتی ہوئی اپنی چوڑیاں نوچنے والی انداز میں اتار کر پھینک رہی تھی۔

ایک دو چوڑیاں اس کی کلائیوں میں ہی ٹوٹ کر اس کی جلد میں لگ چکی تھی مگر وہ پاگل پن کی سے کیفیت میں انہیں نوچ کر اتار رہی تھی۔

نولز کلب
Clubb of Quality Content

امتیاز احمد نے ایک ملامتی نظر سے ہارون کو دیکھا اور باہر چلے گیے۔ہارون بوجھل قدموں سے چلتا اس کے پاس آیا اور اس کے دونوں ہاتھ پکڑنے چاہے۔

عائزل اس کے ہاتھ جھٹک کر پیچھے ہٹی "ہاتھ مت لگانا مجھے تم" سرخ آنکھوں کے ساتھ وہ حلق کے بل چلائی تھی ہارون نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

"عائزل بات سمجھنے کی کوشش کرو میں مجبو۔۔"ہارون کی بات پوری سنے بغیر ہی وہ زہر خند لہجے میں بولی تھی

"مت کہنا کہ تم مجبور تھے۔مرد کبھی مجبور نہیں ہوا کرتے۔مجھے بس ایک بات کا جواب دو کیوں کی تھی منگنی میرے ساتھ تب انکار کر دیتے" وہ آخر میں ٹوٹے سے لہجے میں بولی تھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہارون چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔

روئی روئی سے آنکھیں،گلابی سوجے ہوئے پپوٹے،ہاتھوں میں چوڑیوں کی زخم اور ان سے رستی خون کی بوندیں۔ہارون نے ایک بار پھر اس کے ہاتھ تھامنے چاہے،مگر عائزل نے اس کا گریبان تھام کر آنکھوں میں دیکھا۔

"مجھے بتاؤ ہارون امتیاز احمد،کیوں کیا تھا وہ ڈرامہ" وہ ہلکی آواز میں غرا رہی تھی،

"مجھ سے جلد بازی ہو گئی تھی مجھے نہیں پتہ تھا میرا وہ فیصلہ میرے لیے درست نہیں ہے"

ہارون اس کے ہاتھ اپنے گریبان سے ہٹاتا بولا،اس کے الفاظ اس کے لہجے کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔ نظریں اس کے ہاتھوں پر تھی۔اس کی زخمی آنکھوں میں دیکھنا محال تھا۔

"غلطی "عائزل نے کہہ کر ہلکا سا قہقہہ لگایا پھر وہ ہنستی چلی گئی ایک اذیت تھی اس کی ہنسی میں۔

آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر پھسلنے لگے مگر وہ ہنستی گئی۔

ہارون نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی۔

"بس کرو عائزل "ہارون لاچارگی سے بولا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم مردوں کے لیے ہم غلطی ہی تو ہوتے ہیں۔ کتنی آسانی سے کہہ دیتے ہو نہ ہمارے جذباتوں سے کھیل کر کہ یہ تو ایک غلطی تھی۔"وہ عجیب سے مسکراہٹ کے ساتھ کہہ رہی تھی تبھی کمرے میں امتیاز احمد داخل ہوا سنجیدہ چہرہ لیے ایک نظر عائزل کو دیکھا پھر ہارون کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"تمہارے نانا کی طبیعت ناساز ہو گئی تھی ہاسپٹل لانے سے پہلے ہی وہ" ارادتاً جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

مگر ہارون اور عائزل کے لیے وہ ادھورا جملہ ہی پوری دنیا ہلا گیا تھا" نہیں ایسا کیسے" وہ بے یقینی کے عالم میں بولی ایک لمحہ تھا جو رک گیا تھا۔ دماغ الفاظ کا مطلب سمجھنے کی کوشش میں تھا۔ جب ہارون کا حسیات جاگیں۔ اسکا دماغ صدمے کی پہلی چوٹ سے باہر نکلا۔ ہارون تقریباً بھاگتا ہوا باہر نکلا وہ بھی اس کے پیچھے ہی اسی انداز میں باہر آئی تھی امتیاز احمد متوازن مگر تیز قدم اٹھاتے ان کے پیچھے جانے لگے۔ ہسپتال میں موجود لوگوں نے بڑی عجیب نظروں سے ان تینوں کو دیکھا تھا خاص طور پر دلہن بنی اس لڑکی کو۔ آج نجانے وہ کن کن لوگوں کے درمیان تماشا بن رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

وہ گاڑی کو اڑاتا ہوا لے جا رہا تھا اس نے آج سے پہلے اتنی رفتار میں گاڑی کبھی نہیں چلائی تھی۔ اس وقت بھی نہیں جب فاروق صاحب کی طبیعت پہلی بار خراب ہوئی تھی۔ سب اپنی

اپنی سوچوں میں گم تھے ہارون کی آنکھوں سے ضبط کے باوجود آنسو نکل رہے تھے بصارت بار بار دھندلا رہی تھی وہ بازو سے آنکھیں رگڑتا اور پھر گاڑی بھگانا شروع کر دیتا۔

عائزل پورے سفر میں اڑی ہوئی رنگت کے ساتھ بیٹھی رہی اسے صدمے کے اوپر صدمہ ملا تھا وہ چند لمحوں میں ہی صدیوں کی بیمار لگ رہی تھی۔ جھٹکے سے گاڑی رکی ہارون تیزی سے باہر نکلا اور فاروق منزل کی طرف بڑھا۔

عائزل مردہ قدموں سے چلتی اندر جارہی تھی اندر سے رونے کی آوازیں آرہی تھی اس نے آوازوں کو پہچاننے کی کوشش کی مگر دماغ ساری پہچان چھوڑ چکا تھا۔

"خبردار اگر ایک قدم بھی تم نے آگے بڑھایا" ہارون آنسو بھری آنکھوں سے فاروق صاحب کے کمرے کی طرف جارہا تھا جب شہر بانو اس کے راستے میں کھڑی ہوتی بولی۔

"خالہ" ہارون رندھی آواز میں بولا۔

"کیا لینے آئے ہو تم یہاں اب، ہاں؟ ماردیا نہ تم نے ہم سب کو۔ کتنا یقین تھا ہمیں تم پر۔" شہر بانو اس کے سینے پر ہاتھ مارتی اسے دھکیل رہی تھی۔ اونچی آواز میں آنسوؤں کی ملاوٹ لیے وہ ہارون کو دھکے دے رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"خالہ مجھے نانا کو دیکھنے دیں" ہارون آنسوؤں کے درمیان منت بھرے لہجے میں بولا تبھی شہر بانو نے ایک زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر رسید کیا۔

خدیجہ بیگم جلدی نے آگے بڑھ کر شہر بانو کو پکڑ لیا۔

"تم نے کھا لیا میرے باپ کو، تم ہماری خوشیاں کھا گئے ہارون، تم یہاں سے دفعہ ہو جاؤ ورنہ میں مار دوں گی تمہیں۔ اپنے ہاتھوں سے مار دوں گی میں۔" خدیجہ بیگم کی ہاتھوں میں مچلتی وہ ہارون پر کھولتا ہوا تیل انڈیل رہی تھی۔

ہارون اپنے گھٹنوں کے بل گرتا فرش پر بیٹھ گیا۔ وہ ایسے تھا جیسے شہر بانو کے قدموں میں بیٹھا التجا کر رہا ہے منت کر رہا ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ مرد تھا اس کے لیے سب کے سامنے رونا اذیت ناک تھا۔ اسے اس طرح دیکھ اس کا کوئی دشمن بھی نرم ہو جاتا۔ مگر سامنے شہر بانو تھی وہ معاف نہیں کیا کرتی تھی

"مجھے بس ایک بار جانے دیں مجھے ان کو دیکھنے دیں مجھے ان کو چھونا ہے بس ایک بار آخری بار" وہ بلند آواز میں منت بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا مگر شہر بانو پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

"ولی اس کو لے جاؤ میری نظروں کے سامنے سے" شہر بانو نے دروازے سے اندر آتے ولی کی طرف دیکھا۔ اور اس کے ساتھ بت بنی کھڑی عائزل کو، شہر بانو فوراً اس کی طرف لپکی تھی خدیجہ بیگم وہیں وہ ہارون کے سامنے بیٹھتی اس کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتی آہستہ سے بولی۔

"ہارون مجھے۔۔۔" جب ہارون نے نظریں اٹھا کر ان کی طرف دیکھا

اس کی آنکھوں میں بہت کچھ تھا۔ خدیجہ بیگم نے بے اختیار نظریں چرائی۔

ولی کو دونوں کندھوں سے پکڑتا اسے باہر لے جانے کے لیے اٹھانے لگا جب ہارون ولی کے سینے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔ لیکن حلق سے آواز بلند نہیں ہوئی تھی۔ آج قسمت ہارون پر مہربان نہیں تھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ولی نے ضبط سے آنکھیں بند کر لی۔

"ولی ان کو بول مجھے اندر جانے دیں ایک بار، بس ایک بار مجھے دیکھ لینے دیں" وہ بچوں کی طرح ولی کے سینے سے لگا رو رہا تھا۔

ولی نے اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھاما۔

"ہم دیکھیں گے ابھی تم باہر آؤ"

"میں کیسے باہر چلا جاؤں انہوں نے مجھے معاف نہیں کیا وہ مجھ سے ناراض ہو کر کیسے جا سکتے ہیں ۔میں۔۔۔"وہ اس وقت کسی بھی انداز سے تئیس سال کا جوان مرد نہیں لگ رہا تھا۔ولی نے اسے دوبارہ اپنے ساتھ لگایا اور باہر لے جانے لگا۔

"عائزل میری جان اندر چلو"شہر بانو روتے ہوئے اس کی حالت دیکھ رہی تھی۔

"وہ اپنے جان سے عزیز دادا کی موت پر دلہن بنی کھڑی تھی ایسی دلہن جو شادی سے پہلے ہی بیوہ ہو گئی تھی۔بے نام بیوہ۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

●●●●●● ●●●●

فاروق صاحب کو گزرے پورے دو ہفتے ہو چکے تھے۔فاروق منزل پر عجیب خاموشی چھائی ہوئی تھی ہر کوئی ایک دوسرے سے بات کرنے سے کترا رہا تھا۔شہر بانو پہلے ہی شہیر کے

ساتھ جا چکی تھی۔ شمیم فاروق صاحب کے جانے کے بعد سے اب تک دوبارہ نہیں آئی تھی ۔اس دوران ہارون کی کوئی خبر نہیں ملی تھی اور نہ ہی ادھر سے کسی نے اس کی خبر لینے لینے کی کوشش کی تھی۔

عائزل اپنے کمرے میں بیٹھی کچھ کتابیں ہاتھ میں لیے پڑھ رہی تھی۔

آنکھیں جو کچھ پڑھ رہی تھی دماغ انہیں مفہوم پہنانے سے قاصر تھا۔ مختلف سوچوں سے الجھی وہ کتاب پر نظریں ٹکانے کی کوشش کر رہی تھی تبھی عابش بھاگتی ہوئی کمرے میں آئی۔

"آپی وہ آئیں ہیں" عابش پھولی ہوئی سانس کو بحال کرنے کے لیے رکی۔

دوسرے طرف عائزل کا دل ایک لمحے کے لیے سختی سے دھڑکا تھا۔ کانوں نے خواہش کی تھی کہ عابش ہارون کا نام لے دے۔

"چاچو اور چچی آئے ہیں۔ آجاؤ" عابش کہہ کر پھر سے بھاگ گئی پیچھے عائزل کا چہرہ تاریک پڑ گیا۔

"کیا مجھے اس کے آنے کا انتظار ہے؟" وہ خود سے سوال کر رہی تھی۔

دل نے کہاں ہاں اور دماغ انکاری ہو گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے اس کا انتظار نہیں ہے اللہ کرے وہ کبھی میرے سامنے نہ آئے "خود کو نارمل کرتی وہ باہر چلی گئی۔

یہ وہ پہلا پردہ تھا جو اس نے اپنے دل پر ڈالا تھا ہارون کی یاد سے۔اس کی محبت سے۔

باہر صحن میں ایک بار پھر سب لوگ جمع تھے۔حماد صاحب نم آنکھوں کے ساتھ اپنے بھائی کے ساتھ کھڑے تھے۔سکینہ اپنے بیٹے کے گلے لگی رو رہی تھی۔حماد صاحب کے پیچھے ایک اور خاتون تھی۔ہلکے گلابی رنگ کا سادہ قمیض شلوار پہنے سلیقے سے سر پر دوپٹہ سجائے وہ پہلی نظر میں ہی باوقار لگتی تھی۔

"جواد بہت دیر سے آیے ہو یار "حماد صاحب اپنے چھوٹے بھائی کو گلے لگاتے بولے۔سکینہ بیگم ایک طرف ہو کر چارپائی پر بیٹھ گئی ان سے اب زیادہ دیر کھڑا نہیں ہوا جاتا تھا۔

"میری زندگی کا سب سے بڑا غم ہے یہ بھائی! میں آخری وقت میں اپنے والد کے ساتھ نہیں تھا "جواد رندھی ہوئی آواز میں بولا۔

"ارے بچو تم لوگ ادھر کیوں ہو ادھر آؤ "جواد عابش معیز اور عائزل کی طرف دیکھ کر بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تینوں ہلکی مدھم مسکراہٹوں کے ساتھ ملے عائزل کے مسکرانے پر آنکھیں نم ہو گئی حالات ہی کچھ ایسے تھے جہاں مسکرانے پر بھی تکلیف ہو رہی تھی۔

"اب بس فیصلہ کر لیا ہے بہت دور رہ لیا اپنوں سے۔اب میں کہیں نہیں جا رہا" جواد چار پائی پر بیٹھتا ہوا بولا

"مگر تمہاری نوکری.." حماد صاحب تفکر سے بولے۔

"وہ میں دیکھ لوں گا سب"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پیچھے خدیجہ بیگم جواد کی بیوی راحیلا سے ملنے کے لیے آگے بڑھی ان تینوں نے بھی آگے بڑھ کر راحیلا سے پیار لیا۔ایک تکلف سا تھا انداز میں یا بس محسوس ہوا تھا۔معیز جواد کے ساتھ بیٹھ گیا اور عابش اور عائزل اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

خدیجہ بیگم راہیلا کو ساتھ لے کر کمرے میں چلی آئیں "راہیلا کچھ دیر آرام کرو میں ملازمہ کو ذرا کھانے پینے کا بتا کر آتی ہوں" ہلکا سا مسکرا کو خدیجہ بیگم نے راہیلا سے کہا۔تبادلے میں راہیلا بھی ہلکا سا مسکرائی۔

راہیلا بیگم واقعی تھکاوٹ کا شکار تھیں بیڈ پر بیٹھتے ہی ٹانگیں سیدھی کرتی نیم دراز ہو گئی۔

تبھی سامنے صوفے پر ایک چھوٹی سے لڑکی نظر آئی۔لب خود بخود مسکراہٹ میں ڈھل گئے

۔

"عائشہ ادھر آؤ" بچی کی طرف دیکھتے بازو پھیلا دیے۔مگر سامنے بیٹھی لڑکی نہ مسکرائی نہ ہی اپنی جگہ سے ہلی۔راہیلا کہ مسکراہٹ قائم رہی پھر اشارے سے اپنی طرف بلایا عائشہ آہستہ سے قدم اٹھاتی اس کی طرف جانے لگی۔راہیلا نے اسے پکڑ کر اپنی گود میں بٹھالیا اور پیار سے اس کا گال چوما۔

"پیاری عاشو"

Clubb of Quality Content

کچھ دیر بعد خدیجہ بیگم کمرے میں داخل ہوئیں راہیلا کی گود میں بیٹھی عائشہ کو دیکھ کر ایک پل کے لیے ساکت ہوئی چہرے پر ایک سایہ سا آکر گزر گیا۔راہیلا نے بہت غور سے ان کا چہرہ پڑھا تھا۔

"کیا ہوا بھابھی؟"راہیلا کہ پوچھنے پر خدیجہ بیگم بدقت مسکراتی ہوئیں ان کے پاس آکر بیٹھ گئیں۔

"کچھ نہیں بس یونہی عائشہ میرے علاوہ کسی کے پاس نہیں جاتی تمہارے پاس پتہ نہیں کیسے آ گئی۔"خدیجہ بیگم پاس سے عائشہ کی طرف دیکھتی بولیں ایک درد سا تھا ان ک لہجے میں۔

"میرے پاس تو سارے بچے آجاتے ہیں"راہیلا بھرپور مسکرا کر بولی اس کا چہرہ مسکرانے والا تھا چھوٹی چھوٹی بات پر ہنسنے والا ایسا کہ دیکھنے والا نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دے۔

"شاید وہ جان جاتے ہیں کہ خالی گود والی ماؤں کی تکلیف"یہ وہ جملہ تھا جو راہیلا کی زبان پر نہیں آیا تھا۔

"عائشہ چلو بھابھی چچی کو آرام کرنے دو"خدیجہ بیگم نے اشاروں سے اسے کہا تو وہ چپ چاپ اٹھ کر دوبارہ صوفے پر جا کر بیٹھ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بھابھی کتنے سال کی ہو گئی ہے عائشہ "راہیلا عائشہ کی طرف دیکھتی بولی۔

"تین سال "خدیجہ بیگم مدھم لہجے میں بولی۔

"آپ اس کا چیک اپ کرواتی ہیں کیا؟"راہیلا تھوڑا جھجکتے ہوئے بولی۔

"ہاں کرواتی ہوں مگر ہر بار ڈاکٹر کا ایک ہی جواب ہوتا ہے "خدیجہ بیگم یاس سے بولی

"کیا؟"

"یہی کہ دعا کریں اس طرح کے کیسز بہت کم ٹھیک ہوتے ہیں جو بچے پیدائشی طور سن نہیں سکتے ان کے لیے اب بہت سے آلے بن گیے ہیں مگر جو بچے دماغی طور پر کمزور ہوں ان کے لیے معجزہ ہی ہو تو ٹھیک ہو سکتے ہیں "خدیجہ بیگم بے بسی بھری مسکراہٹ سجائے بولیں۔

"تو اس کا دماغ کتنے پرسنٹ کام کرتا ہے "راہیلا ہمدردی بھرے لہجے میں بولی۔

"پچیس فیصد مگر اسے اب اشارے سمجھ آنے لگے ہیں باتوں کا مطلب تھوڑی دیر سے سمجھتی ہے چیزوں کی پہچان نہیں ابھی لیکن میرا دل کہتا ہے کہ وہ بھی جلد ہی سیکھ لے گی میری بچی"

خدیجہ بیگم کہ لہجے میں امید تھی اور آنکھوں میں یقین کی چمک۔

Clubb of Quality Content

"آپ اس کو باہر نکالا کریں تھوڑا، بھابھی ایک کمرے میں بند رکھنا اچھا تھوڑی لگتا ہے"

راہیلا نے اندھیرے میں تیر پھینکا تھا عائشہ کا اس طرح اعراض، سہمی ہوئی آنکھیں، اسے اس سب میں کچھ کھٹکا تھا۔

خدیجہ بیگم کا چہرے پر بیک وقت کئی رنگ آکر گزر گئے۔

"تم آرام کرو میں تمہارا اور جواد کا کمرہ سیٹ کرواتی ہوں" خدیجہ بیگم ہلکی سی مسکراہٹ کہ ساتھ کہتی اٹھ گئیں۔ راہیلا نے ہارنے والے انداز میں انہیں دیکھا یہ تو طے تھا کہ خدیجہ بیگم اتنی جلدی کھل کر بات نہیں کریں گی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

راہیلا کو آئے دو ہفتے ہو چکے تھے فاروق منزل پر ابھی تک غم کس سایہ تھا۔ کوئی واپس نارمل ہو ہی نہیں رہا تھا یا ہونا ہی چاہتے تھے۔ راہیلا نے بہت بار بچوں کے ساتھ خاص طور پر عائزل کے ساتھ خوشگوار گفتگو کرنے کی کوشش کی مگر وہ ہر بار گفتگو مختصر رکھتی ہر بات کا ایک دو لفظی جواب ہوتا تھا۔

آج کافی دن بعد شمیم آئی تھی۔

ہارون کے جانے کے بعد اس کے چکر کم ہو گئے تھے سکینہ بیگم فاروق صاحب کے غم میں اب بلکل ہی بولنا چھوڑ چکی تھی۔ راہیلا خدیجہ کے ساتھ کچن میں لگی تھی۔

خدیجہ بیگم کی شادی کے بعد سے اب تک یہ پہلی بار تھا کہ کسی نے ان کے برابر ہو کر کام کیا تھا ورنہ ہمیشہ انہیں حکم ملتا اور وہ سر جھکا دیتی۔

راہیلا وہ واحد تھی جو کہنے کی بجائے ان کے ساتھ کام کرتی تھیں۔

شمیم جب سے آئی تھی اکیلی بیٹھی تھی۔ اس کو اپنا آپ عجیب محسوس ہو رہا تھا۔ فاروق صاحب اپنے ساتھ بہت سی خوشیاں لے گئے تھے۔ وہ جب تھے تو اتنا احساس نہیں ہوتا تھا مگر آج جب وہ نہیں ہیں تو ہر چیز ان کی یاد دلا رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سردیوں کا آغاز تھا ہلکی ہلکی دھوپ نکل رہی تھی شمیم چھت پر جانے لگی ابھی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا ہی تھا کہ اسے محسوس ہوا کہ اس کی قمیض کہیں اٹک گئی ہے۔

شمیم نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو عائشہ نرمی سے اس کی قمیض کا دامن پکڑے کھڑی تھی۔ شمیم نے حیرت سے اسے دیکھا پہلے کبھی اس طرح نہیں ہوا تھا وہ تو کمرے سے باہر نہیں نکلی ہو۔ شمیم نے خدیجہ بیگم کی تلاش میں نظر دوڑائی مگر وہ سارا صحن خالی تھا۔

شمیم نے الجھے سے انداز میں قمیض چھڑائی۔

"جاؤاپنی ماں کے پاس" ہاتھ کے اشارے سے خدیجہ بیگم کے کمرے کہ طرف اشارہ کیا۔

یہ گھر کا ماحول کچھ ایسا بن گیا تھا کہ شمیم کسی جھگڑنے کی بجائے خود سے اسے بھیج رہی تھی ورنہ عائشہ شمیم کے نزدیک جاتی تو شمیم سارا گھر سر پر اٹھا لیتی۔عائشہ موٹی موٹی آنکھوں پر نا سمجھی لیے کھڑی رہی۔

"کھڑی رہو یہیں پھر" بے زاری سے کہتے وہ سیڑھیاں چڑھ گئ۔

عائشہ بے تاثر چہرے کے ساتھ کھڑی رہی اور پھر سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

وہ کبھی اکیلی چھت پر نہیں گئ تھی آج نہ جانے کیسے وہ خود بخود بغیر خدیجہ بیگم کے جا رہی تھی۔

وہ رک رک کر ایک ایک زینہ چڑھتی گئ۔

شمیم اوپر چار پائی پر بازو آنکھوں پر رکھے لیٹی ہوئی تھی۔ہلکی ہلکی دھوپ سکون دے رہی تھی نیند چھانے لگی تھی۔

جب اچانک کچھ کھٹکا ہوا اس نے بازو ہٹا کر دیکھا تو وہاں عائشہ کھڑی تھی ایک دم اس کے جسم سے جان نکل گئی "عائشہ "وہ زور سے پکارتی ہوئی اٹھی مگر جس کو پکارا جا رہا تھا وہ سن ہی کہا رہی تھی۔

وہ چھت کی منڈھیر کی طرف جاتی تتلی کے پیچھے بھاگ رہی تھی چھت کی منڈھیر زیادہ اونچی نہیں تھی شمیم جلدی سے اٹھ کر عائشہ کی طرف بھاگی۔

مگر ٹھوکر کھا کر نیچے گر گئی۔ یہ ٹھوکر بہت غلط وقت پر لگی تھی۔

جتنی دیر میں وہ دوبارہ اٹھ کر عائشہ تک جانے لگی عائشہ منڈھیر پر چڑھی تتلی کو پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔ایک اور قدم اور وہ نیچے جا گرتی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شمیم کہ قدموں سے جان نکل رہی تھی شمیم اپنا ہاتھ آگے بڑھائے اسے پکڑنے کے لیے آ رہی تھی چار قدم کا فاصلہ تھا۔

تبھی عائشہ تتلی کو پکڑنے کے لیے ایڑیاں اٹھا کر آگے کو ہوئی اور توازن بگڑ گیا۔

وہ شمیم کے ہاتھ میں آنے سے پہلی ہی نیچے جا گری۔

نیچے کھڑی عائزل نے عائشہ کا وجود نیچے گرتے دیکھا۔قدموں کے نیچے سے زمین سر کی تھی۔

ساتھ ہی وہ ہاتھ جو عائشہ کے گرنے پر نظر آیا تھا شمیم نے حواس باختہ ہو کر نیچے دیکھا عائشہ منھ کے بل زمین پر گری تھی۔بے جان سر سے خون کسی چشمے کی طرح نکل رہا تھا۔

عائزل نے بے یقینی سے اوپر کی طرف دیکھا۔

"پھپھو آپ نے عائشہ کو" بے یقینی کے انداز میں وہ کہہ رہی تھی کچن سے نکلتی خدیجہ بیگم نے اپنے سامنے کا منظر دیکھا۔

"عائشہ "وہ کسی جنونی کیفیت میں بھاگتی ہوئی اس طرف آئی ان کے ساتھ ہی راہیلا بھی۔

شمیم جلدی سے نیچے کی طرف بھاگی۔

عائزل بے یقین سی کھڑی تھی۔خدیجہ بیگم عائشہ کا سر گود میں رکھے رو رہی تھی اسے پکار رہی تھی مگر اس نے نہ کبھی پہلے پکار سنی تھی نہ اب وہ سن رہی تھی۔

راہیلا پریشان سی کال ملا رہی تھی۔ شمیم سیڑھیاں اتر کر نیچے عائشہ کے پاس آنے لگی تبھی عائزل غصے کی کیفیت میں شمیم کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

"آپ نے دھکا دیا نا عائشہ کو میں نے دیکھا آپ کو۔ کیا بگاڑا تھا آپ کا اس معصوم نے" عائزل حلق کے بل چلا رہی تھی شمیم حق دق سے اسے دیکھ رہی تھی دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔

"عائزل" راحیلا عائزل کے پاس آئی "یہ کیا بول رہی ہو" خدیجہ بیگم خون میں لت پت عائشہ کو دیکھ رہی تھی آنسو آنکھوں سے جاری تھے زبان ہلنے سے انکار کر گئی تھی۔

"میں نے انہیں خود دیکھا جب عائشہ نیچے گری تھی یہ اس کے پاس کھڑی تھی انہوں نے دھکا دیا ہے انہیں میں نے ان کا ہاتھ دیکھا تھا" عائشہ کی آنکھیں بند تھی اس کی سانسیں بند تھی۔ عائزل ہوش سے بیگانہ ہوتی بول رہی تھی "عائشہ تو کبھی امی کے بغیر چھت پر بھی نہیں گئی یہ ہی لے کر گئی تھی" وہ پاگل پن کی سی کیفیت میں بول رہی تھی شمیم کی تمام حسیات جواب دے چکی تھی۔

خدیجہ بیگم نے لرزتے ہاتھ اس کی سینے پر رکھے ادھڑکن محسوس کرنی چاہی مگر وہاں بھی خاموشی تھی۔ خدیجہ بیگم نے کرب سے آنکھیں بند کر لی۔

"انا للہ وانا الیہ راجعون"

Clubb of Quality Content

باہر سے عورتیں جمع ہونا شروع ہو گئی تھیں۔وہ کبھی بے جان وجود کو تھامے خدیجہ بیگم کو دیکھتی اور کبھی غصے اور غم میں بیگانہ ہوتی عائزل کو۔لوگوں کے چہ مگوئیوں کا ایک نیا موضوع مل گیا۔

"دیکھو اس لڑکی کو کیسے یہ شمیم کو بول رہی ہے۔اپنی مری بہن کا بھی احساس نہیں"

"فاروق صاحب کی یہی پوتی تھی جس کا نکاح ٹوٹا تھا۔اس کی شاید قسمت ہی خراب ہے"

"لڑکے نے پتہ نہیں کیا بات دیکھی ہو گی اس میں جو نکاح سے کچھ دیر پہلے ہی انکار کر گیا اور ایسا گیا کہ واپس نہیں آیا"

"پتہ نہیں کیسی منحوست ہے اس لڑکی کی، پہلے نکاح ٹوٹا پھر اپنے دادے کو کھا گئی اور اب بہن بھی اس کی منحوست کی لپیٹ میں آ گئی"

"دیکھو کیسے یہ شمیم پر اتنا بڑا الزام لگا رہی ہے توبہ توبہ ذرا لحاظ نہیں اسے"

ایک کے بعد ایک نئی سرگوشی، ایک نئی تضحیک بھری نظر۔

راہیلا نے ایک سخت نظر ان عورتوں پر ڈالی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اگر آپ غم کم نہیں کرنا جانتی تو جا سکتی ہیں ہمیں آپ کے دلاسوں کی ضرورت نہیں ہے"

اور عائزل کا ہاتھ پکڑے کمرے میں جانے لگی۔ پیچھے عورتیں اب مزید سرگوشیاں کرنے لگی تھی۔ان کے لیے یہ "تماشا" دلچسپ ہوتا جا رہا تھا۔

عائشہ کو دنیا سے گئے آج دوسرا دن تھا عائزل عنایہ اپنے کمرے میں بیٹھی خاموش تھی۔الفاظ ختم ہو گئے تھے نہ کوئی تسلی نہ کوئی حوصلہ۔

معیز اور عابش عائشہ کی قبر پر گئے ہوئے تھے۔

شمیم تب سے ہی غائب تھی جب سے عائزل نے اس پر الزام لگائے تھے۔

"عائزل" شہر بانو اندر داخل ہوتے ہوئے بولی۔

"مجھے کچھ بات کرنی ہے تم سے" شہر بانو تھکن سے بھری ہوئی آنکھیں سرخ، مگر چال ویسی ہی تھی بااعتماد۔وہ قدم قدم اٹھاتی عائزل کے پاس جا کر بیٹھی۔

"کیا میں نے سچ سنا ہے کہ تم نے کہا ہے کہ شمیم نے عائشہ کو مارا ہے" وہ سنجیدہ تاثرات سے بول رہی تھی عنایہ ایک دم چونک گئی۔ آنکھیں حیرانی کی شدت سے پھٹنے کو تھی۔

"میں نے خود دیکھا تھا پھپھو ان کو جب، جب عائشہ نیچے گری تب وہ اوپر تھی ان کا ہاتھ میں نے دیکھا جب انہوں نے مجھے دیکھا تو وہ ڈری ہوئی تھیں" عائزل کی آواز بار بار نم ہو رہی تھی وہ بمشکل الفاظ نکال رہی تھی۔

"میں نے اس بارے میں کچھ نہیں سنا عائزل تمہیں اندازہ بھی ہے کہ تم کتنی بڑی بات کر رہی ہو۔" عنایہ کی حیرانی ختم نہیں ہو رہی تھی۔

شہر بانو نے ایک سرد آہ بھری۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بھابھی اب حماد بھائی سے کہہ رہی ہیں کہ وہ یہاں نہیں رہے گی کسی بھی صورت میں۔"

شہر بانو مدھم آواز میں اپنے پیروں کو دیکھتی بولی۔

"کیا" اس بار عنایہ کے ساتھ ساتھ عائزل بھی حیران ہوئی تھی۔

"بھائی نے بہت سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ بضد ہیں کہ وہ ایک دن اور نہیں رکیں گی یہاں "لہجہ واضح شکست خوردہ تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے مجھے تو کچھ سمجھ نہیں لگ رہی" عنایہ ایک لمبی سانس بھر کر دیوار کے ساتھ سر لگا کر بیٹھ گئی۔

"ایک کے بعد ایک غم ایک کے بعد ایک پریشانی، سمجھ نہیں آرہا کس کی نظر لگ گئی ہے ہمارے گھر کو۔"

"کسی کی نظر نہیں لگی بس اب دلوں میں برداشت ختم ہو گئی ہے۔" عائزل عجیب سے لہجے میں بولی۔

ان کو یہیں چھوڑ کر دوسرے کمرے میں جائیں تو خدیجہ بیگم بیڈ کی ٹیک کے ساتھ سر ٹکائے آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی راہیلا ساتھ ہی ایک طرف کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی آس پاس سامان بکھرا ہوا تھا کچھ بیگ کھلے رکھے ہوئے تھے۔

خدیجہ بیگم کی آنکھیں سوجھی ہوئی تھی آنکھیوں کی پپوٹے گلابی ہو رہے تھے۔

"بھابھی ایک بار ٹھنڈے دماغ سے سوچ کر دیکھیں یہاں سے جانے سے کیا ہو گا" راہیلا بے بسی سے بول رہی تھی ہاتھ سے پھسلتی ریت کو روکنے کی آخری کوشش تھی یہ۔

Clubb of Quality Content

"پہلی بار تو ٹھنڈے دماغ سے سوچ رہی ہوں راہیلا پچھلے چوبیس سالوں میں پہلی بار تو ٹھنڈے دماغ سے سوچ رہی ہوں۔" خدیجہ بیگم نے آنکھیں کھول کر راہیلا کی طرف دیکھا ان کی آنکھیں سرخ تھی بے حد سرخ راہیلا کا دل ڈوب کر ابھرا۔

"بھابھی آپ دیکھیں تو سہی کیا حالت بنا رکھی ہے آپ نے اپنی" راہیلا اٹھ کر خدیجہ بیگم کے ساتھ قدموں کی طرف بیٹھ گئی۔

خدیجہ بیگم ہلکا سا مسکرا دی۔

"یہ برسوں کی ٹوٹ پھوٹ ہے راہیلا! پہلے میرے پاس برداشت کا مادہ تھا تو میں خود کو جوڑے رکھنے کی کوشش کرتی تھی، تو لوگوں کو لگنے لگا تھا کہ خدیجہ پتھر ہے۔ اب میری برداشت جواب دے گئی ہے اب میرے وجود کے زخم ناسور بننے لگے ہیں اگر میں نے خود کو نہ بچایا تو سمجھو جو مجھ میں بچا ہے وہ بھی جائے گا۔" ویران آنکھوں سے دیکھتی وہ راہیلا سے کہہ رہی تھی راہیلا کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی آنے لگی تھی۔

"میں نے اپنی ساری زندگی اس گھر میں لگا دی راہیلا، ہلکی عمر میں میری شادی ہو گئی تھی میں نے اس گھر کو اس گھر کے رہنے والوں کو اپنا کرنے کی بہت کوشش کی، مگر یہ میرے نہیں

بنے۔ یہ مجھے میری بیٹیوں کے طعنے دیتے تھے، راہیلا، بیٹیوں کے، بیٹیاں تو رحمت ہوتی ہیں انہوں نے میرے بیٹیوں کو زحمت بنا کر رکھ دیا۔ انہوں نے میری عائشہ کو کسی آسیب کی طرح سمج لیا تھا۔ اس کے پاس جانے پر یہ لوھ ہنگامہ کر دیتے تھے۔ اسے کسی اچھوت کی طرح سمجھتے تھے۔ اور میں اپنی عاشہ کے لیے بھی کچھ نہیں کر پائی" بولتے بولتے آواز بھاری ہونے لگی تھی حلق میں پھندے لگنے لگے تھے مگر آج وہ بولنا چاہتی تھی۔

"میں نے کبھی حماد کو کسی کی شکایت نہیں لگائی مگر ان لوگوں نے مجھ پر ناکردہ الزام لگائے ان کے کہنے پر حماد نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا میں اکیلی تھی کمزور تھی بے بس تھی" ایک آنسو آنکھ سے نکل کر سرخ ہوتے رخسار پر پھیل گیا راہیلا نے منھ پر ہاتھ رکھ لیا آنکھیں حیرانی سے کھل گئی۔

"حماد بھائی کیسے ہاتھ اٹھا سکتے ہیں آپ پر وہ مجھے ایسے تو نہیں لگے"

خدیجہ بیگم روتے ہوئے بھی ہلکا سا مسکرا دی۔

"حماد ایسے نہیں ہیں مگر حالات انسان سے کچھ بھی کروا سکتے ہیں۔ اس دن کے بعد سے حماد کو بہت پچھتاوا ہوا تھا انہوں نے اس دن کے بعد کئی بار اس غلطی کی معافی مانگی۔ اس کے بعد

انہوں نے کبھی مجھ سے غصے تک میں بات نہیں کی وہ خود سے شرمندہ تھے اور آج بھی ویسے ہی ہیں۔ وہ اپنے عمل سے مجھ سے ہر بار معافی مانگتے ہیں۔ میں انہیں معاف کر چکی تھی اس دن جب انہوں نے آنکھوں میں آنسو لیے مجھ سے معافی مانگی تھی۔ لیکن وہ وہ تکلیف، وہ تھپڑ لگنے کی تکلیف نہیں تھی وہ یقین ٹوٹنے کی تکلیف تھی۔ مان ختم ہونے کی تکلیف تھی۔ یقین کرو اس دن میرا دل چاہا تھا کہ سب کچھ چھوڑ کر چلی جاؤں یہاں سے، مگر پھر میری اولاد میری نظروں کے سامنے ٹھہر گئی، اولاد انسان کے لیے وہ زنجیر ہوتی ہے جسے چاہ کر بھی انسان خود سے الگ نہیں کر سکتا۔ اور وہ اس زنجیر کی خاطر خود کو ناکردہ جرم کی سزا کے لیے بھی تیار کر لیتا ہے" خدیجہ بیگم نم مسکراہٹ کے ساتھ کہہ رہی تھی۔

"لیکن بھابھی آپ الگ گھر میں رہ سکتی تھی بھائی حماد کے ساتھ راولپنڈی چلی جاتی" راہیلا افسوس کے ساتھ کہہ رہی تھی۔

"ہونے کو بہت کچھ ہو سکتا تھا راہیلا، مگر بات وہیں آجاتی ہے ہمارے گھر والے ہمیں سب کچھ سکھاتے ہیں مگر اپنے حق کے لیے بولنا نہیں سکھاتے اور جب تک ہم خود سیکھتے ہیں تب تک بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے" جذبات کا ایک سمندر تھا جو بہنا چاہ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے بھابھی میں منع نہیں کروں گی آپ کو آپ جانا چاہتی ہیں تو بے شک جائیں مگر خوشی سے جایئے اس طرح سب سے قطع تعلق کر کے نہیں" راحیلا یاس سے کہہ رہی تھی خدیجہ بیگم ایسے مسکرائی جیسے انہیں خود پر ہنسی آ رہی ہو۔

"قطع تعلق تو وہاں ہوتا ہے جہاں کوئی تعلق ہو ہمارا تو کو یہ تعلق بنا ہی نہیں میرا تعلق صرف اباجی سے تھا اب وہ نہیں رہے تو میرا دم گھٹتا ہے یہاں" کہہ کر خدیجہ بیگم اٹھ کر اپنا سامان سمیٹنے لگی۔ راحیلا نے بے بسی بھری نظر سے دیکھا شاید چیزیں درست کرنے کے لیے وہ بہت دیر سے آئی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ سب گھر کے دروازے پر کھڑے تھے۔ ضرورت کا سامان ساتھ لیا تھا باقی سب کچھ وہیں تھا۔ سب کے دل اداس تھے کوئی بھی خوش نہیں تھا مگر جو ہو رہا تھا وہ ضروری تھا۔

عنایہ شہر بانو کے ساتھ کھڑی بھیگی آنکھوں کے ساتھ دیکھ رہی تھی۔ حماد صاحب سارا سامان رکھوا رہے تھے عائزل خاموش نظروں سے بس سب کچھ دیکھ رہی تھی تبھی اسے شمیم آتی نظر آئی۔

"یہ یہاں کیا لینے آرہی ہیں" غم کی کیفیت تھی یا سالوں کا دبا ہوا غصہ جو عائزل سب کے سامنے ایسے بولی تھی۔ شہر بانو نے اسے پرسکون ہونے کا اشارہ کیا تھا۔ مگر وہ شمیم کے علاوہ دیکھ ہی کس کو رہی تھی۔

شمیم کی چال آج وہ نہیں تھی جو کبھی ہوا کرتی تھی سب کو ایسے باہر کھڑا دیکھ کر اسے چند سیکنڈز لگے تھے سب کچھ سمجھنے میں۔

"خدیجہ!" بھیگی لہجے میں پکارا گیا تھا خدیجہ بیگم نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔ کچھ تھا جو بدل گیا تھا۔ لیکن اب اس بدلاؤ کے لیے بہت دیر ہو گئی تھی۔

"خدیجہ میں نے تمہاری بچی کو نہیں مارا میرا یقین کرو۔ میں نے عائشہ کو نہیں مارا" وہ روتے ہوئے بولی تھی۔ خدیجہ بیگم نے ضبط سے مٹھیاں بند کی تھی آنکھوں میں پھر سے نمی ابھرنے لگی تھی مگر وہ کچھ نہیں بولی۔

"حماد تم تو یقین کرو میرا میں تمہاری بہن ہوں میں اپنے بھائی کی اولاد کو کیوں ماروں گی۔" وہ اب حماد صاحب کی طرف رخ کیے بول رہیں تھی۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"بھائی کی اولاد کی تب تو آپ کو کبھی فکر نہیں ہوئی تھی جب آپ آکر بڑی بی سے کہہ کر ہمارا کھانا بند کروا دیتی تھی۔ ہمارے عید کے کپڑے چھین لیے جاتے تھے۔ مہمانوں کے سامنے ہمیں ذلیل کیا جاتا تھا بیٹی ہونے کی وجہ سے ہمیں منحوس کہا جاتا تھا۔ یہ سب کچھ کرواتے ہوئے کبھی آپکو بھائی کی اولاد کا خیال نہیں آیا تھا اور کیا کچھ نہیں کیا آپ نے اور اب آپ نے میری معصوم بہن کو چھین لیا ہم سے۔"

عائزل غصے سے کانپتی ہوئی بولی تھی شہر بانو نے اس خاموش کروانے کی کوشش کی مگر وہ بپھری شیرنی کی طرح بولتی گئی۔

حماد صاحب عائزل کی باتیں سن کر صدمے میں کھڑے تھے وہ یقین نہیں کر سکتے تھے کہ ان کی اولاد کے ساتھ یہ سب ہوا تھا اور وہ بے خبر تھے۔ بے یقینی کے عالم میں انہوں نے شمیم کو دیکھا شاید وہ اس سب کو جھوٹ کہہ دے الزام کہہ دے بہن کا بھرم باقی رہے بھائی کا مان باقی رہے۔

"مجھے معاف کر دو عائزل مجھے معاف کر دو خدیجہ "اس نے ہاتھ جوڑے تھے مگر حماد صاحب کا سارا بھرم ٹوٹ گیا۔ انہوں نے بے بسی سے آنکھیں بند کی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"خدیجہ بیٹھو گاڑی میں" حماد صاحب گاڑی میں بیٹھتے ہوئے بولے تھے خدیجہ نے ایک آخری بار ان سب کو دیکھا اور گاڑی میں بیٹھ گئی۔

عائزل عابش اور معیزان کے پیچھے ہی سوار ہو گئے عنایہ نے شہر بانو کی ساتھ آنا تھا سو وہ رکی رہی۔

اور شمیم وہیں کھڑی روتی رہی جانے والے جا چکے تھے اب پیچھے ایک نا ختم ہونے والی تنہائی اور پچھتاوے باقی رہ گئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

●●●●●● ●●●●

ہشمت پور چھوڑے دو ہفتے ہو چکے تھے گھر میں کوئی بھی ہشمت پور میں سے کسی کی بات نہیں کر رہا تھا جیسے یہ ان کہا اصول بن گیا تھا کہ آج سے کوئی اس بارے میں بات نہیں کرے گا۔

عائزل نے آتے ہی اپنے میڈیکل کا ٹیسٹ دیا تھا اور آج اس کا رزلٹ تھا وہ لیپ ٹاپ کھولے انتظار میں بیٹھی تھی پورے دو بجے رزلٹ آنا تھا ایک بج کر پچپن منٹ ہو چکے تھے۔

وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم پھنسائے سکرین پر نظریں مرکوز کیے بیٹھی تھی سکرین سے ابھرتی سفید روشنی اس کے تاریک کمرے میں اس کے چہرے کو چمکا رہی تھی۔

سکرین کی سفید روشنی میں اچانک ایک شفاف سا عکس ابھرنے لگا۔

کار کے ونڈو گلاس میں اس کے ہلکا مدھم سا عکس اور ساتھ بیٹھا ہارون۔

"اچھا تو تمہارا آج آخری پیپر تھا تو تم نے اب آگے کا کیا سوچا ہے" وہ ہارون کے ساتھ آ رہی تھی ہمیشہ کی طرح کچھ دیر پہلے ناراض تھی مگر اب وہ پہلے کی طرح نارمل بیٹھی ہوئی تھی۔

Clubb of Quality Content

"میں ڈاکٹر بنوں گی" عائزل ہنوز باہر دیکھتی رہی مگر آواز میں ایک عزم تھا۔

"ایک تو یہ پاکستان کی لڑکیاں اور ان کا ڈاکٹر بننے کا جنون" ہارون ہلکا سا استہزائیہ ہنسا۔

عائزل نے برا سا منھ بنا کر اس کی طرف دیکھا۔

"مجھے نہیں پتہ کہ لڑکیاں زیادہ ڈاکٹر بننا پسند کیوں کرتی ہیں شاید اس لیے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک محفوظ پیشہ ہے۔ مگر مجھے ڈاکٹر اس وجہ سے نہیں بننا۔ تم نہیں جانتے ہارون جب میں سوچتی ہوں کہ میں لوگوں کا علاج کروں گی مجھے کتنی خوشی ہوتی ہے مجھے انسان کے درد دور کرنے کا ذریعہ بننا ہے میری زندگی کی سب سے بڑی ضرورت ہے یہ۔"

ہارون ہلکا مسکرایا ایک فخر سا تھا جو اس کی آنکھوں میں آ گیا تھا۔

"میڈم صاحبہ جملہ غلط بول گئی آپ، زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہوتا ہے ضرورت نہیں "

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عائزل کی مسکراہٹ گہری ہوئی آنکھوں کی چمک بڑھی۔

"یہی تو بات ہے ہارون رشید کی اولاد! خواہش انسان کو نہ ملے تو انسان صبر کر لیتا ہے مگر انسان کو اس کی ضرورت نہ ملے تو وہ مر جاتا ہے چاہے ظاہری طور پر یا اندر سے"

ہارون نے اس کی بات پر ایک سخت نظر سے دیکھا "یہ کیا فضول بولتی رہتی ہو اپنی عمر کے مطابق باتیں کیا کرو۔"

"عمر کے مطابق ہی تو بات کر رہی ہوں میں اب دیکھو نہ مجھے اتنا جنون ہے ڈاکٹر۔۔"ہارون ایک جھٹکے سے سائیڈ پر گاڑی روکی اور مکمل اس کی طرف گھوم کر بولا۔

"دیکھو عائزل ہم سب کو ایسا لگتا ہے کہ ہمیں فلاں چیز نہیں ملے گی تو ہم مر جائیں گے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ پتہ ہے کیوں؟ کیونکہ وہ چیز بس ایک سیراب ہوتی ہے۔ نظر آتی ہے تو لگتا ہے کہ سب کچھ مل گیا پاس جانے پر کچھ نہیں ملتا۔انسان کو ہمیشہ اپنے پاس ایک مارجن رکھنا چاہیے۔اللہ اور انسان کے تعلق میں کبھی کسی چیز کو اوپر نہیں جانا چاہیے۔اللہ انسان کو ہمیشہ اس چیز سے آزماتا ہے جو اسے سب سے محبوب ہو اللہ کی آزمائش پر مایوس کمزور ایمان والے ہوتے ہیں لیکن ایک بات یاد رکھو جب اس کی آزمائش پر کامیابی مل جائے تو وہ ایسا اجر دیتا ہے کہ زندگی کی ساری خواہشیں اس کے آگے حقیر لگتی ہیں۔زندگی کوئی خواہش آخری خواہش نہیں ہوتی ہم انسان ہیں، ہم بدل جاتے ہیں وقت کے ساتھ, کسی کے پیچھے اتنا پاگل نہیں ہوتے"

گاڑی میں صرف اس کی آواز گونج رہی تھی اور وہ مکمل آنکھیں کھول کر کے اسے سن رہی تھی اسے پہلی بار اندازہ ہوا کہ اس کی آواز کتنی اچھی تھی، وہ بولتا کتنا اچھا لگتا تھا۔ایک سحر تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جو اسے اپنے گرد محسوس ہوا تھا وہ بس یک ٹک اسے دیکھے گئی۔کچھ دیر یونہی خاموشی کی نظر ہو گئے۔

"اب ایسے دیکھو گی تو مجھے شرم آجائے گی" عائزل کو ایسے دیکھتا پا کر اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا۔

"نہیں فکر نہ کرو تمہیں کبھی شرم نہیں آسکتی" وہ ہنوز اس کی طرف دیکھتی بولی مگر چہرے پر ابھی کچھ وقت پہلے کے محسوسات بلکل نہیں تھے۔وہ اپنے جذبات اچھی طرح سمجھ سکتی تھی مگر انہیں چھپانا بھی جانتی تھی۔

ہارون نے ہنس کے گاڑی سٹارٹ کر دی وہ اب اسے کچھ اور کہہ رہا تھا اور وہ پھر سے ونڈو گلاس سے باہر دیکھنے لگ گئی آواز مدھم پڑھنے لگی کار کے شیشے میں عائزل کا بننے والا عکس دھندلانے لگا۔

چونک کر عائزل نے اپنے ارد گرد دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اکیلی تاریک کمرے میں بیٹھی تھی سامنے لیپٹاپ کی سکرین روشن تھی۔اس نے وقت دیکھا دو بج کر بیس منٹ ہو چکے تھے۔اس نے ماتھے پر ہاتھ مارا اور جلدی سے اپنا رول نمبر لکھنے لگی۔

سکرین پر ایک نیلے رنگ کا گول نشان گھومنے لگا عائزل کی نظریں اس نشان پر تھی دل دھڑکا تھا۔

اگلے ہی لمحے سکرین پر ایک پیج کھلا۔جیسے جیسے تحریر پڑھتی جا رہی تھی ویسے ویسے اس کی آنکھوں کی پتلیاں پھیلتی جا رہی تھی۔

"الحمدللہ" کچھ دیر بعد وہ دھیمے سے انداز میں بولی۔

وہ پاس تھی وہ میڈیکل کا امتحان پاس کر چکی تھی اپنی منزل کی پہلی سیڑھی اس نے پار کر لی تھی۔وہ بھی پہلی ہی بار۔

مگر وہ ویسے خوش نہیں تھی جیسے اسے ہونا چاہیے تھا اسے لگا تھا جب وہ یہ دن دیکھے گی وہ خوشی سے پاگل ہو جائے گی اسے لگے گا اس نے دنیا حاصل کر لی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شاید اللہ نے اس کو اس کی محبوب چیز سے آزمایا تھا ہارون اس وقت غلط سمجھا تھا وہ عائزل کی محبوب شے تو کچھ اور تھی۔ عائزل کو ہارون سے آزمایا گیا تھا۔

عائزل حماد کی اب ہر خوشی ادھوری تھی۔

"عائزل۔۔۔ عائزل جلدی نیچے آؤ" خدیجہ بیگم کی آواز پر اس نے آنکھیں کھولیں۔ ارد گرد نظریں گھما کر دیکھا۔ ذہن پر زور ڈالا تو یاد آیا کہ وہ کل یونہی بیڈ پر آنکھیں بند کیے لیٹی تھی۔ کب اس کی آنکھ لگ گئی اسے احساس ہی نہیں ہوا تھا۔ خدیجہ بیگم کی آواز دوبارہ آنے پر وہ سیدھی ہوئی لیکن کمر میں کھچاؤ کی وجہ سے شدید ٹیس اٹھتی محسوس ہوئی۔ لیکن وہ خود کو نارمل کرتی دروازے تک آئی۔

"پانچ منٹ امی۔۔ بس آ رہی ہوں" کہہ کر وہ واشروم کے اندر گھس گئی۔

پانچ منٹ بعد وہ سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ چہرہ دھونے کے باوجود اس کا چہرہ خوابیدہ لگ رہا تھا آنکھوں کے پپوٹے گلابی ہو رہی تھے اور چہرہ پیلا۔

وہ بیمار لگ رہی تھی۔خدیجہ بیگم اس کی حالت دیکھ کر اندر ہی اندر ٹوٹ گئ تھیں۔کاش وہ دنیا کی ساری خوشیاں اس کو لا دیتی تاکہ اس کے چہرے کی وہ رونق واپس آجاتی۔وہ یاسیت سے اس کا چہرہ دیکھے گئ جو چہرہ جھکائے سیڑھیاں اتر رہی تھی۔

"اسلام علیکم "لاؤنج میں آکر اس نے باآواز بلند کہا۔لاؤنج میں خدیجہ بیگم کے ساتھ بیٹھی خاتون نے اس کے سلام پر نظر اٹھا کر دیکھا اور ایک خوشگوار سی مسکراہٹ کے ساتھ سلام کا جواب دیا۔خدیجہ بیگم معدوم سا مسکرا دی۔

"کیسی ہو آپ بیٹا؟"اس خاتون نے پوچھا تھا۔وہ ہلکے پستہ رنگ کے قمیض شلور میں ملبوس تھیں۔کلائیوں میں دو سونے کے کنگھن،ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کے نگینہ والی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔سر پر دوپٹہ اس طرح لے رکھا تھا کہ سے کے بال اور گردن اچھی طرح ڈھکی ہوئی تھی۔پھینے نقوش،اور باریک کٹاؤدار ہونٹ۔ان کے چہرے پر ایک عجیب سا شفاف پن تھا۔ایک ٹھہراؤ سا تھا ان کی شخصیت میں۔

عائزل انکھوں میں تحیر لیے بیٹھ گئ۔

"میں ٹھیک ہوں" وہ بمشکل مسکرا کر بولی تھی اور پھر سوالیہ نظروں سے خدیجہ بیگم کی طرف دیکھنے لگی۔

"بیٹا یہ عمر مسجد کی معلمہ ہیں۔ام ہانی۔ہم سے ملنے آئیں تھیں تو میں نے سوچا تم سے بھی ملوا دوں۔" خدیجہ بیگم اس خاتون کی طرف دیکھ کر کہہ رہیں تھی۔

عائزل کے چہرے کی الجھن جاتی رہی مگر وہ اداسی ویسے کی ویسے ہی تھی۔

"میں چائے لے کر آتی ہوں آپ کے لیے" خدیجہ بیگم کہہ کر کچن میں چلی گئی۔

لاؤنج میں اب وہ دونوں ہی رہ گئے تھے۔اور تیسرا فرد "خاموشی" تھی۔

"کیا کرتی ہو آپ؟" ام ہانی نے ہی اس خاموشی کو توڑا تھا۔

"میں نے ایم ڈی کیٹ کلئیر کیا ہے کچھ دنوں میں کلاسز شروع ہو جائیں گی" اس نے بے دلی سے جواب دیا تھا۔

"اوہ ماشاءاللہ بہت مبارک ہو آپ کو" وہ اتنی خوشی سے بولیں کہ عائزل جو محسوس ہوا کہ وہ ابھی اٹھ کر اسے گلے لگا لیں گی۔بدقت اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔

"کیا آپ خوش نہیں ہیں؟" اس کا اتنا پھکا ردعمل دیکھ ام ہانی کو حقیقتاً دھچکا لگا تھا۔

"نہیں ایسا تو نہیں ہے، میں خوش ہوں۔"

"لیکن آپ کا چہرہ اس بات کی گواہی نہیں دے رہا" ام ہانی اس کی ستی ہوئی آنکھوں میں جھانکتے بولی۔ وہ بے اختیار نظریں چرا گئی۔

"آپ کو پتہ ہے ہر سال کتنے بچے یہ امتحان دیتے ہیں؟" ام ہانی کا لہجہ ایک دم ہی سنجیدہ سا ہو گیا تھا۔ وہ کہنا چاہتی تھی کہ "ہاں وہ جانتی ہے اور اسے وہ ایک لمبی تقریر نہیں سننی کہ ہر کسی کو یہ کامیابی نہیں ملتی اور اگر ملتی ہے تو قسمت والوں کو ملتی ہے وغیرہ وغیرہ" مگر اس کے لبوں سے کچھ اور نکلا تھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کتنے؟"

"ڈیڑھ لاکھ سے دو لاکھ کے درمیان" وہ پوری طرح سے عائزل کی طرف متوجہ تھیں۔

"اور ان میں سے ہر سال بہت سے بچے ناکام ہوتے ہیں تو آپ نے کبھی غور نہیں کیا کہ آپ پہلی بار میں ہی کامیاب کیسے ہو گئی؟"

ان کی آنکھیں اب بھی عائزل پر جمی تھیں۔ عائزل اس غیر متوقع سوال پر الجھ گئی۔

"کیونکہ میں نے محنت کی"

"محنت ہر سال بہت سارے بچے کرتے ہیں، دن رات ایک کر دیتے ہیں تو ان کو پہلی بار میں کیوں کامیابی نہیں ملتی"

عائزل ناسمجھی سے انہیں دیکھتی رہی۔

اس کی طرف سے جواب نہ آنے پر ام ہانی نے دوبارہ بولنا شروع کیا۔

"آپ نے وہ آیت سنی ہو گی۔

ان مع العسر یسرا

کیا مطلب ہے اس آیت کا، جانتی ہیں ؟"ان کے لہجے میں اب ایک عجیب سی مٹھاس گھلنے لگی تھی۔گلابی ہونٹوں پر مسکراہٹ احاطہ کرنے لگی۔

"جی۔۔۔بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے"عائزل نے فوراً ترجمہ کہہ ڈالا۔

"تو اپنی زندگی پر سوچیں۔کیا کوئی ایسی مشکل آئی ہے آپ پر جس نے آپ کو توڑ کر رکھ دیا؟"

ام ہانی اس سے پوچھ رہیں تھیں اور اس کے ذہن کے پردوں پر ہارون کی آواز گونجنے لگی تھی

"ہاں میں نے منع کیا ہے" اس کے دل پر کسی نے گھونسہ مارا تھا۔

لیکن وہ ضبط کیے بیٹھی رہی ام ہانی آگے بول رہی تھی۔

"ہو سکتا ہے آئی ہو اور اللہ نے آپکی اس مشکل کے ساتھ آپ کو یہ آسانی دی ہو۔ایک حوصلہ،ایک امید،ایک ڈھارس، کہ مشکل وقت ہے تو کوئی بات نہیں،وہ اللہ ہے نا وہ اپنے بندوں کو بہت اچھی طرح جانتا ہے۔ان کی طاقت سے زیادہ ان پر بوجھ نہیں ڈالتا"

عائزل گنگ سی انہیں سنے جا رہی تھی۔اس نے پہلے کیوں نہیں سوچا ایسا۔یہ وہ آسانی تھی جو اسے مشکل کے ساتھ عطا کی گئی تھی۔ہارون کا دھوکے نے اسے توڑا تھا لیکن اللہ نے اس کا دوسرا خواب پورا کر کے اس کے لیے آسانی پیدا کی تھی۔اس کو اس کے بچپن کے خواب کی تعبیر دے کر جوڑا گیا تھا۔لیکن وہ اپنے غم میں اس قدر اندھی ہو گئی تھی کہ وہ دیکھ ہی نا سکی کہ اللہ نے اس کے غم ہلکا کرنے کے لیے اتنی بڑی نعمت عطا کر دی تھی۔ایک دم سے ہی اس کے کندھوں پر منوں وزن آ گیا تھا۔وہاں بیٹھ کر اس سے ضبط کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

وہ کیسے اپنے رب کی ناشکری کر سکتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ام ہانی آگے بھی کچھ کہہ رہی تھی۔ مگر اس کا دماغ کام کرنا بند کر چکا تھا۔خدیجہ بیگم چائے لے کر آئیں تو وہ معذرت کرتی اپنے کمرے میں واپس آگئی۔

پیچھے خدیجہ بیگم ام ہانی سہ کہہ رہی تھی۔

"میری بیٹی ہارون سے شاید محبت کرنے لگی تھی۔۔۔"

ام ہانی نے پر سوچ نظروں سے ان سیڑھیوں کو دیکھا جہاں سے ابھی عائزل گزر کر گئی تھی۔وہ اس لڑکی کے لیے کچھ تو کریں گیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اپنے کمرے میں تاریکی کیے وہ فرش پر بیٹھی ہوئی تھی۔ گھٹنے سینے سے لگا کر سر ان پر رکھا ہوا تھا اور بازوؤں سے اپنے گرد حصار باندھا ہوا تھا۔ام ہانی کی باتیں اس کے زہن میں گردش کرتی رہیں تھیں۔اس کو ایک نئے ملال نے آن گھیرا تھا۔اس کی سب سے پہلی خواہش تھی کہ وہ ڈاکٹر بنے۔اس نے یہ خوب کب دیکھنا شروع کیا تھا اسے خود بھی نہیں پتہ تھا۔وہ اتنی محنت کیوں کرتی تھی۔رات دن ایک کر دیے تھے اس نے، صرف اس لیے کہ وہ اپنی زندگی کا پہلا

خواب پورا کر سکے۔اور اب جب وہ پورا ہوا تھا تو وہ ایسے ناشکری ہوئی بیٹھی تھی۔اس کو خوشی کیوں نہیں ہو رہی تھی۔

کیا اس لیے کہ ہارون اس کے پاس نہیں ہے۔ہر بار کی طرح اس کی کامیابی پر وہ اسے کہیں گھمانے نہیں لے کر گیا۔کیا واقعی اس لیے؟

وہ اپنی سوچوں میں مگن تھی جب چاند کی چاندنی کھڑکی سے رینگتی اس کے قدموں تک آ گئی۔اس نے بے اختیار سر اٹھایا چاند کی طرف نظر اٹھنے لگی لیکن وہ رک گئی۔

اس نے کب ہارون کے بغیر چاند کو دیکھا تھا۔وہ تو بچپن سے پورے چاند کی راتوں میں چھت پر جا کر بیٹھ جاتے تھے اور چاند کو دیکھتے کہانیاں سنایا کرتے تھے۔پھر وہ بڑے ہو گئے تو وہ کہانیاں باتوں میں بدل گئی۔روزمرہ کی باتیں، ہنسی مذاق،اور کبھی کسی فلسفے پر بحث۔عائزل کے لیے وہ بس ایک چاند نہیں تھا وہ بے شمار یادوں کا گواہ تھا۔

وہ بے بس سی ہو کر اٹھی اور بغیر چاند کی طرف دیکھے کھڑکی کے آگے بے دردی سے پردہ سرکا دیا۔ہارون کی یاد دلاتی ہر چیز وہ خود سے دور کر دینا چاہتی تھی۔لیکن اپنے اندر سے وہ خود اس کی یاد نکالنے کے لیے تیار نہیں تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

صبح اس کی آنکھ مسجد میں ہوتے اعلان پر کھلی تھی۔ عمر مسجد میں عورتوں کے لیے درس کا انتظام کیا گیا تھا اور دعوت عام دی جا رہی تھی۔ اس نے کوفت سے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے رگڑا اور اٹھ بیٹھی۔

"کیا مصیبت ہے" وہ جھنجھلائی سی واشروم میں گھس گئی۔

کچھ دیر بعد نہائی دھوئی سے سفید قمیض شلوار میں ملبوس عائزل سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ خدیجہ بیگم بڑی سی چادر لیے جانے کو تیار تھی۔

"کہاں جا رہی ہیں امی؟" لاؤنج میں رکھے صوفے پر بیٹھتی اس نے سرسری سا پوچھا۔

"میں یہ عمر مسجد تک جا رہی ہوں۔ درس ہو رہا ہے وہاں" خدیجہ بیگم چادر درست کرتی اسے کہہ رہیں تھی

"تم بھی چلو ساتھ، گھر میں اکیلی کیا کرو گی عابش اور معیز تو دو بجے کے بعد آئیں گے"

"نہیں امی مجھے نہیں جانا۔ کیا ہوتا ہے ان روایتی درسوں میں، نماز پڑھو، روزے رکھو، برائی سے بچو، کسی کو تکلیف نہ دو، مجھے یہ ساری باتیں پتہ ہیں" وہ بے زار سا بول رہی تھی، نظریں سامنے ٹی وی کی سیاہ سکرین تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"گھر میں فارغ رہنے سے تو اچھا ہے نا"

"امی مجھے نہیں جانا" کہہ کر س نے ٹی وی کا ریموٹ اٹھا کر ٹی وی آن کر لیا۔

خدیجہ بیگم افسوس سے سر ہلاتی خود ہی چلی گئ۔

وہ بلا وجہ ریموٹ کے بٹن دبا رہی تھی جب اچانک ایک منظر دیکھ کر رک گئ۔ ایک بہت خوبصورت وادی کا منظر تھا جو چاروں اور پہاڑوں سے گھری ہوئی تھی اور درمیان میں ایک شفاف پانی کا چشمہ۔ وہ کوئی ڈاکومینٹری تھی۔

"مجھے پہاڑ بہت پسند ہیں" یادوں کو دریچے سے ایک کوندہ سا لپکا تھا

"پہاڑ ظالم۔۔"

Clubb of Quality Content

"تم نے ایک بار اور کوئی بکواس کی تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گی" وہ درشتی سے اس کی بات کاٹتی ہوئی بولی۔

"یار وہ دیکھو وہ بھی تو پہاڑ ہی ہیں" دور نظر آتے پہاڑوں کی طرف اشارہ کرتا ہارون اپنی ہنسی ضبط کر رہا تھا۔

"وہ دور ہیں، مجھے ان کے قریب رہنا ہے"

وہ منظر میں کھوئی سے ندی کی طرح بہتی جا رہی تھی جب ایک بار پھر مسجد سے اعلان کی آواز پر وہ چونک گئی۔

اپنے اطراف میں دیکھا تو نہ وہ چھت پر کھڑی تھی اور نہ اس کے پاس ہارون تھا۔ سیاہ آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔

"کاش ہارون میرے ساتھ یہ کرنے سے پہلے تم مر گئے ہوتے تاکہ تمہیں یاد کرتی تو مسکرا دیتی۔ اب۔۔۔ اب میں کیا کروں، تمہاری ہر یاد مجھے تکلیف دیتی ہے۔"

وہ بہتے آنسوؤں کے ساتھ کہہ رہی تھی جب ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔ اعلان کرنے والا اعلان کر کے خاموش ہو گیا تھا۔

اس نے ٹی وی بند کیا اپنا سفید ڈوپٹہ سر پر رکھا اور باہر کی طرف چل دی۔ پرانی یادوں سے بہتر تھا کہ وہ پہلے سے سنی باتیں ایک بار پھر سن لے۔ شاید ثواب ہی مل جائے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ سفید ٹائلوں والی عمر مسجد میں داخل ہوئی تو ہر طرف خاموشی تھی۔یہ بات نئی تھی کہ اتنی زیادہ عورتیں بیٹھی ہوں اور وہ خاموش ہوں۔اس نے اطراف میں خدیجہ بیگم کی تلاش میں نظر دوڑائی مگر اس کی نظر ناکام واپس لوٹ آئی تو وہ وہیں ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گئی۔ہر طرف نیلے رنگ کے قالین بچھے تھے اور عورتیں ایک سمت میں دیکھتی خاموش تھیں۔اس نے ان عورتوں کے نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو وہاں ایک خالی کرسی رکھی ہوئی تھی۔ یہاں شاید کوئی نعتیں پڑھنے والی آتی ہو گی۔وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ ایک جانب سے عورتوں کی سلام کرنے کی آواز بلند ہوئی۔اس نے حیرانی سے اس جانب دیکھا تو ام ہانی وہاں سے چلتی آرہی تھی۔راستے میں سلام کرنے والی عورتوں کو مسکرا کر سلام کا جواب دیتی وہ اس کرسی کی جانب بڑھ رہیں تھی۔ہلکے سبز رنگ کا سوٹ پہنے دوپٹے کو سر پر اس طرح جمائے کے گردن اور بال اچھی طرح چھپے ہوئے تھے۔ان کو گول چہرہ شفاف اور نورانی تھا۔کٹاؤدار ہونٹوں پر ہلکا سا گلابی لپ گلاس لگائے وہ سادگی میں خوبصورتی کی انتہا پر تھیں۔اور ان کی شخصیت کا وقار انہیں مزید پرکشش بنا رہا تھا۔وہ بغور ان کا جائزہ لینے میں مشغول تھی جب مائیک میں آواز گونجی

"اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"

ہال میں ایک دم سے آواز گونجی

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"

ام ہانی نے ایک نظر ہال میں گھمائی۔ایک کونے میں بیٹھی عائزل ان کی نظروں میں آگئی تھی تبھی ان کے ہونٹوں پر ایک جاندار مسکراہٹ آئی۔انہوں نے تلاوت سے آغاز کیا۔نجانے وہ کس سورہ کی آیت تھی وہ سمجھ نہ سکی لیکن ام ہانی کی آواز میں وہ آیت اس قدر پراثر تھی کہ بے ساختہ اسے اپنے رونگھٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے۔یہ کیفیت اس کے لیے نئ تھی۔

تلاوت کے بعد انہوں نے نعت پڑھی۔وہ اس آواز کے جادو میں خود کو ڈوبتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔وہ اس قدر جذب سے سن رہی تھی کہ اپنی آنکھوں سے نکلنے والے آنسوؤں تک سے بے خبر رہی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نعت کے بعد ام ہانی کوئی کلمات کہہ رہی تھی لیکن وہ ابھی تک نعت کے اثر میں تھی۔

"میں نے آغاز میں قرآن پاک کی جو آیت تلاوت کی وہ سورۃ شوریٰ کی آیت ہے جس کا ترجمہ ہے کہ

تمہیں اس دنیا میں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہی اعمال کی وجہ سے پہنچتی ہے اور بہت سوں سے تو وہ در گزر فرماتا ہے"

ام ہانی کی آواز مائیک میں گونج رہی تھی اور ہر کوئی سانس تھامے انہیں سن رہا تھا۔

"اس آیت کے دو مطالب میری سمجھ میں آتے ہیں۔ایک تو یہ کہ ہمیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ ہمارے اپنے گناہوں کی وجہ سے پہنچتی ہے جو ہم ماضی میں کر چکے ہوتے ہیں۔ دوسرا مطلب یہ کہ جو مصیبت ہمیں پہنچی ہے وہ ہمارے گناہوں کی معافی کا سبب بن جاتی ہے۔جیسا کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

مومن کو اگر کانٹا بھی چبھے تو اس کے بدلے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

لیکن بہت سے گناہ ایسے ہیں جو اللہ خود ہی معاف کرتا ہے اپنی رحمت سے۔"

عائزل اپنی تمام تر حسیات اس مائیک میں گونجتی آواز پر لگا چکی تھی۔اس نے ایسا ماحول اور ایسا سحر پہلے کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔

"ہم پہلے مطلب کی طرف آتے ہیں۔یعنی جو ہم اعمال کما رہے ہیں وہ ہمارے زندگی میں آنے والی مصیبتوں کی وجہ ہیں۔ چلیں ہم اپنے اعمال دیکھتے ہیں۔ کیا کوئی ایسا عمل ہے جو برا

ہو؟ کوئی ایسا عمل جو گناہ کے زمرے میں آتا ہو؟ کوئی ایسا عمل جس کا آنے والے وقت میں نتیجہ برا ہو؟

اب اس بات پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں کیسے پتہ ہو گا کہ کسی عمل کا نتیجہ اچھا ہے یا برا۔"

وہ سانس لینے کے لیے رکی

"کسی بھی کام کا نتیجہ اچھا ہے یا برا یہ جاننے کے لیے ہمیں اپنے ضمیر کا جگانا پڑے گا۔اس سے پوچھے کہ جو ہم نے کیا یا جو ہم کریں گی کیا وہ گناہ کا کام تو نہیں۔اب ایک شخص ہے وہ کسی سکول میں پڑھاتا ہے۔ لیکن سکول میں وہ بہت تھک جاتا ہے تو اپنی کسی کسی کلاس کے دوران وہ غفلت برتتا۔ کبھی سو جاتا تو کبھی کلاس میں ہی نہ آتا۔سالانہ امتحان میں اس کی کلاس بہت بری طرح فیل ہو گئی۔اب بتائیں غلطی کس کی تھی؟بچوں کی یا اس شخص کی جس نے انہیں اچھی طرح پڑھایا نہیں۔"

ہال میں ایک ساتھ ہی آواز بلند ہوئی۔

"اس شخص کی"

" بلکل۔اس شخص کی غلطی تھی "ام ہانی ایک بار پھر مسکرا کر کہہ رہی تھی "اس شخص کی غلطی ہے کہ اس نے اپنے فرض سے غفلت برتی۔اس نے معاوضہ پورا لیا مگر فرض میں کوتاہی کی۔اس کا ضمیر اس جگاتا ہو گا کہ سستی نہ کرو مگر وہ نفس کی مان کر ضمیر کی آوازوں کی طرف سے کان لپیٹ لیتا تھا۔اور اس کا نیتیجہ کیا نکلا؟

ناکامی۔یہ اس کے اعمال کا نتیجہ تھا۔"

ان کے لب مسکرا رہے تھے۔بھرے مجمعے میں ایک بار پھر ان کی نظر عائزل کی جانب اٹھی تھی۔

"اب آتے ہیں ایک ایسے مرض کی طرف جس نے ہمارے معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کرنا شروع کر دیا ہے۔حرام تعلقات۔"

ناچاہتے ہوئے بھی عائزل کی گردن میں گلٹی ابھری۔وہ تو ان چیزوں سے دور تھی تو پھر یہ خوف کیسا۔

"آج کل ہر دس میں نے آٹھ لڑکیاں اس مرض میں مبتلا ہیں اور انہیں اس بات کا علم بھی نہیں ہوتا کہ یہ گناہ ہے۔اور جب پھر یہ حرام تعلق انہیں توڑ دیتے ہیں تب انہیں احساس ہوتا

ہے کہ انہوں کیسے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی قبر تیار کی ہے۔ لڑکیاں معصوم وتی ہیں۔ وہ اس معاشرے کے وحشی روپ سے بلکل بے خبر۔ صنف مخالف کی جانب سے کی جانے والی میٹھی میٹھی باتیں انہیں اچھی لگتی ہیں اور وہ ان کے جال میں پھنستی چلی جاتی ہیں۔ اور جب وہ کسی بھیڑیے کی درندگی کا شکار بن جاتی ہیں تو سوچتی ہیں کہ ہمارے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا۔ میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا انہوں خود حرام کی طرف قدم نہیں بڑھایا تھا؟

میں ان لڑکیوں کی بات نہیں کر رہی جو جنسی تشدد کا شکار ہوئی ہیں۔ میں ان کی بات کر رہی ہوں جو خود پہلے اس حرام کام میں ملوث ہوتی ہیں۔ ہاں! سب لڑکیاں زنا کی حد تک نہیں جاتی لیکن کیا نا محرم سے میٹھی میٹھی باتیں کرنا گناہ نہیں؟ کیا محبت کے عہد و پیماں کرنا گناہ نہیں؟ کیا بغیر کسی رشتے کے اظہار کرنا گناہ نہیں؟"

عائزل کو اپنے دل زبح ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے اظہار نہیں کیا تھا۔ لیکن اشارہ تو دیا تھا۔ اس نے کبھی کوئی نازیبا بات نہیں کی تھی مگر وہ ہارون سے اپنی ہر بات کرتی تھی۔ اس پر حق جتاتی تھی۔ راتوں کو چھت پر چاند کی چاندنی میں بے مقصد اس کی ساتھ باتیں کرتی تھی۔ وہ اتنی بچی نہیں تھی کہ ہارون کی اپنے لیے پسندیدگی سے واقف نہ ہو اور ہارون بھی تو اس کی

پسندیدگی سے واقف تھا۔ہاں انہوں نے کبھی اپنی حدود سے تجاوز نہیں کیا تھا مگر وہ جب سب سیر کرنے جاتے تھے تو وہ ہارون کا ہاتھ پکڑ کر چلتی تھی۔ یہ تو ان کا بچپن کا معمول تھا۔ لیکن کیا بچپن کی تمام باتیں جوانی میں بھی درست ہوتی ہیں۔

لیکن ہارون کوئی غیر تو نہیں تھا وہ تو اس کا بچپن کا دوست تھا۔وہ تو ساتھ بڑے ہوئے تھے۔تو پھر کیسے یہ سب غلط تھا۔

"اور ہماری جوان نسل کا زیادہ نقصان تو ان کے والدین کرتے ہیں۔ بچپن میں تو ہمیں کہہ دیا کہ یہ تمہارا کزن ہے، بھائی ہے، لیکن جوانی میں قدم رکھنے کے بعد والدین بچوں کو بتانا بھول جاتے ہیں کہ انہیں کزن کے ساتھ ایک حدود میں رہنا ہے۔وہ اب بچپن کے دوست نہیں رہے، وہ اب جوان ہو گئے ہیں اور ہمارے لیے نا محرم ہیں۔یہ ہمارے والدین نے ہمیں بتانا تھا مگر نہیں وہ رشتوں کے لحاظ میں اپنے بچوں کو ان کی حدود نہیں بتاتے۔اور یہی بچپن کے کھیل کب جوانی میں محبت میں بدل جاتے ہیں پتہ ہی نہیں چلتا۔"

عائزل کے دل میں ایک گھونسہ پڑا تھا۔اس لگا اس ہال میں موجود سب لوگ اس دیکھ رہے ہیں۔ان کی نظریں چبتی ہوئی محسوس ہوئی۔وہ اس چیز کو پہلے کیوں نہیں سمجھی۔جب

Clubb of Quality Content

اسے ہارون کے لیے اپنی پسندیدگی کا ادراک ہوا تھا تو اسی وقت اس نے خود پر بند کیوں نہیں باندھے۔ وہ کیوں اس پسندیدگی کو چاہت اور پھر محبت تک لے گئی۔ وہ اتنی بھی بچی نہیں تھی کہ ان چیزوں کو سمجھ نہ سکے لیکن مسئلہ یہ تھا کہ یہ باتیں اسے کبھی غلط لگی ہی نہیں

ام ہانی کی آواز اب پہلے سے بلند ہو گئی تھی۔ وہ مسلسل بول رہی تھیں

"اور ہماری بہنوں اور بیٹیوں کو چاہئیے کہ وہ خود اس بات کا احساس کریں۔ اللہ نے عورتوں کے اندر ایک حس رکھی ہے کہ جان لیتی ہیں کے مرد اسے کس نظر سے دیکھ رہا ہے۔ جب اسے احساس ہو جائے تو فوراً اپنی حدود تنگ کر لے۔ خود پر پہرے بٹھائے اور مخالف کو ایک حد میں رکھے۔ سورۃ الاحزاب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اور ان سے نرمی سے بات مت کرو یہ ہمارے لیے ہی ہے کہ ہم نے نامحرم سے نرمی سے بات نہیں کرنی۔ ہمارے شیریں لہجے صرف اس کے لیے ہونگے جس کے ساتھ ہم نکاح کے رشتے میں منسلک ہونگے۔"

عائزل کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔ وہ بے آواز رو رہی تھی۔ آج اسے ایک نیا رخ نظر آیا تھا۔ وہ اتنی دن سے ہارون کا قصور نکال رہی تھی۔ آج اسے خود اپنی غلطی نظر آئی تھی۔ یہ وہ خود تھی جس نے ہارون کو اجازت دی کہ وہ اس قدر شدید دکھ پہنچا سکے۔ اگر وہ ہارون کے

لیے اپنے جزبات کو قابو میں رکھتی تو اس کا یہ دھو کہ اسے اس قدر تکلیف سے دوچار نہ کرتا۔یہ وہ خود تھی جس نے ہارون کی عادت بنالی تھی۔اس نے ہارون کے ساتھ اپنی حدود کا تعین نہیں کیا تھا۔اس کی تکلیف اس کے اپنے اعمال کا نتیجہ تھی۔

"لیکن اب ہم اس جال میں پھنس گئے ہیں تو خود کو کیسے نکالیں ؟"ام ہانی نے ہال میں نظر دوڑائی۔بہت سے چہرے جواب کے متلاشی تھے۔عائزل خالی خالی نظروں سے ام ہانی کے پر نور چہرہ دیکھ رہی تھی

"محبت کو محبت سے کاٹا جاتا ہے۔مخلوق کی محبت تکلیف دے تو اسے خالق کی محبت سے بدل کر سکون حاصل کیا جا سکتا ہے۔یقین کریں کی اللہ کی محبت سب محبتوں سے افضل اور اعلیٰ ہے۔یہ آپ کو گرنے نہیں دیتی۔یہ آپ کو تکلیف نہیں دیتی۔یہ ازل تک قائم رہے گی۔یہ کبھی آپ سے جدا نہیں ہو گی۔آپ اس محبت کے ہوتے کبھی تنہا نہیں ہو سکتے۔تو کیا یہ سودا برا ہے ؟کیا خالق کی محبت افضل ہے یا مخلوق کی۔

ایک بار اپنا تعلق اپنے رب سے جوڑ کر دیکھیں وہ آپ کو تھام لے گا۔آپ کو ٹوٹا ہوا دل جوڑ دے گا۔آپ کے زخموں کو اپنی رحمت سے بھر دے گا۔اللہ کے محبت ہیل کرتی ہے۔آپ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نے بس اس کی طرف قدم بڑھانا ہے وہ دنیا کی تمام محبتوں سے بے نیاز کر دے گا۔ پھر جن محبتوں کے لیے ابھی آپ تڑپ رہے ہیں وہ آپ کے در پر دوبارہ آ بھی جائیں تو معنی نہیں رکھیں گی"

ام ہانی ابھی بھی بول رہی تھی۔ مگر عائزل کے لیے وہاں بیٹھنا دشوار ہو گیا تھا۔ وہ اللہ کے حضور سر رکھ کر رونا چاہتی تھی۔ اپنی غلطی کا اعتراف، توبہ کرنا چاہتی تھی۔ وہ اٹھی اور ان عورتوں کے بیچ سے راستہ بناتی وہاں سے نکل گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نئی صبح اپنے اندر بہت سے بدلاؤ لے کر آئی تھی۔ اچھے بدلاؤ۔ عمر مسجد سے آنے کے بعد وہ اپنے کمرے تک محدود رہی تھی۔ رات جب خدیجہ بیگم کے بلانے پر باہر آئی تو وہ اس کا رویا رویا سا چہرہ دیکھ کر پھر سے نظریں چرا گئیں۔ مگر پہلے کی نسبت وہ بہت ہلکی پھلکی لگ رہی تھی۔ عابش اور معیز کے ساتھ پہلے کی طرح بات کر رہی تھی۔ انہوں نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا تھا اور پھر آج وہ خود ہی اٹھ کر نیچے آ گئی تھی۔ آج اس کا میڈیکل کالج میں پہلا دن

تھا۔ہر طرف لڑکے لڑکیاں آجا رہے تھے۔وہ گراؤنڈ کے ایک سنگی بینچ پر بیٹھی گود میں رکھے رجسٹر کو گھور رہی تھی۔

تبھی اس کے ساتھ ذرا فاصلے پر ایک وجود آ کر بیٹھا۔

عائزل نے زرا سا سر اٹھا کر دیکھا۔

ایک لڑکی خوش مزاجی سے اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"اسلام علیکم میرا نام مرحہ،اور آپ کا" عائزل کبھی خود سے اجنبی لوگوں کے ساتھ گفتگو کا آغاز نہیں کرتی تھی اور کوئی دوسرا اس کے ساتھ یہ کام کرے اسے اچھا نہیں لگتا تھا۔

"وعلیکم اسلام! میرا نام عائزل ہے" ایک رسمی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور پھر کلائی میں بندھی گھڑی میں ٹائم دیکھا۔

ابھی دس منٹ رہتے تھے کلاس لگنے میں۔وہ اکیلی تھی جان پہچان کا بھی کوئی نہیں تھا اس لیے وہ تھوڑی بہت نروس بھی تھی۔

"کیا کرنے آئی ہیں آپ یہاں؟" سامنے بیٹھی لڑکی نے مسکراتے ہوئے پھر سے پوچھا۔

شاید وہ ایک باتونی لڑکی تھی اور ابھی اسے کوئی مل نہیں رہا تھا جس سے وہ بات کرے۔عائزل نے اس کے بارے میں یہی اندازہ لگایا تھا۔

اس نے ایک نظر اس دیکھا اور پھر ارد گرد چلتے پھرتے ہجوم کو۔

"پڑھنے آئی ہوں"انداز جتانے والا تھا۔

"اوہ میں بھی پڑھنے آئی ہوں"۔مقابل ایسے بولا تھا جیسے اس کی زندگی کا سب سے بڑا اتفاق یہی ہوا تھا کہ میڈیکل یونیورسٹی میں اس کے ساتھ بیٹھی لڑکی بھی پڑھنے آئی تھی جیسے وہ خود پڑھنے آئی تھی۔

عائزل نے ایک حیران نظر اس پر ڈالی وہ لڑکی واقعی عجیب تھی۔

"لیکچر جا ٹائم ہو گیا میں چلتی ہوں"عائزل مسکرا کر کہتی ہوئی اٹھ گئ۔

"اوہ ہاں میرا بھی، بیسٹ اوف لک"وہ پرجوش سی کہتی اپنی چیزیں اٹھانی لگی۔

عائزل نے ایک نظر اسے دیکھا اور کلاس کی طرف قدم بڑھا دیے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کلاس میں پہنچنے کے بعد اپنی نشست سنبھالتے ہوئے اس نے پھر اسی لڑکی کو کلاس میں داخل ہوتے دیکھا

اس لڑکی نے بھی عائزل کو دیکھ لیا تھا۔

تبھی تیزی سے چلتی اس کے ساتھ بیٹھتی بولی۔

"ارے آپ کی بھی یہی کلاس ہے۔واؤ!"

عائزل نے دل ہی دل میں ایک ٹھنڈی آہ بھری "جی اتفاق سے "

"آپ کہاں سے ہیں" وہ لڑکی پھر سے بولی تھی۔

"آپ نے اپنا نام کیا بتایا تھا؟"عائزل نے بس اس کا سوال بدلنا چاہا تھا۔بلاوجہ کی زیادہ سوشل ہونے والی لڑکیاں بھی اچھی نہیں لگتی۔

"میرا نام مرحہ،!آپ کہاں رہتی ہیں"

"دیکھیں مجھے۔۔۔"وہ اسے صاف صاف ٹوکنے لگی تھی جب سر کلاس میں داخل ہوئے۔

"اوہ سر آگئے آپ بعد میں بتایئے گا" یہ کہہ کر مرحہ نے اپنار جسٹر نکال لیااور الرٹ سی ہو کر سر کی طرف دیکھنے لگی۔عائزل کو اس کی دماغی حالت پر شک ہو رہا تھا آخر اس نے ایم ڈی کیٹ پاس کیسے کر لیا۔ایک گھوری اس بے خبر لڑکی کو نوازتے وہ سر کی طرف متوجہ ہو گئ۔

باقی کا سارا دن مرحہ اور وہ دونوں ساتھ رہے عائزل اس کی باتوں کے جواب مختصر دے رہی تھی مگر وہ نان سٹاپ بولتی رہی۔

عائزل کبھی جھنجھلا جاتی تو کبھی اسے ہنسی آجاتی۔

مرحہ بچوں جیسی تھی مگر ذہین تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یونیوسٹی کا پہلا طویل دن ختم کر کہ وہ گھر واپس آرہی تھی یونیورسٹی کی بس نے اسی میں روڈ پر اتارا تھا وہاں سے وہ پیدل چل کر گھر آئی تھی۔

"آپ یہاں؟ اوہ مطلب آپ یہاں رہتی ہیں" ابھی اس کا ہاتھ دروازہ کھلنے کے لیے اٹھنے ہی لگا تھا جب اس آواز پر وہ تیزی سے گھومی۔سامنے مرحہ کھڑی تھی۔

عائزل کے تنے عصاب ڈھیلے پڑ گئے۔وہ سمجھ گئی تھی کہ اب وہ اس "مصیبت" سے جان نہیں چھڑا پائے گی۔تکلفاً مسکرا عائزل نے اثبات میں سر ہلا یا۔

"چلیں پھر اپنا گھر تو دکھائیں مجھے۔بتا رہے تھے کہ ہمارے پڑوس میں نئے لوگ آئے ہیں مگر مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ تو اپنی عائزل ہو گی" وہ بے تکلفی سے آگے بڑھ کر دروازے پر لگی بیل بجانے لگی اور اس وقت عائزل کو معلوم ہوا کہ دروازے پر بیل لگی ہوئے ہے ورنہ وہ تو ہمیشہ دروازہ کھٹکھٹاتی تھی۔

"اسلام علیکم آنٹی میں مرحہ، عائزل کی دوست اور آپ کی پڑوسی بھی" وہ خوش ہو کر ایسے بتا رہی تھی جیسے اسے دنیا کا کوئی بہت ہی اہم راز مل گیا۔خدیجہ بیگم نے حیرانی سے اسے دیکھا اور پھر عائزل کو، عائزل نے بے بسی سے کندھے آچکا دیے "آؤ بیٹا اندر آؤ" وہ دونوں اندر داخل ہو گئیں۔

"میں چینج کر کے آتی ہوں" عائزل کہہ کر فوراً اوپر چلی گئی اور مرحہ کو خدیجہ بیگم نے لاونج میں بٹھا دیا۔

"میں تمہارے لیے کچھ کھانے کو لے کر آتی ہوں" مرحہ خاموشی سے وہیں بیٹھی رہی۔

پانچ منٹ گزر چکے تھے آخر اس کا صبر جواب دے گیا۔

"آنٹی" وہ کچن میں داخل ہوتی بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"جی بیٹا کچھ چاہیے تھا" خدیجہ بیگم نرم سے انداز میں بولی۔

"نہیں آنٹی بس میں بور ہو رہی تھی سوچا آپ کے ساتھ ہیلپ کروا دیتی ہوں۔"

"ارے نہیں بیٹا آپ بیٹھو میں بس آبھی لے آتی ہوں سب" خدیجہ بیگم نرم انداز سے بولی۔

"آنٹی آپ کتنا اچھا بولتی ہیں" مرحہ آنکھوں میں خوشگوار سی حیرانی لیے بولی۔

خدیجہ بیگم مسکرا دیں۔ تقریباً دس منٹ بعد عائزل سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے آ رہی تھی کچن سے کسی کے بولنے اور قہقہوں کی آواز آ رہی تھی۔اس نے نیچے آ کر کچن میں جھانکا تو مرحہ اپنے منہ کے مختلف انداز بناتی کچھ بتا رہی تھی غالباً کسی کی نقل اتار رہی تھی اور خدیجہ بیگم اس کے انداز پر کھل کر ہنس رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کتنے دنوں بعد آج اس نے خدیجہ بیگم کو اس طرح مسکراتے دیکھا تھا وہ وہیں کھڑی مسکرا کر ان کو دیکھنے لگی۔ "کچھ مصیبتیں اچھی بھی ہوتی ہیں" وہ ان دونوں کو ہنستا ہوا دیکھ کر یہی سوچ رہی تھی۔

آج عائزل کا یونیورسٹی میں دوسرا دن تھا مگر آج وہ اکیلی نہیں تھی اس کے ساتھ مرحہ بھی تھی دونوں اپنی کلاس کی طرف جا رہی تھی۔

"یار آج کلاس بنک کریں؟" مرحہ ایک دم رک کر بولی عائزل پورا گھوم کر اس کی طرف دیکھا۔

"آج دوسرا دن ہے مرحہ" اسے واقعی یہ لڑکی عجیب لگی تھی۔

"تو کیا ہوا یار ایک دن بریک لیں لے گے تو کیا جائے گا" وہ فیصلہ لے چکی تھی۔

"ٹھیک ہے جیسے تمہیں صحیح لگے" عائزل یہ کہہ کر کلاس کی طرف بڑھ گئ۔

"تم نہیں بنک کرو گی" مرحہ نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔

"نہیں" عائزل نے مڑے بغیر جواب دیا۔

اچھا تو پھر میری پروکسی لگوا دینا"

عائزل ایک بار پھر پورا گھوم کر اس کی طرف مڑی۔

"ایسی کوئی امید مت رکھنا"

Clubb of Quality Content

"پلیز! ٹوزیرو فائیو (205) میرا رولنمبر ہے" مرحہ آنکھیں ٹپٹپاتی ہوئی بولی اور کینٹین کی طرف چلی گئی۔

"حد ہے یہ کیا چیز ہے" عائزل پیر پٹختی ہوئی کلاس کی طرف چلی گئی۔

کلاس میں آئے اسے دس منٹ ہو چکے تھے کلاس میں موجود ٹیچر حاضری لگا رہا تھا۔

"ٹوزیرو فائیو" ٹیچر رجسٹر پر نگاہ جمائے اونچی آواز میں بول رہا تھا آگے سے کوئی آواز نہیں آئی "ٹوزیرو فائیو" ٹیچر نے اب نظر اٹھا کر سب کی طرف دیکھا۔

"پریزینٹ" نہ چاہتے ہوئے بھی وہ بول دی سامنے کھڑے ٹیچر نے اس ایک نظر دیکھا اب وہ پچھتائی تھی وہ نظریں جھکائے اب اپنے رولنمبر کا انتظار تھا "ٹوزیرو نائن"

"پریزینٹ" وہ ہلکی سی آواز میں نظریں جھکائے بولی ایک دم کلاس میں ہلکی سے سرگوشیاں، قہقہے اٹھنے لگے اس نے سر اٹھا کر دیکھا سامنے کھڑے ٹیچر اسے ہی دیکھ رہی تھے بس یہی لمحہ تھا جب وہ جان گئی تھی کہ اس نے خود کے پیر پر کلہاڑی ماری تھی۔

"سر وہ۔۔" الفاظ اس کی منھ میں ہی تھی جب ٹیچر گرج دار آواز میں بولے۔

"آؤٹ" اور عائزل حماد نے سختی سے آنکھیں بند کیں۔

کچھ دیر بعد وہ غصے سے چلتی کینٹین کی طرف جا رہی تھی سامنے ہی اسے اپنی طرف چلتی مرحہ نظر آ گئی مرحہ نے بھی عائزل کو دیکھ لیا تھا۔

"سر نے کلاس سے نکال دیا؟" مرحہ عائزل کے کچھ بولنے سے پہلے بولی عائزل اسے کچھ سخت کہنے ہی والی تھی کہ مرحہ کا ایک آسمان کو چھوتا قہقہہ نکلا۔

عائزل حیرانی سے اس کو دیکھ رہی تھی۔

وہ عجیب انداز سے ہنس رہی تھی عائزل اس کو ہنستا اپنی ہنسی دبانے کی کوشش کر رہی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں ساتھ بیٹھی قہقہہ لگا رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یار یہ کیمسٹری سے بچنے کے لیے میں نے ایم بی بی ایس کیا اب یہ پھر کیمسٹری پڑھائی جا رہی ہے" مرحہ سامنے لیکچر دیتے ٹیچر کی پشت کو بے بسی سے گھورتے ہوئے بولی۔

"کیمسٹری نہیں بائیو کیمسٹری" اپنے رجسٹر پر پینسل سے لکھتے ہوئے عائزل بولی۔

ان کو تین مہینے ہو چکے تھے ساتھ پڑھتے، عائزل مرحہ کا مزاج کافی حد تک سمجھنے لگی تھی۔وہ بے فکر لا بالی سی لڑکی تھی مگر زہین تھی۔عائزل نے اسے دل جمعی سے کلاس لیتے کبھی ہی دیکھا ہو گا وہ عائزل کی طرح کوئی جنون لے کر نہیں آئی تھی۔شاید کچھ لوگ اپنی قسمت پلیٹ میں رکھ کر لے کر آتے ہیں جو چاہتے ہیں ویسا ہی ہو جاتا ہے۔

"تو مجھے کوئی بتائے گا کہ بینزین(benzene)کی سٹیبلیٹی کی وجہ کیا ہے؟"لیکچر دیتے سر نے کلاس کی طرف گھوم کر پوچھا۔

"عائزل میں کلاس میں نہیں ہوں"مرحہ نے ہلکی سی سرگوشی میں کہا عائزل نے گردن گھما کر دیکھا تو وہ سانپ کی طرح کرسی سے نیچے کی طرف کھسک رہی تھی۔

"مرحہ کیا کر رہی ہو مروانا ہے کیا"عائزل ہلکا سا نیچے کو جھک کر بولی۔

"تم چپ کر کے سیدھی بیٹھی رہو"وہ ڈیسک کے نیچے بلکل چھپ گئی تھی۔

آہستہ آہستہ سر کلاس میں نظر دوڑاتے چلنے لگے کسی کو کھڑا کرتے اور کوئی سوال پوچھتے عائزل کبھی پریشانی سے سر کو دیکھتی کبھی مرحہ کو جو سکون سے ڈیسک کے نیچے بیٹھی ہوئی تھی۔

تبھی سر عائزل کی طرف بڑھنے لگے۔

"یار سر تو ادھر ہی آرہے ہیں" عائزل بغیر لب ہلائے آہستہ سی آواز میں بولی مگر نظریں سر پر جمائی ہوئی تھی۔

مرحہ یہ سنتے ہی ایک طرف رینگنے لگی۔ مختلف بینچز کی نیچے سے جاتے ہوئے وہ کلاس کی دروازے پر پہنچ گئی تھی۔ عائزل نے کچھ سوچ کر نیچے دیکھا تو وہاں مرحہ غائب تھی۔

"مرحہ کہاں گئی تم؟" وہ حیرانی سے اتنی زور سے بولی کہ کلاس روم سے چوری چوری نکلنے والی مرحہ نے زور سے آنکھیں بند کیں۔

سامنے کھڑے پروفیسر نے پہلے عائزل کو دیکھا اور پھر کلاس روم سے باہر کو جاتی مرحہ کو۔

"آپ دونوں کو کبھی کلاس سکون سے لینے کا دل نہیں کرتا؟" پروفیسر صاحب نے غصے سے دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔

"سر وہ کیا ہے نہ کہ ایمرجنسی تھی تو" مرحہ معصوم منھ بنا کر ابھی بولنے ہی لگی تھی۔

"آؤٹ" کی آواز پر کندھے ڈھیلے پڑھ گئے اور سر جھکا کر باہر کی طرف قدم بڑھا دیے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ کو الگ سے کہنا پڑے گا" پروفیسر عائزل کی طرف دیکھ کر طنزیہ سا بولے۔

"مگر سر" عائزل کچھ کہنے لگی مگر سر کے گھورنے پر خاموشی سے بیگ اٹھانے لگی۔

"میرا بیگ بھی لے آنا" مرحہ دروازے میں کھڑے اونچی آواز سے بولی۔ سر کے ماتھے کی شکنوں میں اضافہ ہوا۔

"حد ہوتی ہے ڈھیٹ ہونے کی بھی" پروفیسر اونچا بڑبڑائے۔ عائزل ملامتی نظروں سے مرحہ کو گھورتی باہر آگئی۔

"یار اچھا ہوا سر نے باہر نکال دیا ورنہ کہاں بیٹھا جانا تھا ڈیڑھ گھنٹا مزید مجھ سے وہاں" ٹھنڈے جوس کا ایک گھونٹ حلق سے اتارتے بولی۔ کچھ دیر پہلے ہونے والی زلالت کا وہاں سایہ تک نہیں تھا۔

"کتنی ڈھیٹ ہو تم یار سہی کہتے ہیں سر تمہیں" عائزل منہ پھلائے بولی۔

"وہ چھوڑو فرائیز کھاؤ گی؟" وہ اپنی ڈھٹائی کا ثبوت دیتے ہوئی بولی۔

عائزل نے اسے ایک گھوری سے نوازا۔

"یہی کھانی تو سہی ہے۔۔، آنکھیں کیوں دکھا رہی ہو"

"بکواس بند کرو اور لے کر آؤ، میرے والے میں مصالحہ تھوڑا زیادہ ڈلوانا" کتابیں سائیڈ پر رکھتی حکم دینے والے انداز میں بولی تھی۔

"اینی تھنگ ایلس میم؟(any thing else ma'am)" مرحہ بھی فوراً اپنے کرادر میں آتی بولی.

"نتھنگ. ابھی کے لیے یہ ہی لے آؤ بس" ایک شان بے نیازi کے ساتھ بولا گیا تھا.

" تھینکس فار یور آرڈر میم" مسکراہٹ دبائے ہلکا سا سر کو جھکا کر کہا اور شاپ کی طرف چلی گئی۔

"میں پیسے نہیں دوں گی" عائزل نے مرحہ کو پیچھے سے آواز دے کر اونچا سا کہا تھا اور شاپ کی طرف جاتی مرحہ کھل کر مسکرائی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آنٹی آج کھانے میں کیا بنا ہے؟" مرحہ عائزل کے ساتھ کچن میں بیٹھی انگلیاں ٹیبل پر مارتی ہر پانچ منٹ بعد بول رہی تھی یہ کوئی چھٹی بار اس نے کہا تھا۔

"تو اپنے گھر سے کھا لیا کرو اگر اتنی بھوک لگی ہوتی ہے تمہیں" عائزل اس کے بار بار بولنے اس اکتا کر بولی۔

"آنٹی یہ دیکھ لے آپ کی بیٹی مجھے گھر سے نکال رہی ہے" اونچی آواز سے مرحہ چلائی تھی "اس گھر سے بیٹا تم تو کیا حماد صاحب بھی نہیں نکال سکتے" ہلکی آواز میں اب عائزل کو چڑایا تھا۔

"اچھا تو ہم بھی نہیں نکال سکتے آپ کو، کیوں کوئی قبضہ مافیہ سے تعلق ہے آپکا" حماد صاحب اخبار فولڈ کر کے ٹیبل پر رکھتے ہوئی بولے عائزل اب مسکرا کر مرحہ کی طرف دیکھ رہی تھی،

"آ۔۔وہ۔۔۔آئیں نہ انکل آپ کب آئے پتہ ہی نہیں چلا" مرحہ کھسیانی سی ہو کر بول رہی تھی۔

"اگر پتہ چل جاتا تو مجھے وہ کیسے پتہ چلتا جو ابھی آپ بول رہی تھی" حماد صاحب صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ارے انکل آپ غلط سمجھے، میں تو بس" مرحہ ابھی بول ہی رہی تھی جب حماد صاحب پھر سے بولے

"ارے نہیں آپ ٹھیک کہہ رہی ہو اب ہماری کا مجال جسے خدیجہ گھر میں لے کر آئے اور ہم اسے برا کہہ دیں اب کیا ہمیں گھر میں نہیں رہنا کیا؟" حماد صاحب اسی کے انداز میں مسکرا کر بول رہی تھے۔

"انکل آپ تو میٹھی میٹھی کر رہے ہیں" مرحہ منھ پھلا کر بولی۔

"بیٹا فیل تو آپ پھر بھی نہیں کر رہی" اور یہاں عائزل کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔ ساتھ ہی حماد صاحب بھی ہلکا سا ہنس دیے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مرحہ بس ایک نظر غصے سے دیکھ کر رہ گئی۔

"مرحہ کل تمہاری ماما آئی تھیں خیر سے آئی تھی؟" خدیجہ بیگم کھانا رکھتے ہوئے بولی۔

"جی آنٹی خیریت سے ہی آئی تھی" مرحہ ایک دم سنجیدہ ہوتے ہوئے بولی تھی۔ اپنی ماں کے ذکر پر وہ ہمیشہ ایسے ہی بے تاثر ہو جاتی تھی۔

"خدیجہ اگر مرحہ کی والدہ آئیں تھی تو تم ان کو کھانے پر بلا لیتی ادھر" حماد صاحب سرسری سے انداز میں بولے۔

"نہیں انکل وہ جلدی چلی گئی تھی" مرحہ سر جھکائے اپنے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے بولی۔

خدیجہ نے ایک نظر حماد صاحب کی طرف دیکھا اور پھر عائزل کو۔

"مرحہ بچے، جب ان کے آنے پر تم ان سے بات نہیں کرو گی تو وہ ایسے ہی چلی جائیں گی نا۔ آخر وہ تم سے ملنے تو آتی ہیں" خدیجہ بیگم پیار سے بولی تھیں۔ عائزل اب سنجیدگی سے مرحہ کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"میرا دل نہیں کرتا ان سے ملنے کو" وہ اتنی آہستہ آواز میں بولی کہ اسے بمشکل اپنے الفاظ سنائی دیے ہونگے۔

"کیا تم نے ان کو ان کا قصور بتایا ہے" خدیجہ بیگم ایک بار پھر سے بولی۔

"کیا یہ قصور کم ہے کہ انہوں نے میرا پاپا سے طلاق لے لی اور مجھے اکیلا چھوڑ گئی" مرحہ نم آواز میں بولی۔

"بیٹا لیکن تم کو وجہ بھی تو نہیں پتہ نا اور نہ تم کچھ سننا چاہتی ہو اس بارے میں"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا وجہ سنوں میں کہ انہوں نے میری پرواہ کیے بغیر میرے پاپا کو چھوڑ دیا اور مجھے ایک انجان عورت کے حوالے کر دیا۔" وہ غم کی کیفیت میں بول رہی تھی حلق میں پھندے لگ رہے تھے۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ ہمیشہ ہنسنے مسکرانے والی مرحہ ہو سکتی ہے۔

"بیٹا کبھی ان کی طرف کی کہانی سن کر تو دیکھو"

کیا کہانی ہو گی سوائے اس کے کہ انہوں نے صرف اپنی چھوٹی سی ضد کی وجہ سے مجھے ہمیشہ کے لیے محرومیوں میں دھکیل دیا۔ میری زندگی کا کبھی پر نہ ہونے والا خلا تھما دیا مجھے" آنسو اس کے چہرے پر پھسل رہے تھے خدیجہ بیگم نے افسوس سے اسے دیکھا حماد صاحب نے خاموشی سے سر جھکا لیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مرحہ ایک موقع تو دو وہ سب بتانا چاہتی ہیں تمہیں" عائزل نے امید اور خوف کے ساتھ اس کی طرف دیکھا

"میں نہیں کچھ سننا۔۔۔ایک منٹ آ" ذہن میں جھماکہ ہوا "پ لوگ ان سے ملے تھے ؟" مرحہ روئی آنکھوں میں حیرت لیے کبھی اسے کبھی خدیجہ بیگم کو دیکھ رہی تھی۔ عائزل نے ایک لمبی سانس بھری اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

"وہ یہی ہیں مرحہ کمرے میں ہیں اور مجھے لگتا ہے تمہیں ان کی بات سننی چاہیے"

مرحہ نے درشتی سے اس کا ہاتھ اپنے کندھے سے جھٹک دیا "تم کون ہوتی ہے یہ فیصلہ کرنے والی کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے کیا نہیں "غصے سے اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

خدیجہ بیگم نے آنکھوں سے عائزل کو خاموش ہونے کا کہا مگر وہ مرحہ کے اس رویے پر طیش میں آ چکی۔

"میں تمہاری دوست ہوں اور جب جب مجھے لگے گا کہ تم کوئی غلطی کر رہی ہو میں اسی طرح تمہاری زندگی کے فیصلے کروں گی۔ چاہے تمہیں پسند ہو یہ نہ ہو "ایک ہی لمحے میں آنکھوں میں گلابی پن عود آیا تھا۔ خدیجہ بیگم کو اس کی آنکھوں میں شہر بانو کا عکس نظر آیا۔ عائزل درشتی سے کہہ رہی تھی خدیجہ بیگم نے ہمدردی سے مرحہ کو دیکھا وہ بے یقینی سے عائزل کو دیکھ رہی تھی۔

"شکریہ بہت "طنزیہ انداز میں کہتی وہ اٹھی صوفے پر رکھا بیگ اٹھایا اور باہر کی طرف قدم اٹھا دیے۔

Clubb of Quality Content

"مرحہ بچے رکو تو" خدیجہ بیگم نے اسے روکنا چاہا مگر وہ سن ہی نہیں رہی تھی۔ آنسو ایک بار پھر گال پر پھسلا

"جانے دیں امی اس کو خود ہی عقل ٹھکانے آجائے گی" عائزل سینے پر بازو باندھ کر غصے سے بولی اور واپس صوفے پر بیٹھ گئی۔

حماد صاحب نے ملامتی نظروں سے اسے دیکھا۔

عائزل کچھ کہنے کے لیے لب کھولنے لگی جب مرحہ نے واپس آکر غصے سے بیگ صوفے پر رکھا۔

"بلائیں ان کو میں بات کرنا چاہتی ہوں ان سے"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عائزل نے فاتحانہ انداز سے خدیجہ بیگم اور حماد صاحب کی طرف دیکھا اور کندھے اچکا دیے جیسے کہا ہو۔ "told you"

کچھ دیر بعد مرحہ کے مقابل اس کی ماں بیٹھی ہوئی تھی وہ پیار سے اسے دیکھ رہی تھی۔ گہرے سرمئی رنگ کا لباس زیب تن کیے ہاتھوں میں نایاب قسم کے ڈائمنڈز کی رنگز جگمگا رہیں تھیں۔ ان کے چہرے پر کوئی ایک بھی جھری نہیں تھیں۔ شاید وہ اپنی سکن کا بہت خیال

رکھتی تھی یا پھر وہ خود کو جوان رکھنے کے لیت سر جریز کرواتی تھی۔ بہر حال وہ ہر طرح سے ایک رئیس خاتون لگتی تھی جس نے خود کو نکھارنے سنوارے میں کافی خرچہ کیا ہوا تھا۔

"مرحہ تم نہیں جانتی میں کتنا مس کرتی ہوں تمہیں، تمہاری بے رخی مجھے بہت تکلیف دیتی ہے "ان کی آواز میں ایک درد سا تھا۔

"تو پھر آپ نے مجھے چھوڑا کیوں تھا؟" لہجے مہں ایک کاٹ تھی۔ عائزل نے افسوس بھری نظروں سے اسے دیکھا مگر وہ کسی کو نہیں دیکھ رہی تھی۔

"میں نے تمہیں تمہارے لیے چھوڑا" وہ بے بسی سے کہتی ہوئی بولی۔ آنکھوں میں نمی چھلکنے لگی تھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

خدیجہ بیگم نے ہمدردی سے انہیں دیکھا۔ وہ ایک ماں تھی اور ماں کا درد سمجھ سکتیں تھیں۔

"آپ کب سے دوبارہ مجھ سے ملنے کی کوشش کر رہی ہیں؟" مرحہ پھر اسی لہجے میں بولی۔

"کیا مطلب؟" مقابل نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"مطلب یہ کہ "مرحہ ہلکا سا آگے کو جھکی اور سامنے پلیٹ میں رکھا بسکٹ اٹھایا اور پیچھے صوفے کی پشت سے ٹیک لگا لی آرام سی بسکت منھ میں رکھا آہستہ سے اسے چبایا منے میں میدے اور مونگ پھلی کا ملا جھلا ذایقہ گھلنے لگا۔

عائزل نے بے زاری سے اس دیکھا "ابھی بھی اس کے ناٹک ختم نہیں ہو رہے" وہ سوچ کر رہی گئی۔

"آپ مجھے سے تب سے ملنے کو کوشش زیادہ کر رہی ہیں جب سے میں بیس سال کی ہوئی ہوں۔ مطلب پچھلے ایک سال سے یہ کوشش کر رہی ہیں آپ۔ لیکن بات یہ ہے کہ اس ایک سال میں ایسا کیا تھا"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مرحہ ایسے بول رہی تھی جیسے کسی روزنامچے کی سرخیاں پڑھی رہی ہو۔

"اس ایک سال میں کیا ہوا" وہ چھت کو دیکھتی آنکھیں چھوٹی کیے سوچنے والے انداز میں کہہ رہی تھی۔

عائزل نے غصے سے اس کی طرف دیکھا جبکہ سامنے بیٹھی مرحہ کی ماں نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھیں۔ خدیجہ بیگم نے ان کی یہ حرکت بغور دیکھی تھی۔

"ہاں یاد آیا" ایک دم وہ سامنے دیکھ کر مسکرا کر بولی "پچھلے سال میرے جائیداد میں حصہ ملا ہے وہ کیا ہے نہ کہ پاپا کہہ رہے تھے کہ ان کی موجودہ (زور دیا) بیوی کے بچے بھی اب بڑے ہو گئے ہیں تو کسی فساد سے بچنے کے لیے انہوں نے پہلے ہی سب کو ان کے حصے دے دیے" وہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے بتا رہی تھی۔

"مگر اس بات کا تعلق میری ماں سے کیا ہو سکتا ہے، وہ ماں جو پہلے کبھی تین سالوں میں ایک بار مجھے ملتی تھی، اس کو پچھلے سال سے کیا ہو گیا کہ وہ ہر ہفتے میں تین بار ملنا چاہتی ہیں مجھ سے، انٹرسٹنگ ہے نہ" ایک تمسخرانہ نظر سامنے والے پر ڈالی، عائزل نے اسے افسوس سے دیکھا وہ اپنی ماں کو لالچی سمجھ رہی تھی۔ آہ کتنی منفی سوچ تھی اس لڑکی کی۔

خدیجہ بیگم کے تنے تاثرات ڈھیلے ہونے لگے انہوں نے بغور مرحہ کو دیکھا۔

"مرحہ تم اپنی ماں کو غلط سمجھ رہی ہو مجھے تم سے کچھ نہیں چاہیئے" مرحہ کے سامنے بیٹھی عورت ایک بار پھر بولی تھی الفاظ میں ایک تناؤ سا آگیا تھا۔ جیسے بہت ضبط سے الفاظ ادا کیے ہوں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا واقعی کچھ نہیں چاہئے؟آپ کی بوتیک جو پچھلے تین سالوں سے لوس میں جا رہی ہے اس کے لیے بھی کچھ نہیں چاہیے" مرحہ طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہتی مقابل کو اپنے آنکھوں کے ساتھ سکین کر رہی تھی۔

"مرحہ تم مجھے غلط سمجھ رہی۔۔" الفاظ منہ میں ہی تھے جب مرحہ سنجیدہ تاثرات کے ساتھ پھر بولی۔

"کوئی ماں اپنے بچوں کو ان کی خاطر نہیں چھوڑتی بشریٰ صاحبہ، بلکہ ماں اپنے بچوں کی خاطر ہمیشہ ان کے ساتھ رہتی ہے" ایک نظر خدیجہ بیگم کو دیکھا۔ جیسے کہانی کا لب لباب وہ خدیجہ بیگم کو بتا رہیں تھی۔

"اگر میں آپ کو اتنی ہی عزیز تھی تو کیوں آپ نے ایک بار بھی بابا سے میرا مطالبہ نہیں کیا؟ یہ مت کہیے گا کہ آپ کے پاس پیسے نہیں تھے۔ یہاں بیٹھے سب لوگوں کو نظر آرہا ہے کہ آپ ماشااللہ سے اچھا خاصہ کما رہیں ہیں" بشریٰ کو ایک نظر اوپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے مرحہ بہت جتانے والے انداز میں کہہ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اب آپ جاسکتی ہیں" اپنی بات کہہ کر وہ سینے پر بازو باندھے ایک طرف لگے پردوں کو دیکھنے لگی مطلب کہ اب بات مزید نہیں ہو سکتی۔

عائزل حیرانی سے مرحہ کی طرف دیکھ رہی تھی۔خدیجہ بیگم اب پر سکون تھیں۔بشریٰ کی بناوٹی سی مسکراہٹ اب غائب ہو چکی تھی۔ذلت کے احساس سے اب گال دہک رہے تھے سامنے ٹیبل پر رکھا اپنا برینڈ کا پرس اٹھایا اور کھڑی ہو گئی۔

"ایک دن جس باپ کی باتوں میں آکر تم مجھے دھتکار رہی ہو اسی سے دھتکارے جانے کے بعد تم میرے پاس ہی آؤ گی یاد رکھنا" تنفرے کہتی وہ پاؤں پٹختی بیرونی دروازے کی جانب چلی گئی مرحہ نے بے زاری سے ہاتھ جھلائے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مرحہ تمہیں کیسے پتہ۔۔"

"آنٹی اب کھانا دے دیں، جان نکل رہی بھوک سے۔اور عائزل کو کہہ دیں کہ اس کے لہجے کے لیے میں نے اسے ابھی معاف نہیں کیا" مرحہ کی بات پر عائزل جو کہ صلح جو انداز میں بولنے لگی تھی ایک کاٹ دار نظر اسے دیکھا۔

"امی کھانے میں تھوڑا زہر بھی ملا دینا" بول کر عائزل سیڑھیاں چڑھتی اوپر چلی گئی۔

"تم نے سہی کیا مرحہ" خدیجہ بیگم نے تھکان بھری مسکراہٹ سے اس کی طرف دیکھا۔

"دوسرے انسان آپ کی زندگی کے فیصلے نہیں کر سکتے جب تک کہ وہ آپ کے حالات اور احساسات سے واقف نہ ہوں۔۔ ہم نے بھی یہی غلطی کی۔ تمہارے شوخ پن کے پیچھے اتنی سمجھدار لڑکی کی جھلک پہلے کبھی دیکھی ہی نہیں تھی"

اگے سے اس بھی جوابی مسکراہٹ اچھالی اور آنکھیں بند کر کے صوفے کی پشت پر گردن گرا دی۔ آج کا دن عصاب پر بھاری تھا۔ وہ کسی کو یہ نہیں بتا سکتی تھی کہ اس نے یہ جذباتی سمجھداری کتنی بار ٹوٹنے بکھرنے کے بعد حاصل کی تھی۔ اب وہ اس قدر ماہر تھی کہ صرف پہلی ملاقات میں ہی اگلے بندے کا اندر تک سکین کر لے۔ لیکن اس کی حرکتیں اس کی سمجھدار ہونے کی گواہی نہیں دیا کرتی تھیں بس اسی لیے کوئی اس نے سمجھدار سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کرتا تھا۔

"مرحہ تمہیں دکھ نہیں ہوا تھا جب تمہیں اپنی ماما کے بارے میں پتہ چلا تھا" بائیو کیسمٹری کے وہی پروفیسر وائٹ بورڈ پر مارکر کے ساتھ لکھتے ہوئے بول رہے تھے۔ آخری قطار میں وہ دونوں بیٹھی سر کی پشت کو گھور رہی تھی۔ جب عائزل نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں ابھرا تھا۔

"نہیں" ایک لفظی جواب۔ وہ اس انداز سے بولی تھی کہ اس کے لب حرکت کرتے محسوس نہیں ہو رہے تھے۔

"مگر پھر بھی تمہیں یاد نہیں آتی، برا نہیں لگتا" وہ مکمل اس کی طرف رخ کیے بے چینی سے پوچھ رہی تھی۔

"نہیں" پھر وہی یک لفظی جواب اسی انداز میں۔

"تم ہو ہی بے مروت عورت"۔ وہ منہ بسور کر کہتی سیدھی ہوئی تو ٹھٹک گئی۔

پروفیسر اسی کی طرف دیکھ نہیں گھور رہے تھے۔

نالز کلب
Clubb of Quality Content

وہ دل میں ہی کراہ کر رہ گئی چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ سجا کی کن اکھیوں سے وہ مرحہ کی دبی دبی مسکراہٹ دیکھ سکتی تھی۔

"رول نمبر 209، کیا یہ فرض ہے کہ صرف میرا لیکچر ہی آپ لوگ خراب کریں گے" وہ غصے سے چبا چبا کر بولتے ہوئے اس وقت عائزل کو وہ کسی عزرائیل سے کم نہیں لگے تھے۔

"سر میں نے تو کچھ نہیں کیا وہ میں بس ایک پوائنٹ کلیئر کر رہی تھی" عائزل کھڑی ہوتی بے چارگی سجائے بولی۔ ساتھ بیٹھی مرحہ ہنسی ضبط کرنے کے چکر میں سرخ ہو چکی تھی۔

"میں یہاں پر آپ کے پوائینٹس کلئیر کرنے کے لیے ہی موجود ہوں، بیٹھ جائیے اور توجہ ادھر ہی رکھیں" سختی سی ایک نظر دیکھتے وہ بولے اور واپس وائٹ بورڈ کی طرف گھوم کر لیکچر جہاں چھوڑا تھا وہیں سے شروع کرنے لگے۔

"شکر ہے عزرائیل کی بازو آج دروزے کی جانب سیدھی نہیں ہوئی" واپس جگہ پر بیٹھتی وہ قدرے ہلکا بڑبڑائی اور اس پر مرحہ کا ضبط ختم ہو گیا۔

وہ حلق پھاڑ کر گردن پیچھے کو پھینکتی قہقہہ لگانے لگی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عائزل نے قدرے افسوس کے ساتھ ایک نظر سامنے کھڑے پروفیسر کی طرف دیکھا جوان دونوں کو ایسے دیکھ رہے تھے جیسے کچا چبا جانا ہو۔

کلاس میں کئی نظریں ان کی طرف اٹھی جب کہ کئی اس سب کی عادی ہو گئی تھی اب سب جانتے تھے کہ آگے کیا ہونے والا ہے۔

"اوکے سر میں جا رہی ہوں" مرحہ ہنسی کنٹرول کرنے کے ناکام کوشش کرتی اپنی کتابیں اٹھانے لگی۔

جبکہ سامنے کھڑا پروفیسر کڑوے گھونٹ بھر کر رہ گیا۔

"رول نمبر 209 آپ کو الگ سے کہنا پڑے گا کیا؟ تیکھی نظر عائزل پر ڈالتے وہ واپس مڑے اور بغیر پرواہ کیے دوبارہ شروع ہو چکے تھے۔

عائزل سر جھکا کر اٹھی اور مرحہ کے پیچھے باہر آ گئی۔

کچھ دیر بعد وہ کینٹین پر بیٹھی مزے سے چپس کھا رہی تھی ہر بار کی طرح۔

"تمہارا ہنسنا بہت ضروری تو نہیں تھا" منہ میں چپس کا ایک ٹکرا رکھتے دور نظر آتے ایک درخت پر نظریں جمائے وہ بول رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میرا دل نہیں کر رہا تھا آج کلاس لینے کو" مرحہ بھی اس درخت کو گھورتی اس کی انداز میں بولی۔

"مجھے لگا میری بات کوئی بہت ہی مزاحیہ تھی جو تمہارے دانت ہی اندر نہیں جا رہے تھے" سنجیدگی سے کہہ کر اس نے ایک اور چپس کا ٹکرا منھ میں رکھا تھا۔

"تمہاری بات پر تو کوئی وہ بندہ ہی ہنس سکتا ہے جس کا سینس آف ہیومر بہت ہی کوئی فورٹیز کا ہو"

عائزل نے اس کی بات پر کوئی جواب نہیں دیا۔

"تم نے بتایا نہیں تمہں ایک ہیلتھی فیملی کی کمی محسوس نہیں ہوتی" آنکھین چھوٹی کیے وہ اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی جیسے اپنے سوال کا جواب ڈھونڈ رہی ہو۔ مگر وہاں کوئی تاثر نا تھا نہ دکھ کا نہ ہی کوئی بے زاری۔

"نہیں مجھے کبھی کسی کی کمی محسوس نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی کی یاد آتی ہے۔ میں خود، خود کے لیے کافی ہوں" چپس کا آخری بچا ہوا ٹکرا منح میں رکھتے ہو ہنوز اس درخت کی طرف دیکھ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عائزل نے افسوس سے اس کی طرف دیکھا۔

"تکلیف ہونا الگ بات ہے اور تکلیف کی عادت ہو جانا الگ بات ہے، درد، دونوں صورت میں ہوتا ہے بس فرق یہ ہے کہ ہمیں اس درد کے ساتھ آگے بڑھتے مسکرانے کا فن آجاتا ہے "عائزل نے بغیر اس کی طرف دیکھے کہا۔ تاکہ شاید اب وہ سمجھ سکے کہ عائزل اس کے اندر سے واقف تھی۔ مگر مرحہ نے بس کندھے اچکا کر ایک اور آلو کی چپس منہ میں ڈال لی۔

یعنی کہ وہ کبھی نہیں بتائے گی۔ مرحہ ان لوگوں میں سے نہیں تھی جو بار بار ایک ہی تکلیف دہ بات کر کے دوبارہ اپنے زخم ہرے کر لے۔ عائزل نے ایک بے بس سی نظر اس پر ڈالی۔ کچھ باتیں ہمیشہ راز ہی رہتی ہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

موجودہ دن

عائزل نم سی آواز میں بولتی جارہی تھی۔ مرحہ ہمدردی سے اسے دیکھ رہی تھی۔اور عنایہ دور کہیں خلاؤں میں گھور رہی تھی۔

"کیا کبھی ہارون نے اس واقعہ کے بعد رابطے کو کوشش نہیں کی؟"مرحہ آنکھوں میں بے چینی لیے پوچھ رہی تھی۔

"جانے والے بس چلے جاتے ہیں مرحہ،وہ اپنے جانے کی صفائیاں نہیں دیتے"عائزل اپنے بیڈ سے اترتی بولی دونوں ہاتھوں سے بال پیچھے کو کیے اور جوڑے کی شکل میں بنا کر چھوڑ دیے
۔

لمبے بھورے بال کمر پر بل کھاتے کھل گئے عنایہ نے کچھ کہنا چاہا تھا مگر کچھ سوچ کر خاموش ہو گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں نے رابطے کی بات کی تھی صفائی دینے کی نہیں"مرحہ نے اسکی طرف دیکھ کر کہا۔

عائزل نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔

"کیا مطلب؟"

مرحہ عنایہ کی طرف دیکھ کر ہنس دی۔ عنایہ عائزل کے چہرے پر نا سمجھی دیکھ کر اپنی مسکراہٹ ضبط کر گئی۔

"مطلب کہ تم جو مرضی کہو مجھے ہارون برا نہیں لگتا، میری گٹ فیلنگ کہتی ہے کہ وہ برا نہیں ہے" مرحہ بیڈ پر سے اتر کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔ عنایہ نے چونک کے مرحہ کی طرف دیکھا ایسے جیسے اس کی آر پار دیکھنا چاہا ہو جیسے اس کی فراست پر حیرانگی ہوئی ہو یا بھر اس کے اندازے پر۔

عائزل نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔ لب کچھ کہنے کے لیے کھولے ہی تھے کہ اچانک سے دروازہ کھلا اور معیز جھکتے ہوئے بولا۔

"نیچے آکر دیکھیں کون آیا ہے" جتنی تیزی سے وہ آیا تھا اتنی تیزی سے ہے وہ غائب ہوا تھا پیچھے تینوں ہکا بکا کھڑی رہ گئی۔

(جاری ہے)

Clubb of Quality Content

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: